گرین سیریز-------از---------ابنِ طالب

پلیگ
ابنِ طالب
www.qaricafe.com
4
گرین سیریز

گرین سیریز

ناول#4۔۔۔یکم جون2019

ہماری بات

السلام علیکم

گزشتہ دنوں سر مظہر کلیم مرحوم کی برسی گزری، قارئین جانتے ہیں کہ یہ ناول انہی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ ان کے بارے میں ان کے پیار کرنے والے جانتے ہی ہیں، مجھے اگر کہانیوں اور بعد میں جاسوسی ناولز کا شوق ہوا تو سر مظہر کلیم کو ہی پڑھ کر ہوا، ٹارزن، عمرو عیار، چھن چھنکلو، آنکلو بانکلو سے لے کر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عمران سے آشنائی بھی انہی کی بدولت ہوئی۔

ان کے ساتھ ایک نادیدہ مگر بہت گہرا رشتہ تھا اور ہے، ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ وہ بہت قریبی اپنوں میں سے ہیں۔ اللہ ان پہ رحمت فرمائے اور انہوں نے نوجوان نسل کی کردار سازی کی جو کامیاب کوشش کی اس کے لئے اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین

گرین سیریز کا موجودہ ناول ، گرین سیریز میں بہت اہمیت کا حامل ہے، ناول ایک اچھوتے اور نئے طریقہ واردات پہ مبنی ہے جس میں مجرم بہت ہی انوکھے انداز میں انسانیت سوز سرگرمی میں ملوث نظر آتے ہیں، ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو سکے گا کہ وہ طریقہِ واردات کیا تھا اور ساحر اور اس کے ساتھیوں نے کیسے اس کا سامنا کیا۔۔۔

والسلام

ابنِ طالب

سوموار کا دن تھا بازار کی رونق اپنے عروج پہ تھی۔ ٹریفک کے شور میں راہ چلتے ایک دوسرے سے بات کرنا بھی محال تھا لیکن آنے جانے والے یوں مشینوں کی طرح چلتے جا رہے تھے جیسے وہ بہرے ہوں۔ یہ دارالحکومت کی مین مارکیٹ تھی جہاں یہ شور شرابہ روز کی روایت تھی۔ شہر کے زیادہ تر لوگوں کو اس سڑک سے صبح و شام گزر کے جانا پڑتا تھا۔ اس سڑک پہ بڑے بڑے شاپنگ مالز، کمپنیوں کے دفاتر اور بینک کافی تعداد میں تھے۔ قومیت کے لحاظ سے اگر دیکھا جاتا تو شہر میں ہر قومیت کے لوگ بکثرت پائے جاتے تھا اور شہر روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ ساحلِ سمندر کے ساتھ ہونے کی وجہ سے کاروباری سرگرمیاں ہر وقت عروج پہ رہتی تھیں۔ شروع میں یہ علاقہ بنجر زمین پہ مشتمل تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ علاقہ گنجان آباد ہو گیا۔ مرکزی سڑک سے

ملحقہ سڑک جسے لنک روڈ کہا جاتا تھا، یہ پرائیویٹ ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ سرکاری ہسپتال کی پرُ شکوہ عمارت بھی موجود تھی۔ جہاں شہری آبادی نے عوام کو سہولیات سے نوازا وہیں مسائل اور بیماریاں جیسے جہیز میں ملیں۔ ہسپتالوں کی تعداد میں اضافے اور مفت علاج سے مریضوں کی تعداد میں دن دگنا رات چگنا اضافہ ہوتا گیا۔

سرکاری ہسپتال کے ساتھ ہی شہر کا سب سے پرانا "حاجی دین محمد میڈیکل سٹور" تھا۔ حاجی صاحب کی نہ صرف مارکیٹ بلکہ شہر کے اعلی حلقے میں بہت عزت تھی کیونکہ ان کا بیٹا شہر کی سب سے بڑی مسجد میں خطیب تھا، لوگ انہیں بہت خوب جانتے تھے۔ حاجی صاحب صوم و صلوۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ با اخلاق اور اصول پسند انسان تھے۔ وہ نہ تو خود کسی کا حق مارتے اور نہ اپنا حق مارنے دیتے۔ جس وجہ سے ان کی علاقے میں بہت اور مخصوص پہچان تھی۔ اس وقت وہ کاؤنٹر پہ بیٹھے اونگھ رہے تھے، ان کے میڈیکل سٹور میں چار لوگ داخل ہوئے جو لباس سے سیلزمین اور چہرے اور انداز سے غنڈے لگتے تھے۔

"تو کیا سوچا حاجی صاحب آپ نے ہماری آفر کے بارے میں؟" سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے شخص نے جو اُن کا لیڈر محسوس ہوتا تھا، کرخت لہجے میں پوچھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ حاجی کے ساتھ صاحب بھی مجبوراً لگایا گیا ہے۔

"دیکھو بیٹا میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ نہ تو میں تمہارا ساتھ دوں گا اور نہ ہی تمہیں یہ گھناؤنا کام کرنے دوں گا۔ اگر تم نے زیادہ تنگ کیا تو میں پولیس کو رپورٹ کر دوں گا۔" حاجی صاحب نے پُر سکون لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو حاجی صاحب، یہ تو سب جانتے ہیں کہ رُستم کلب والوں کو نہ کرنے کی ہمت پورے شہر میں کسی میں نہیں، ہم سے ٹانگ نہ اڑاؤ تو بہتر ہے۔" اسی غنڈے نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

"نہ مجھے رُستم کلب کا ڈر ہے اور نہ ہی موت کا، میں جیتے جی تمہیں لوگوں کی زندگیوں سے کھیلنے نہیں دوں گا۔" حاجی صاحب نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھ بڈھے، کالو استاد اگر عزت سے تمہیں آفر دے رہا ہے تو مان جاؤ، ورنہ اور بھی طریقے ہیں بات منوانے کے۔"، دوسرے غنڈے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جانی ٹھیک کہہ رہا ہے، تمہاری اکڑ سے تمہارے خاندان کو بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ رستم دادا کو انکار پسند نہیں، انکار کی الگ سزا ہے مگر اب جو تم نے پولیس کی دھمکی لگائی ہے اس وجہ سے تمہاری ہاں اب ہماری ضد بن گئی ہے۔" کالو نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے رستم دادا پہ، تم پہ اور تمہاری دولت پہ تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتا، جو کرنا ہے کر لو، آج تو میں تمہارے آقا کی شکایت پولیس میں کر کے گھر جاؤں گا۔" حاجی صاحب دھمکی سُن کر غصے میں آ گئے۔ اور کاؤنٹر سے نکل کے ان غنڈوں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ حاجی صاحب واقعی نڈر طبیعت کے لگ رہے تھے، جب کے دُکان میں کرنے والے جوان سیلز مین زرد چہروں کے ساتھ تماشا دیکھنے تک ہی محدود تھے۔

رُستم کلب شہر کا سب سے بدنام کلب تھا۔ یہ کلب ہر وقت غنڈوں سے بھرا رہتا تھا۔ اس کلب کی غنڈوں کی دہشت اتنی تھی کہ پولیس بھی اس طرف رُخ نہ کرتی تھی۔ سارے غنڈے مقامی تھے اور کلب کے مالک کو آقا اور رستم دادا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ کلب کے غنڈے جس طرح سے بے لگام تھے اس سے یہ قیاس آرائیاں بھی تھیں کہ کلب کی سرپرستی میں بہت بڑے درجے کے لوگ شامل ہیں۔ لیکن یہ سب مفروضوں تک محدود تھا آج تک اس بات کا کوئی ثبوت نہیں سامنے آیا تھا۔ کلب کے خلاف جانے کا تصور کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا، ایسا کرنے والے کو کھلے عام مار دیا جاتا تھا۔

کالو، رستم دادا کا دستِ راست تھا اور سارا عملی کام وہی سنبھالتا تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو رُستم کلب کا کرتا دھرتا کالو ہی تھا اور کالو تب تک براہِ راست بات نہیں کرتا تھا جب تک مسئلہ گھمبیر نہ ہو

جاتا۔ کالو کی حاجی صاحب کے میڈیکل سٹور میں آمد بتاتی تھی کہ حاجی صاحب کے ساتھ ان کا مسئلہ شدت پکڑ چکا تھا اور اس مسئلے کو ختم کرنے

کے لئے کالو یا اس کا آقا کوئی حتمی فیصلہ کر چکے ہیں۔

"تمھیں یہ اکڑ مہنگی پڑے گی۔ "کالو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مہنگی پڑے یا سستی تم لوگ نکلو میری دُکان سے باہر۔" حاجی صاحب نے غصے سے کالو کا بازو پکڑ کر باہر کی طرف اشارہ کیا۔

"لگتا ہے بڈھے کو اپنی زندگی پیاری نہیں، نہ ہی اپنوں کی۔" جانی نے زہریلے لہجے میں جملہ کسا۔

"تمھیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، چاہے اس کے لئے ہمیں اس کے لئے تمہارے خاندان کی عزت پہ ہی کیوں نہ ہاتھ ڈالنا پڑے"۔ کالو نے باہر نکل کے چیختے ہوئے کہا۔

گھر کی عزت کی بات سن کر حاجی صاحب آپے سے باہر ہو گئے اور کالو کو ایک تھپڑ جڑ دیا۔ کالو بھرے بازار میں تھپڑ کھا کر چند لمحوں کے لئے سُن ہو گیا، جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ اُس کے ساتھ اِس طرح بھی ہو سکتا ہے، کیوں کہ پورے شہر میں اس کی دھاک تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے

حاجی صاحب کو لات دے ماری۔ لات لگتے ہی حاجی صاحب دکان کے دروازے سے ٹکرا کر گر گئے اور کالو کے ساتھیوں نے اوپر سے انھیں بری طرح سے مارنا شروع کر دیا۔

"بس بہت ہو گیا، اب یہ قصہ ختم ہونا چاہئے" کالو نے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں بہت سمجھایا تا کہ تم بچ جاؤ، لیکن مجھے سب کے سامنے تھپڑ مار کر تم نے اپنی موت کے پروانے پہ خود دستخط کر دیئے۔" کالو نے کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔

"موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے، اگر میرا وقت آ گیا ہے تو کوئی بھی اس کی ٹال نہیں سکتا، لیکن یاد رکھنا اللہ کے گھر دیر ہے اندھیر............" ٹھائیں کی آواز میں حاجی صاحب کی بات دب گئی۔ کالو نے مزید دو فائر کئے۔

"بہت بار سنا ہے یہ جملہ لیکن آج تک کالو کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکا۔" کالو نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔ "بڈھے کی دکان کو آگ لگا دو، تا کہ باقی لوگوں کو پتہ چلے کے رستم دادا کی بات نہ ماننے کا انجام کیا نکلتا

ہے۔ "کالو نے آس پاس دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ " جانی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور اگلے ہی لمحے دُکان شعلوں کی لپیٹ میں تھی۔ تماشائیوں کی تعداد بڑھ چکی تھی لیکن کسی میں آگے آ کے حاجی صاحب کی لاش تک ڈھانپنے کی جرأت نہ تھی۔

" اگر کسی نے رُستم کلب یا میرے خلاف جانے کی کوشش کی تو اس کا بھی یہی حال ہو گا۔ اس کے خاندان کو بیچ سڑک پہ گولیوں سے بھون دیا جائیگا۔ اپنی ایمانداری کے جذبوں کو لگام ڈال کے رکھنا۔ " کالو نے ریوالور ہوا میں لہراتے ہوئے کہا اور اچھل کے گاڑی میں سوار ہو گیا، جانی اور باقی غنڈے بھی گاڑی میں سوار ہوئے، اور جانی نے تیز رفتاری سے گاڑی ہجوم میں سے نکالی اور کلب کی طرف دوڑا دی۔ لوگوں کا ہجوم اپنی چہ مگوئیوں کے ساتھ چھٹتا گیا۔ ایسا لگتا تھا کے لوگ اس ماحول کے عادی ہو کہ بے حس ہو چکے تھے۔ کسی سر پھرے اور نئے نویلے یونیورسٹی پاس آؤٹ نوجوان نے ڈرتے ڈرتے پولیس کو کال کر کے حادثے کے بارے میں بتا دیا۔

آہستہ آہستہ حاجی صاحب کی طرح انکی دکان بھی ختم ہو رہی تھی۔ آگ کے شعلے اپنی شدت کی بلندی سے پستی کی طرف گامزن ہو رہے تھے لیکن کسے پتہ تھا کہ آگ کے یہ جلتے بجھتے شعلے کس نہ بجھنے والی آگ کا پیش خیمہ ہے۔

* * *

شہر سے تقریباً بیس کلو میٹر کے فاصلے پہ ریٹائرڈ کرنل وجاہت احمد خان کے فارم ہاؤس پہ جشن کا ساسماں تھا پورے فارم ہاؤس کو شاہانہ انداز سے سجایا گیا تھا۔ جدھر نظر جاتی سر ہی سر نظر آتے ہر طرف سے قہقہے بلند ہو رہے تھے۔ سب لوگ وجاہت احمد خان کے ہاں مدعو تھے۔ وجاہت احمد خان شہر کے معتبر اور امیر اشخاص میں سے تھے۔ پورے شہر میں ان کی بہت عزت تھی۔ کرنل صاحب بہت شریف النفس اور انسانیت کے کام آنے والے شخص تھے وہ محنت کرنا اور حرکت میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اپنے اسی انداز کی وجہ سے شہر میں انکا ہوٹلوں کا بہت بڑا بزنس تھا۔ جس کے انتظامی اُمور وہ

خود سنبھالتے تھے۔ ان کی بیوی فوت ہو چکی تھیں لیکن بیٹی اور بیٹے کی پرورش کی خاطر انھوں نے دوبارہ شادی نہ کی۔ آج ان کی بڑی بیٹی کی شادی تھی۔ کرنل (ر) وجاہت احمد خان اس وقت میڈیا میں گھرے ہوئے تھے۔ صحافی ان سے کاروباری، سماجی اور ذاتی زندگی کے بارے میں سوالات کر رہے تھے۔ وہ جس سوال کا جواب دینا بہتر سمجھتے، جواب دیتے اور جس سوال کو ٹالنا ہوتا مسکراہٹ کے ساتھ ٹال جاتے۔ ان کی شخصیت ان کے نام کے عین تھی اور وہ حیرت انگیز حد تک ٹھنڈے مزاج کے حامل اور بہت ذہین تھے۔

"کرنل صاحب، شہر کے حالات دن بدن بدل رہے ہیں، اور یہ بدلاؤ سب جانتے ہیں کہ اچھا نہیں ہے۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ امید ہے آپ میری بات کا مفہوم سمجھ رہے ہوں گے۔" ایک درمیانی عمر کے صحافی نے اچانک سوال اٹھایا۔ سارے صحافیوں کے چہرے پہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔ یہ سوال پوچھنے والے صحافی اختر نجمی، ملک کے مایہ ناز اخبار "پاک دھرتی" سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اپنے بے باک، اصول

پسند اور منفرد انداز کی وجہ سے جانے جاتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ کچھ لوگ انہیں پاگل بھی کہتے تھے، کیونکہ وہ کھری بات کرنے کے عادی تھے چاہے نتیجہ جو بھی نکلتا۔ یہی وجہ تھی کہ انکے اس سوال پہ سب مسکرا دیئے۔

"نجمی صاحب، میں آپ کا اشارہ سمجھ رہا ہوں لیکن یہ حالات تو سب کے سامنے ہیں، کافی عرصہ سے ایسے ہی چل رہے ہیں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" کرنل صاحب نے مسکرتے ہوئے پوچھا۔

"کرنل صاحب جو لوگ ان حالات کو سدھار سکتے ہیں وہ چپ کیوں سادھے ہوئے ہیں؟" نجمی نے پوچھا۔

"دیکھئے ہر ریاست کا اپنا قانون اور اس قانون پہ عمل کرنے کا طریقہ ہے، میرے خیال سے تو ریاستی قانون پہ یقین رکھنا بھی شہری کے فرائض میں شامل ہے۔" کرنل صاحب نے غیر جانبداری سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہر ایک کا اپنا نظریہ ہے، میں آپ کی سوچ کی قدر کرتا ہوں لیکن ایسے لوگوں کی کمی کیوں ہے جو عوام کے لیے صحیح معنوں میں نعمت ہیں؟" نجمی اپنی بات پہ اڑا ہوا لگتا تھا۔ باقی صحافی بوریت محسوس کرنے لگے تھے اور کینہ توز نظروں سے نجمی کو دیکھ رہے تھے جو کہ ان کا وقت اپنی راگنی الاپنے میں ضائع کر رہا تھا، لیکن نجمی سب کو نظر انداز کر کے کرنل صاحب کی طرف متوجہ تھا۔

"اس سوال کا جواب تو بہت سی وجوہات کا مجموعہ ہے، جو کہ ایک طویل بحث ہے اور اگر بحث کا اگر کوئی موثر نتیجہ ہوتا تو آج ہمارا ملک سب سے آگے ہوتا اور ہم یہ باتیں نہ کر رہے ہوتے، کیوں کہ بحث واحد سرگرمی ہے جس میں پورا ملک دلجمی اور محنت سے اپنا اپنا حصہ ڈالتا ہے۔" کرنل صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا ماننا یہ ہے کہ انسان جتنا کر سکتا ہو اسے اپنی استطاعت کے مطابق حالات کو سدھارنا چاہئے، کیا آپ جیسے لوگ جو اثر و رسوخ رکھتے ہیں انھیں اپنا کردار ادا نہیں کرنا چاہیے؟" نجمی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں آپ سے متفق ہوں، لیکن آپ کے سوال میں ہی جواب بھی ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق۔ وہ تو کیا جا رہا ہے"۔ کرنل صاحب نے پھر سے غیر جانبداری سے جواب دیا محسوس ہو رہا تھا کہ نجمی انہیں کسی خاص موضوع کی طرف کھینچنے کے لئے کوشاں ہے جبکہ کرنل صاحب بڑی خوبصورتی سے بچ رہے تھے۔

"میرے خیال سے تو آپ کی ذمہ داری باقی شہریوں سے زیادہ ہے، آپ کا بیٹا پولیس آفیسر ہے۔ اور شہر کو آپ سے امید بھی زیادہ ہے۔ آپ کا بیٹا بہت ہی ایماندار آفیسر ہے، کچھ عرصہ پہلے وہ ملک و قوم کے ایسے دشمنوں کی بیخ کنی کر چکا ہے، کیا وجہ ہے کہ وہ کافی عرصے سے خاموش ہے؟ اگر آپ برا نہ محسوس کریں تو میں یہ کہنا غلط نہ سمجھو گا کہ اگر وہ خاموش نہ رہتا تو آج حالات اتنے خراب نہ ہوتے۔" نجمی صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں، میرا بیٹا اور میں سب کے شانہ بشانہ اس شہر اور ملک کی ترقی میں شامل ہیں اور رہیں گے، اب میرا خیال

ہے کھانا لگ چکا ہے، اور باتوں سے تو پیٹ بھرنے والا نہیں، چلئے کھانا کھاتے ہیں۔" کرنل صاحب نے باتوں کا دستر خوان مسکراہٹ کے ساتھ سمیٹتے ہوئے کہا اور سب کھانے کی میزوں کی طرف بڑھے۔

اس وقت کرنل صاحب کا بیٹا کبیر احمد خان اپنے دوستوں کے ساتھ ایک الگ تھلگ کونے میں بیٹھا گپیں ہانک رہا تھا۔ کبیر لمبے قد کاٹھ اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان تھا اور ڈسٹرکٹ پولیس میں انسپکٹر تھا۔ اپنے والد کی طرح وہ بھی لوگوں کی جہاں تک ہو سکتا تھا مدد کرتا تھا۔ اچانک اس کے موبائل کی گھنٹی بجی۔

"ضرور اسٹیشن سے کال ہو گی۔" کبیر نے موبائل نکالنے سے پہلے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ پولیس اسٹیشن کو ہمیشہ اسٹیشن کہتا تھا۔ "ہیلو کبیر سپیکنگ۔" اس نے کال اٹنڈ کرتے ہوئے کہا۔

"سر آپ کو ڈیوٹی پہ بلایا گیا ہے، شہر میں ایک قتل ہو گیا ہے۔" ساتھ ہی

دوسری طرف سے قتل سے متعلق معلومات دی گئیں۔

"اوکے، میں آرہا ہوں۔" کبیر نے فون بند کرتے ہوئے کہا۔

"کدھر؟ یار آج تو آرام کرلو۔" ایک دوست نے کہا۔

"یار شمس، آرام سے تو یہ نوکری جوائن کرتے ہی دشمنی ہوگئی تھی اور ویسے بھی جس شہر میں رستم جیسے لوگ ہوں وہاں آرام کسی کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔" کبیر نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یہ لگتا ہے کہ پورے شہر کا ٹھیکہ تم نے لے رکھا ہے۔" شمس منہ بناتے ہوئے بولا۔

"یہ ٹھیکہ نہیں، ذمہ داری ہے۔" کبیر اسے پیار سے پچکارتے ہوئے بولا، اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے کسی بچے کو سمجھا رہا ہو۔

"فرض کی پکار ہے پیارے، اب صاحب نہیں رکنے والے۔" دوسرے دوست نے جس کا نام جبران تھا، جملہ کسا۔ جبران، کبیر کے قریبی اور رازدان دوستوں میں سے ایک تھا۔ جبران ایک بین الاقوامی فرم میں

کمپیوٹر انجینئر تھا۔ ٹیکنالوجی کے معاملے بہت تیز تھا۔ ہر قسم کی ہیکنگ میں ماہر تھا۔ کافی عرصہ پہلے کبیر کے ساتھ ہی مارشل آرٹس اور نشانے بازی کی تربیت لے چکا تھا۔ اس کی تربیت کے لئے کرنل صاحب کا ریفرنس استعمال کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس نے کبیر کے ساتھ اکیڈمی میں تربیت حاصل کی تھی۔

" میں پاپا سے اجازت لے کر آتا ہوں" کبیر نے بِنا کوئی تبصرہ کئے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ تھا بھی ایسا ہی، اپنے قریبی دوستوں کے علاوہ باقی سب سے بہت کم بولتا تھا اور بحث میں تو پڑتا ہی نہیں تھا۔ وہ اپنے والد کے پاس پہنچا اور قتل کی واردات کے بارے میں بتایا۔ کرنل وجاہت احمد نے پریشانی کی حالت میں اجازت دے دی اور خیال رکھنے کی تلقین بھی کی۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اگر کبیر کو موقع دیا گیا تو وہ ہاتھ دھو کر قاتلوں کے پیچھے لگ جائے گا اور جو لوگ کیس میں ملوث تھے وہ عام لوگ نہ تھے۔ شہر میں ان کا راج تھا۔

"اوکے فرینڈز میں چلا، بعد میں ملاقات ہو گی۔" کبیر نے سب کو الوداع

کہتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو مجھے بھی لیتے جاؤ، اکیلے میں نے یہاں کیا کرنا ہے۔" جبران نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔۔؟" کار میں بیٹھتے ہی جبران نے پوچھا۔

"کچھ نہیں یار، رستم کے آدمیوں نے آج پھر قتل کر دیا ہے، اس بار کسی بزرگ کو نشانہ بنایا ہے۔" کبیر نے افسردگی سے جواب دیا۔

"کس وجہ سے؟" جبران نے پوچھا

"ابھی تک تو یہی معلوم ہوا ہے کے حاجی صاحب، جن کا قتل ہوا ہے، ان کا میڈیکل سٹور ہے۔ رستم کے آدمی سٹور میں گھس گئے۔ وہاں کسی آفر کی بات پہ جھگڑا ہوا۔ حاجی صاحب نہ صرف خود آفر ٹھکرائی بلکہ یہ بھی کہا کے وہ یہ کام انھیں نہیں کرنے دیں گے تاکہ انسانیت کا نقصان نہ ہو اور پولیس میں رپورٹ کرنے کی دھمکی بھی دی۔ یہ باتیں حاجی صاحب کے سٹور میں کام کرنے والے لڑکوں کی زبانی معلوم ہوئی

ہیں۔" کبیر نے مکمل رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" آس پاس سے کسی نے روکنے کی کوشش نہیں کی؟" جبران نے حیرانی سے پوچھا۔

" پاگل ہو گئے ہو، کالو کا تعلق رُستم کلب سے ہے اور تمہیں شاید معلوم نہیں کہ کوئی بھی ان کے خلاف جانے کی جرات نہیں کر سکتا۔" کبیر نے گاڑی لنک روڈ کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

" ان کو بھی روکنے والا کوئی نہیں، جب چاہے، جسے چاہے مار ڈالا۔" جبران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھ سے جو بن پڑتا ہے، کرتا ہوں، اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟" کبیر نے بھی افسردگی سے کہا۔

"سب کچھ کر سکتے ہیں، ہمارے ہاتھ کسی نے باندھے تو نہیں۔ اگر ہم کچھ نہیں کر سکتے تو ہمیں ٹریننگ لینے کی کیا ضرورت تھی۔" جبران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں ہم دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ ایسا کچھ نہیں کریں گے، اپنی حد میں رہ کر ڈیوٹی کریں گے۔ میں پہلے بھی کوشش کر چکا ہے، ثبوت نہ ہونے کے سبب میں ان پہ ہاتھ نہیں ڈال سکا۔ اوپر سے جب سے سر شفقت ٹرانسفر ہوئے ہیں، نئے صاحب نے تو مجھ پہ کڑی نگرانی بٹھا دی گئی ہے جو مجھے ملنے جلنے بھی نہیں دیتے، ورنہ اب تک یا خود ختم ہو جاتا یا یہ غنڈہ گردی۔ پاپا نے بھی دو ٹوک انداز میں منع کر دیا ہے کہ پولیس والے کو پولیس والا ہی رہنا چاہیے، کمانڈو یا جاسوس بننے کی ضرورت نہیں۔ ان کے بقول ایمانداری کا تقاضا یہی ہے کہ جس سسٹم میں ایک دفعہ انسان اپنی مرضی سے چلا جائے اس سسٹم کو قبول کرنا چاہیے۔ یا سسٹم سے نکل جانا چاہیے، اور اپنی مرضی کی درمیانی راہ نہیں نکالنی چاہیئں۔" کبیر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمارے اُس غلط فیصلے کی وجہ شہر میں پھر سے ناسور جنم لے چکا ہے، مجھے اس فیصلے پہ بہت پچھتا وا ہے اگر ہم "اُسے" منع نہ کرتے تو یہ حال نہ ہوتا اور پھر میں کون سا کہہ رہا ہوں کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لیں،

قانون کی مدد بھی تو کر سکتے ہیں۔ "جبران ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"اس موضوع پہ بعد میں بات کرتے ہیں، فی الوقت میں تمہیں جائے وقوعہ سے پہلے چوک پہ اتارنے لگا ہوں۔ تم ہجوم میں شامل ہو جانا اور ذرا سُن گن لینا کہ لوگوں کے کیا تاثرات کیا ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی کلیو ہی مل جائے۔ "کبیر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کلیو ملنے سے کیا فائدہ ہو گا۔ تمہیں کوئی کام ہی نہیں کرنے دے گا، تمہارے اوپر بڑے بڑے مگرمچھ جو آ بیٹھے ہیں جو کسی کی نہیں سنتے۔" جبران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ بعد کی بات ہے۔ "کبیر نے بات ٹالی۔

"جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ کوئی خاص ماجرا ہے۔ میڈیکل سٹور اور غنڈوں کی آفر، عجیب لگتا ہے۔ یہ کوئی معمولی آپسی جھگڑا نہیں معلوم ہوتا۔ حاجی صاحب ضرور کچھ ایسا جانتے تھے جس کی وجہ سے ان کو ہٹایا گیا ہے۔ ورنہ وہ اپنی آفر کسی اور کو بھی دے سکتے تھے۔ اور حاجی صاحب

کی یہ بات کے انسانیت کا نقصان نہ ہو، یہ تو اور بھی گہرائی کی حامل ہے۔" جبران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"یکدم ہی جاسوس بن گئے ہو۔" کبیر نے گاڑی روکتے ہوئے مسکرا کے کہا۔ "وہاں مجھ سے لاتعلق ہی رہنا۔"

"یس سر۔" جبران نے ہنستے ہوئے اترا اور تیزی سے فوجی انداز میں باقاعدہ سلیوٹ جڑ دیا۔ کبیر نے ہنستے ہوئے گاڑی آگے بڑھادی۔

جائے وقوعہ پہ پولیس، ایمبولینس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں موجود تھیں، اسی رش کی وجہ سے لوگوں کا ہجوم بھی دوبارہ لگ چکا تھا۔ کبیر کے پہنچتے ہی سب انسپکٹر نے اسے بنیادی معلومات دیں۔ کبیر نے باڈی دیکھی۔ تین گولیاں ماری گئی تھیں اس کے علاوہ چہرے پہ زخموں کے نشانات سے پتہ چلتا تھا کہ مقتول کو زدہ کوب کیا گیا ہے۔ مقتول کی عمر لگ بھگ پچاس سال تھی اور چہرے مہرے سے شریف انسان لگتا تھا۔ باڈی کا معائنہ کرنے کے بعد کبیر دکان میں داخل ہوا۔ دکان کافی بڑی تھی، اور الماریوں میں پڑا سارا سامان جل چکا تھا۔ کروڑوں کا نہیں تو لاکھوں کا

نقصان ضرور ہوا تھا۔ ہر شے جل چکی تھی، کسی قسم کے ثبوت کی توقع نہ ہونے کے باوجود کبیر کاؤنٹرز چیک کرنے لگ گیا۔

کاؤنٹرز میں موجود ہر شے جل چکی تھی، چیک کرتے کرتے کبیر کو درازوں کے سائز میں فرق محسوس ہوا۔ غور سے دیکھنے پر تیسرا دراز باقی دو سے چھوٹا نکلا۔ کبیر نے اس دارز کو باہر نکالا۔ اس دراز کا سائز اس کے آخر میں بنے خفیہ خانے کی وجہ سے چھوٹا تھا۔ شاید اس خانے کو اضافی کیش یا کسی اور اہم چیز کو رکھنے کے لئے بنوایا گیا تھا۔ خفیہ خانے کو کھولنے پر کبیر کو اس میں ایک لوہے کا باکس پڑا ہوا ملا۔ باکس لاکڈ تھا اور اسکی چابی کبیر کو ڈھونڈنے پر بھی نہ ملی۔ کبیر نے وہ باکس جیب میں ڈال لیا۔ ثبوتوں کی لسٹ میں اس نے جان بوجھ کر اس باکس کا ذکر نہ کیا۔ وہ اسے پہلے خود چیک کرنا چاہتا تھا کہ ایسا کیا ہے جو حاجی صاحب جیسے بندے نے اس طرح چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ یہ باکس اسکی اور اس شہر کی تقدیر بدلنے والا تھا۔

★

ایک آفس جیسے سجے کمرے میں جہازی سائز کے میز کے پیچھے بڑی سی ریوالونگ چیئر پہ شہر کا بزنس ٹائیکون سیٹھ رفیق امجد فائل پہ جھکا ہوا تھا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے وہ فائل میں دی گئی معلومات کو زبانی یاد کر رہا ہو۔ سیٹھ رفیق امجد علاقائی یونیورسٹی سے تعلیم یافتہ تھا۔ مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والا رفیق امجد دیکھتے ہی دیکھتے شہر کا اہم اور باعزت شخص بن گیا تھا، یونیورسٹی کے وقت سے ہی وہ سیاستدانوں کے ساتھ دیکھا جانے لگا مگر روایتی بدنامی کے بجائے، اس کی نیک نامی کا چرچا ہونے گا، وہ حتی الوسع لوگوں کی مدد کرنے کی کوشش کرتا تھا، وقت گزرنے کے

ساتھ ساتھ اس کی نہ صرف عمر بڑھی، بلکہ اس کی طاقت اور دولت بھی بڑھی، اب وہ شہر کے جانے مانے ویلفیئر اداروں کا سرپرست تھا۔ اُس نے غریب عوام کی سہولت کے لئے بہت سے پراجیکٹس شروع کر رکھے تھے جن میں مفت تعلیم اور صحت اہم ترجیح تھی۔ سننے میں آتا تھا کہ سیٹھ رفیق کی اڑان اب انتہا پہ تھی اور ساتھ ہی ساتھ عوام کی سپورٹ کی وجہ سے لگتا تھا کہ جلد ہی وہ اپنے زورِ بازو پہ سیاست میں قدم رکھنے واالا تھا۔ سیٹھ رفیق ایک اچھا مقرر اور دلوں کو قائل کر لینے والی شخصیت کا مالک تھا۔

اس کے سامنے میز پہ مختلف رنگوں کے فون پڑے تھے۔ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی سن کے وہ چونک گیا۔

"یس۔" فون کا ریسور اٹھاتے ہی اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر، حاجی دین محمد میڈیکل سٹور کے مالک حاجی دین محمد کا قتل کر دیا گیا ہے۔" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز آئی۔

" اوہ، کب ہوا یہ اور کس نے کیا؟" سیٹھ رفیق نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے پوچھا۔

" سر، رستم کے آدمیوں نے کیا، ایک گھنٹا پہلے۔ ساتھ ہی اس نے ان کا میڈیکل سٹور بھی جلا ڈالا۔" دوسری طرف سے جواب آیا۔

" اوہ، بہت برا ہوا، حاجی صاحب تو بہت اچھے انسان تھے۔ شاکر ایسا کرو کے حاجی صاحب کے گھر والوں سے تعزیت کے لئے میری جگہ تم ہو آؤ اور انھیں کچھ رقم بھی دے آؤ۔" سیٹھ رفیق نے کہا۔

"جی بہتر سر۔" شاکر نے جواب دیا۔

" اور پولیس کو ہدایت کرو کے جلد سے جلد تفتیش پوری کر کے مجرموں کو کٹھرے میں لایا جائے۔ اس کام میں دیر بھی ظلم کے مترادف ہے۔" سیٹھ رفیق نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی سر، میں ابھی بات کر لیتا ہوں۔" شاکر نے جواب دیا۔

" اہم معاملات کی رپورٹ دیتے رہنا۔" سیٹھ رفیق نے کہتے ہوئے

ریسیور رکھ دیا۔ اور دوبارہ فائل یاد کرنے میں لگ گئے۔ تقریباً گھنٹہ گزرنے کے بعد وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا لیکن فون کی گھنٹی نے اسے واپس آنے پہ مجبور کر دیا۔ "یس۔" ریسیور اُٹھاتے ہی اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر رستم کے لوگوں کو پولیس نے پکڑ لیا ہے، رپورٹ کے مطابق حاجی صاحب کے بیٹے نے کیس درج کروایا ہے اور پولیس کے پاس گواہ بھی ہے۔" شاکر نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ بڑی تیزی دکھائی پولیس نے۔" سیٹھ رفیق نے آنکھیں سکوڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ انسپکٹر کبیر کے پاس ہے یہ کیس۔ اسے موقع مل جائے تو وہ ان معاملات میں بہت سخت ہے۔" شاکر نے کہا۔

"رستم کے بارے میں کیا خبر ہے؟" سیٹھ رفیق نے پوچھا۔

"سر، وہ پولیس کے ہاتھ آنے والا نہیں۔ اب ہر طرف ناکہ بندی ہے،

پولیس اس کے ساتھی کالو کو بھرپور طریقے سے ڈھونڈ رہی ہے۔" شاکر نے جواب دیا۔

"اچھا ہے کہ گنہگار پکڑے جائیں، عام انسان کی جان اب اتنی بھی سستی نہیں کے ایسے ہی نظر انداز کیا جائے، امید ہے تمہیں پتہ ہے کہ آگے کیا کرنا ہے۔" سیٹھ رفیق نے مطمٔن لہجے میں جواب دیا۔

"جی سر، ہماری پوری سپورٹ ہو گی حاجی صاحب کے خاندان کو، جہاں ضرورت ہو گی ہم ساتھ دیں گے۔" شاکر نے پُرجوش لہجے میں جواب دیا۔

"گُڈ، مجھے تم سے یہی امید تھی، گواہ کی حفاظت کے انتظامات کے لیے پولیس سے ضرور درخواست کرنا، رستم جیسے لوگوں سے کچھ بعید نہیں کے کیا کر بیٹھیں۔" سیٹھ نے ہدایت کرتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

سیٹھ رفیق کی پیشانی شکنوں سے بھری ہوئی تھی۔ حاجی صاحب چونکہ صحت کے شعبے سے ہی منسلک تھے اس وجہ سے سیٹھ رفیق ان کے

بارے میں کچھ نہ کچھ جانتا ہی تھا۔ کچھ دیر سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور کمرے کی عقبی دیوار میں لگی تصویر کے پاس پہنچ کے رُک گیا۔ تصویر کو ایک کونے سے پکڑ کر اس نے ہٹایا تو سامنے ایک کیل ابھرا ہوا تھا۔ کیل پہ بھی دیوار جیسا پینٹ تھا اور اپنے کم اُبھار کی وجہ سے غور سے دیکھنے پر ہی نظر آ سکتا تھا۔ اس نے اس کیل پہ مخصوص انداز میں دباؤ ڈالا تو ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی۔ وہ تصویر کو واپس اس کی جگہ سیٹ کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ اسی وقت آٹو میٹک انداز میں تصویر والا حصہ دروازے کی طرح کھل گیا۔ سامنے سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ سیٹھ رفیق سیڑھیاں اترتے ہوئے اپنے خفیہ آفس پہنچا۔ اس آفس کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ کرسی پہ بیٹھتے ہی اس نے میز کی نچلی دراز سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ یہ خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس میں بار بار اوور کہنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ سیٹھ رفیق تیزی سے فریکونسی سیٹ کر کے کال کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ نمبر تھری سپیکنگ۔" سیٹھ رفیق کے منہ سے قدرے پتلی

آواز بر آمد ہوئی۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو، سپیشل کوڈ بتاؤ۔" دوسری طرف سے مشینی آواز سنائی دی۔

"کس سے بات کرنی ہے؟" سیٹھ رفیق کے کوڈ بتانے کے بعد دوبارہ مشینی آواز آئی۔

"سیکشن فور، چیف سے بات کروائیں"۔ سیٹھ رفیق نے جواب دیا۔

"انتظار کرو۔" مشینی آواز نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس، سیکشن فور۔ چیف سپیکنگ۔" تھوڑی دیر بعد ایک کرخت آواز سنائی دی۔ لہجے سے ایسا لگ رہا تھا کہ بولنے والا شدید غصے میں ہے۔ یہ شاید اسکا قدرتی انداز تھا۔

"باس، ہمارے پراجیکٹ کے لئے جو ڈیلرز مطلوب تھے وہ مل گئے ہیں۔ سٹورز کی تعمیر بھی مکمل ہو چکی ہے۔" سیٹھ رفیق نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ کوئی مشکل تو نہیں پیش آئی؟" چیف نے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"نو باس۔ لیکن کام کب شروع ہونا ہے؟" رفیق نے پوچھا۔

"جلد ہی شروع ہو جائے گا۔ چند معاملات ہیں جو کسی وجہ سے التوا کا شکار ہیں۔ ایک ہفتے تک امید ہے سب معاملات طے پا جائیں گے۔ لیکن تم لوگ سٹینڈ بائی پہ رہو ہو سکتا امید سے پہلے کام بن جائے۔" باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ہم پہلے سے ہی تیار ہیں۔" رفیق نے جواب دیا۔

"گڈ۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ بائی۔" باس نے رابطہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ رابطہ کٹنے پہ سیٹھ نے ٹرانسمیٹر دراز میں رکھا۔ اور میز پہ پڑے سیاہ رنگ کے فون سے نمبر ڈائل کرنے لگ گیا۔

"برکت ہاؤس۔" کال ملتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"وسیم سے بات کرائیں۔ میں اس کا دوست فضل بات کر رہا ہوں۔" سیٹھ رفیق نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے سر، ہولڈ کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ وسیم سپیکنگ۔" دوسری طرف سے بھاری آواز میں جواب دیا گیا۔

"کیا تمہارا فون محفوظ ہے؟" سیٹھ رفیق نے اپنی آواز میں پوچھا۔

"یس باس۔ نام سے ہی میں سمجھ گیا تھا۔ حکم فرمائیں؟۔" وسیم نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"آفس سے سٹینڈ بائی رہنے کا آرڈر ہے۔ اس سلسلے میں ضروری اقدامات کرلو۔ اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔" سیٹھ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔ میں خود سارے معاملات کو سپروائز کروں گا۔" وسیم نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"گڈ۔ اور سٹورز کے حفاظتی اقدامات اور اس سلسلہ میں حکومتی ہدایات کو مکمل خیال رکھنا۔ مجھے کوئی کوتاہی نہیں چاہیئے۔ مخالفین ہر وقت اس

تاک میں رہتے ہیں کہ مجھ میں خامی دیکھ سکیں یہ نہ ہو کہ لوگوں کا بھلا کرتے کرتے اپنا سب کچھ ڈبو دیں ہم دونوں۔" سیٹھ رفیق نے کہا اور بنا جواب سنے اس نے ریسیور رکھ دیا۔

اس کا چہرہ سنجیدگی اور پیشانی شکنوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے باوجود اس کے انداز میں پریشانی نہ جھلکتی تھی۔ شاید وہ اُس کیس کو لے کر بے چین تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔

* * *

اتوار کا دن تھا، کرنل (ر) وجاہت احمد خان اپنے فارم ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں کافی کا مگ پکڑے اخبار میں کھوئے ہوئے تھے۔ ٹی وی، انٹرنیٹ اور موبائل فون کے دور میں ہونے کے باوجود کرنل صاحب کا انداز مختلف تھا۔ ان کی کچھ سرگرمیاں جنھیں ان کی عادت بھی کہا جا سکتا تھا وہ پرانے انداز کی حامل تھیں جیسے خبروں کے لیئے ٹی وی ہونے کے باوجود اخبار پڑھنا۔

"السلام علیکم پاپا۔" کبیر نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ جبران بھی تھا اس نے بھی کرنل صاحب کو سلام کیا۔

"وعلیکم سلام۔ آج تو دونوں بھائی اکھٹے ہمیں ملاقات کا شرف بخش رہے ہیں۔" کرنل صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ اس لئے انکل کہ آج ہمیں آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔" جبران نے مسکرا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے، میں سن رہا ہوں۔" کرنل صاحب نے اخبار تہ کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہا۔

"پاپا۔ آپ حاجی محمد دین والے کیس کے بارے میں تو جانتے ہوں گے۔" کبیر نے بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل جانتا ہوں۔" کرنل صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھر آپ کو یہ تو پتا ہو گا کے کل نہ صرف اس کیس کے مدعی بلکہ گواہ کو بھی بے دردی سے قتل کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشوں کو چوک میں لٹکایا گیا ہے۔ حراست میں موجود رستم کے ساتھی بھی اپنے اقبالِ جرم سے مکر چکے ہیں اور ہمارے پاس ثبوت بھی نہیں رہا۔ اس کا مطلب آپ جانتے ہیں کہ اب اس کیس کا کچھ نہیں ہونے والا۔ مجرم آزادی اسے اگلا شکار ڈھونڈیں گے۔" کبیر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن ان باتوں کا مجھ سے کیا تعلق؟" کرنل صاحب نے حیرانی سے پوچھا۔

"اس سب سے آپ کا تعلق اب ہم بنانا چاہتے ہیں۔" جبران نے اپنے لہجے اور بات کو پر اسرار بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" کرنل صاحب نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"پاپا ہم چاہتے ہیں کہ گرین گارڈز والے آئیڈیا پہ عمل کیا جائے۔" کبیر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ دوبارہ کن خیالات میں پڑ گئے ہو؟ یہ آسان کھیل نہیں، رہنے دو، اس خیال کو دماغ سے نکال دو۔" کرنل صاحب نے ٹھنڈے انداز میں منع کر کے دونوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

"لیکن پاپا.........."

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ حالات کی سنگینی کو سمجھے بنا ہی بچوں کی طرح باتیں کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم لوگ؟ یہ بات ساحر مجھ سے کر چکا ہے

مگر میں اس کے حق میں نہیں تھا، اس کے کہنے پہ ایک بار میں نے اعلیٰ حلقے میں بات بھی کی تھی بعد میں اس نے منع کر دیا جس سے میری بھی بہت سُبکی ہوئی۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم دونوں بھی اس میں شامل ہو۔" کرنل صاحب نے کبیر کی بات درمیان میں ہی ٹوکتے ہوئے کہا۔

" دیکھئے انکل۔ آپ ہی کے توسط سے ہم نے شوقیہ ہی سہی مگر لڑنے بھڑنے کے ساتھ مختلف آرٹس کی ٹریننگ لی ہوئی ہے۔ جو اس کام میں ہماری مدد کرے گی۔ اس کے علاوہ کبیر کے پاس تجربہ ہے، ذرائع ہیں۔ میرے بارے میں بھی آپ جانتے ہیں کہ کبیر سے زیادہ نہیں تو اس سے کم بھی نہیں۔ ہم اس قابل تو ہیں ہی کہ ملک کے کام آ سکیں۔" جبران نے کھل کے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بات صلاحیتوں اور ٹریننگ کی نہیں بیٹا، یہ معاملات ہی اونچے درجے کے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اس آئیڈیا کو قانونی حیثیت دلانا بہت مشکل ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کام کا تجربہ تم لوگوں کو نہیں پھر تم لوگ بھی ساحر کی طرح درمیان میں دوبارہ منع کرو گے کیونکہ تم بھی اس کی طرح وقتی

طور پہ جذباتی ہو رہے ہو۔ رسک زیادہ ہے اور یہ بات حقیقت سے بہت دور ہے۔" کرنل صاحب نے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

"حقیقت سے دور ہے اسی لئے کسی کو سوچ بھی نہیں آئے گی کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ قانونی حیثیت دلانا تو آپ کا کام ہے پاپا جیسے بھی ہو۔" کبیر نے ضدی بچے کی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

"رہی بات اس کام کے تجربے کی تو آپ ہیں نا۔ اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے ایک فوجی کے لئے کہ ریٹائرڈ زندگی بھی ملک کے کام آجائے۔ آپ ایک سربراہ، سینئر ممبر یا سرپرست کی طرح ہمارا خیال رکھ سکتے ہیں۔" جبران نے جذباتی انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دونوں نے ان کے سامنے اس بات کا اقرار نہ کیا کہ دراصل منع انہوں نے کیا تھا، ساحر نے نہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ساحر کو تو کچھ نہیں کہا گیا ہو گا مگر ان کی خیر نہیں ہو گی۔ لہذا وہ گہری دوستی نبھاتے ہوئے اپنے آپ کو بچا کر ملبہ ساحر پہ ہی رہنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ آخر دوست کا بھی تو فرض ہوتا ہے کہ باقی دوستوں کے کام آئے۔

"میں ہر وقت تو ساتھ نہیں رہ سکتا کہ کوئی غلطی نہ ہو اور اگر تم لوگوں کو کچھ ہو گیا تو میں بعد میں ساری عمر یہی سوچتا رہوں گا کہ میں نے غلط فیصلہ کیا۔" کرنل صاحب نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"اِس کا علاج بھی ہے ہمارے پاس، آپ ہر وقت ہمارے ساتھ رہ سکیں گے۔" دونوں دوستوں نے ایکدوسرے کی طرف مسکرا کے دیکھا۔

"کیا علاج؟۔" کرنل صاحب نے حیران ہو کے پوچھا۔

"اِس آئیڈیا کو پیش کرنے والا شخص، وہ بھی ہیں لا کر دیں۔ اُس پہ تو آپ آنکھیں بند کر کے یقین کر لیں گے اور اُس کی قابلیت میں آپ کو کوئی شک بھی نہیں ہو گا۔" کبیر نے چہکتے ہوئے کہا اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ جیسے چیلنج کر رہا ہو کہ اب بچ کے دکھائیں۔

"بالکل بھی نہیں اُس کی اور بھی بہت ذمہ داریاں ہیں۔" کرنل صاحب نے پہلی بار بھڑکتے ہوئے کہا۔

"انکل آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ اس شہر کے حالات آسانی سے

نہیں سدھرنے والے اور نہ ہی کوئی سدھرنے دے گا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ اس بات کو لے کر بے چین رہتے ہیں۔ کتنے عرصے سے ایسا ہی چلتا آرہا ہے۔ ہماری سرحد کی حفاظت تو مضبوط ہاتھوں میں ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ سرحد کے اندر کی صفائی بھی ضروری ہے۔" جبران نے دوبارہ بات میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو لڑکو۔ پہلی بات تو یہ کہ میں تم سے اس معاملے میں اتفاق نہیں کرتا۔ دوسرا اب میں اُس اُلو سے بات کرتا ہوں جس نے تم دونوں کے دماغ میں یہ کیڑا ڈالا ہے پھر بات ہوگی اس پر۔" کرنل صاحب نے فوجی انداز میں کہا اور ساتھ ہی اخبار اٹھا لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ بات ختم دونوں دوست مسکراتے ہوئے اٹھ گئے۔

وہ جانتے تھے کہ جس شخص کی طرف انھوں نے کرنل صاحب کو موڑا ہے وہ اِن سے بات منوانے کا ہنر رکھتا ہے۔ اب وہ جلد سے جلد اُس شخص سے بات کر کے تفصیل بتانا چاہتے تھے تاکہ کرنل صاحب کے بات کرنے سے پہلے ہی وہ تیار ہو۔ انہیں یقین تھا کہ اس بار تو یہ کام ہو کر

رہے گا کیونکہ وہ اب پیچھے ہٹنے کے حق میں نہیں تھے، انہیں خطرہ صرف ایک تھا کہ ساحر کو منائیں تو منائیں کیسے؟ اسے منانا کرنل صاحب کو منانے سے بھی مشکل تھا مگر ان کے پاس ایک ہتھیار تھا جسے وہ کرنل صاحب پہ نہیں آزما سکتے تھے، دوستی۔ دوستی میں وہ ایک دوسرے کے لئے کٹ سکتے تھے یہ دوستی ہی انہیں بھائیوں سے زیادہ آپس میں جوڑتی تھی۔

میڈیکل سٹور والا واقعہ دیکھنے میں تو عام سا تھا لیکن کبیر کی تفتیش سے بہت سی ایسی باتیں سامنے آئی تھیں جو اسے خاص واقعہ بناتی تھی۔ وہ ارادہ کر چکے تھے کہ اگر گرین گارڈز والے منصوبے پہ عمل نہ بھی ہوا تو اس کیس کو ضرور حل کریں گے چاہے ساحر مانے یا نہ مانے۔

★

وہ اس وقت صدرِ مملکت کے خاص ڈرائنگ روم میں موجود تھے، کرنل وجاہت کے ساتھ ساتھ کرنل بیگ بھی موجود تھے۔ کرنل وجاہت تو پچھلے کچھ عرصے سے ریٹائرڈ زندگی بسر کر رہے تھے مگر کرنل بیگ سروس کر رہے تھے، ان کا کام انٹیلی جنس، ایف آئی بی اور اس طرح کی دیگر سرکاری خفیہ ایجنسیوں کے درمیان رابطہ اور مخصوص انتظامی امور میں سربراہی تھا۔ اس کام میں ان دونوں کرنلز نے اکٹھے بھی کافی وقت گزارا تھا۔ آج ایک مخصوص میٹنگ کے لئے وہ ایوانِ صدر کے اس خاص کمرے میں موجود تھے، تھوڑی ہی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور صدرِ مملکت اندر داخل ہوئے، ان کے پیچھے لمبے تڑنگے قد، سڈول جسم، کشادہ پیشانی اور چمکدار آنکھوں والا باوقار شخصیت کا حامل نوجوان بھی

اندر داخل ہوا۔ صدر کی آمد پہ دونوں کرنل کھڑے ہوئے اور احترام سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام...... تشریف رکھیں۔" صدر نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو دونوں حضرات بیٹھ گئے۔ صدر صاحب کے ساتھ ہی موجود خالی نشست پہ وہ نوجوان بھی خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"مجھے بہت خوشی ہے کہ آج ایک نیک کام کے لئے، جذبہ حب الوطنی کے تحت ہم یہاں اکھٹے ہوئے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ آج کی اس میٹنگ میں صدارتی پروٹوکول کو ایک طرف رکھ کر ہم کھل کر بات کریں، ایسے دن اور مواقع بار بار نہیں آتے کہ انہیں کسی پروٹوکول کی نظر کر کے ہم کسی اہم بات سے رہ جائیں۔" صدر نے متانت بھرے انداز میں کہا۔

"یہ آپ کا بڑا پن ہے جنابِ صدر......" کرنل وجاہت نے کہا۔

"کرنل بیگ، آپ بات شروع کریں۔" صدر نے کہا۔

"بجائے اس کے کہ میں بہت زیادہ تفصیل میں جاؤں، میں اس وقت کی ضرورت کے حساب سے اختصار سے کام لوں گا۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ ہمارے پڑوسی ملک سے کیسے تعلقات ہیں، کس کا قصور ہے یا کون پہلے پہل کرتا ہے، یہ فی الوقت ہمارا مدعا نہیں۔۔ ہماری سرحد کی صورتحال ایسی ہے کہ ہر وقت الرٹ رہنا پڑتا ہے، آئے دن کچھ نہ کچھ ہو ہی جاتا ہے، جوان شہید ہوتے ہیں، مٹی بدنام ہوتی ہے اور ہم صفائیاں دیتے رہ جاتے ہیں۔ ان حالات کے پیشِ نظر ہم نے اپنے باقی اداروں سے ہٹ کر کچھ عرصہ پہلے اعلیٰ سطح پہ ایک خاص قسم کا گروپ بنایا گیا تھا جس میں منجھے ہوئے کمانڈوز کو خاص قسم کی تربیت کے بعد شامل کیا جاتا تھا اور جس کا کام دشمن کی صفوں میں شامل ہو کر ان کی اپنے ملک کے خلاف ہونے والی تمام سازشوں کو نہ صرف بے نقاب بلکہ تہ تیغ بھی کرنا ہوتا تھا۔

اس گروپ کا ہر شخص اپنی جگہ پہ مکمل فوج کی حیثیت رکھتا تھا، ہر ممبر کا یہ خاصہ تھا کہ وہ one man army تھا، اس کے باوجود کبھی کبھار

انہیں ایک ٹیم میں اکٹھے کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ سیاسی دخل اندازی کی وجہ سے گروپ کی تربیت اور اس پروجیکٹ کو چلانے پہ جو اخراجات ہوتے رہے ہیں وہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے لیکن اس سے بھی افسوس ناک قصہ یہ ہے کہ وہ گروپ جو دشمن کی راتوں کی نیند حرام کئے ہوئے تھے، جسے ہم ہر محاذ پہ بغیر کسی خوف و خدشے اور شک کے بھیج سکتے تھے، جسے اعلیٰ و خفیہ حلقوں میں "سات جانباز" کے نام سے پہچانا جاتا تھا، اپنے ہی ملک کے کچھ لوگوں کی سیاست کی بھینٹ چڑھ گیا۔ سات جانباز، جس سے چند ایک حضرات ہی واقف تھے، ان میں سے ہی ایک بااثر شخصیت کی غداری کی وجہ سے قربان ہوئے۔ گروپ کے نہایت تجربہ کار اور وفادار ایجنٹس جب دشمن پہ آخری ضرب لگانے ہی والے تھے تو ان کے اپنے ہم وطنوں کی غداری نے انہیں اپاہج کر دیا اور اسی معذوری میں ان سات میں سے چھ جوان مارے گئے۔ وہ کیسے مارے گئے، یہ ایک الگ دردناک داستان ہے، اس گروپ میں سے صرف ایک شخص بچا تھا۔

وہ تھا اس گروپ کا خفیہ لیڈر جسے اعلی حلقوں صرف ایک کوڈ نیم کی حد تک جانا جاتا تھا صرف جنابِ صدر ہی ہیں جو اس ایجنٹ کے بارے میں جانتے ہیں۔ "سات جانباز" جسے ظاہری طور پہ ختم ہوئے

کافی وقت گزر چکا ہے، ابھی تک کاغذات اور قانون کی رو سے قائم ہے، اور شاید اُس اکلوتے لیڈر کے زندہ ہونے کی وجہ سے ہی ابھی تک "سات جانباز" قانونی طور پہ قائم ہے۔" کرنل بیگ نے بات مکمل کی۔

"آپ دونوں نے جب مجھ سے ایک نئ تنظیم کے بارے میں بات کی تو پہلے تو میرا خیال تھا کہ قوم پہ اضافی خرچہ کرنے کی کیا ضرورت ہے، جو پہلے ہیں وہ کافی ہیں مگر پھر ان کے ملنے اور ان سے بات کرنے کے بعد میرا خیال تبدیل ہوا۔" صدر صاحب نے مسکرا کر ساتھ بیٹھے نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔

"تو حضرات...... ملیئے "سات جانباز" کے خفیہ لیڈر سے جو کہ آپ کے سامنے موجود ہے، کرنل وجاہت تو ان کے ساتھ کافی وقت گزار چکے ہیں، ان کا کوڈ نیم سپارک ہے۔" صدر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو

دونوں کرنلز حیرت کے مارے یکدم سیدھے ہوئے اور پھر پہلے تو نوجوان کی طرف گہری نظروں سے دیکھا، پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

ان کے سامنے وہ نوجوان موجود تھا جس نے دشمن کے دانت کئی محاذوں پہ کھٹے کئے تھے اور طوفانی رفتار سے اپنے رستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو فنا کرنے کا عادی تھا، جو کبھی کسی کے سامنے نہیں آتا تھا اور جس کے سامنے آتا اس کے دن پورے ہو جاتے تھے، آج وہی شخص ان کے سامنے موجود تھا، اس کے کارنامے سن کر تو سب کو لگتا تھا کہ وہ کوئی خرانٹ شخصیت ہے، اگرچہ وہ باوقار شخصیت کا حامل نہایت پرکشش اور معصوم نوجوان تو تھا مگر سات جانباز کے لیڈر کا جو خاکہ عام طور پہ ذہن میں آتا تھا وہ مکمل طور پہ نہیں تو نوے پچانوے فیصد اس کے متضاد تھا۔ اگر وہ خود کسی کو کہہ دیتا کہ وہ سات جانباز کا لیڈر سپارک ہے تو کسی کے کان پہ تب تک جوں نہ رینگتی جب تک وہ عملی طور پہ ثابت نہ کر دیتا مگر یہاں صدر صاحب تصدیق کر رہے تھے کہ وہی سپارک ہے تو اس

میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہ تھی۔ کرنلز کی نظروں میں تحسین اور اس کی خدمات کی وجہ سے اس کے لئے احترام بھی جھلکنے لگا تھا۔

"آپ دونوں حضرات نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ آپ کی نظر میں ایسے ایجنٹس ہیں جنہیں اگر یکجا کر دیا جائے تو ایک بہت ہی قابلِ اعتماد، خطرناک اور دشمن کو ناکوں چنے چبوانے والی تنظیم بن سکتی ہے۔ یوں تو ہماری لسٹ میں پہلے ہی بہت سی خفیہ تنظیمیں موجود ہیں اس کے باوجود میں بھی اسی حق میں ہوں کہ یہ کام ہونا چاہئے چناچہ جن ایجنٹس کی بات کرنل وجاہت نے کی تھی، ان کو قریب سے جانچنے کے لئے میں نے مسٹر سپارک کو منتخب کیا۔ ان کی رپورٹ کے بعد اب یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے کہ ان ایجنٹس کو یکجا کیا جائے اور جانچ پڑتال کے لئے انہیں سرکاری طور پہ کچھ مشنز دیئے جائیں۔ یہ بات ہمارے حق میں بہتر ہے کہ بجائے زیرو سے شروع کرنے کے، وہ لوگ پہلے ہی فیلڈ میں ہیں تو نہ تو اضافی اخراجات ہیں، نہ وقت کا ضیاع اور رسک کی اگر بات کروں تو ایک بات واضح کر دوں، میں ان ایجنٹس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ مجھے

سپارک پہ بھروسہ ہے اس وجہ سے میں ان کے بارے میں جاننے کا ذاتی طور متمنی بھی نہیں اور خفیہ تنظیم کی افادیت بھی تبھی ہے جب اس کے ایجنٹس کو کم سے کم لوگ جانتے ہوں لہذا میں بس آپ لوگوں کو جانتا ہوں اور مسٹر سپارک کو، اگر ان ایجنٹس سے ملک و قوم کو کوئی خطرہ ہوا تو مسٹر سپارک بلا جھجک یہ قصہ ہی تمام کر دیں گے اور یقین رکھیں کہ ان کے لئے یہ کام بہت زیادہ آسان ہے، میں ان کی کارکردگی اور ملک کے لئے ان کی خدمات جانتا ہوں اسی وجہ سے انہیں اس ٹیم کا سربراہ چن رہا ہوں اگر یہ ٹیم کامیاب ہو جاتی ہے اور مسٹر سپارک چاہیں تو سربراہی بھی انہی ایجنٹس میں سے کسی کو دے کر خود نکل سکتے ہیں مگر ان کے اطمینان تک، میری طرف سے یہی ان کے سربراہ ہیں۔" کرنل بیگ کے بعد صدر نے بات شروع کی اور بات کو ختم کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں حکم صادر کیا۔

"ہمیں منظور ہے سر......" کرنل بیگ نے کہا۔

"گڈ...... مسٹر سپارک کے پاس مکمل اتھارٹی موجود ہے، تنظیمی امور میں

آپ براہِ راست انہی سے بات کریں۔ تنظیم کو ہم فی الوقت گرین گارڈز کا ہی نام دے رہے ہیں جس میں مسٹر سپارک کا عہدہ چیف کا ہے، چیف کے طور پہ ان کا نام لارڈ ہو گا اور یہ خفیہ ہی رہیں گے ، ٹیم کو ان کے بارے نہیں بتایا جائے گا۔ اس کے علاوہ تنظیم کو متوازن اور شفاف رکھنے کے لئے اسے ڈائریکٹرز کے تحت چلایا جائے گا، ڈائریکٹرز میں چار افراد ہوں گے، لیکن جب ہم سب لوگوں کے سامنے اس تنظیم کے ڈائریکٹرز کی بات کریں گے تو وہاں صرف تین ڈائریکٹرز ہی بتائے جائیں گے، میرا نام ظاہر نہیں کیا جائے گا اور آخری بات، جب تک تنظیم مکمل طور پہ سرکاری سطح پہ منظور نہیں ہوتی، یہ میرے تحت کام کرے گی اگر کسی کا کوئی سوال یا ابہام ہے تو کھل کر بات کر سکتے ہیں۔" صدر نے بات کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر...... آپ نے سب بڑی اچھی طرح سے بتا دیا ہے، ایسا ہی ہو گا۔" دونوں کرنلز نے کہا۔

"گڈ۔ مسٹر سپارک اب آپ کے ساتھ جائیں گے تا کہ گرین گارڈز سے

متعلق واضح خاکہ بن سکے۔۔ wish you best of luck every one۔ اللہ ہمیں سرخرو فرمائے۔" صدر نے خلوصِ دل سے دعا مانگی۔

کرنل بیگ اور کرنل وجاہت کی چہرے کی چمک دیدنی تھی جیسے ان کا کوئی دیرینہ خواب پورا ہو رہا ہو۔ "آمین......" پر اعتماد جواب ملا اور صدر صاحب کھڑے ہوئے اور باوقار چال کے ساتھ نکلتے گئے، ان کے پیچھے پیچھے کرنل بیگ بھی کمرے سے نکل گئے تو کرنل وجاہت نے سپارک کی طرف دیکھا۔

"باہر چل کر بات کرتے ہیں۔" سپارک نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا، وہ سپارک کی محتاط طبیعت سے واقف تھے۔

سپارک ان کے ساتھ کافی وقت گزار چکا تھا مگر وہ اسکی اصل حیثیت سے واقف تھے نہ ہی کبھی اس نے انہیں ایسا کچھ بتایا یا جتلایا تھا، اب جبکہ وہ اس کے اصل اور پر اثر عہدے کے بارے میں جان چکے تھے تو ان کے رویے میں مزید تبدیلی آ گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ ایوانِ صدر سے نکل رہے تھے۔

"ٹیم تو ساری ٹھیک ہے، مگر ساحر......"

"ساحر گردیزی کے بارے میں مجھے سب معلوم ہے، آپ بے فکر رہیں۔ میں اس کے مزاج کے ہر رنگ سے واقف ہوں اور بڑی آسانی سے اسے سنبھال سکتا ہوں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ میرا سب سے پرانا اور سب سے بہترین ساتھی ایجنٹ ہے۔" سپارک نے کرنل صاحب کی بات درمیان سے ہی اچک لی جو ساحر کے بارے میں شاید کوئی انکشاف کرنا چاہ رہے تھے۔

"پرانا؟......" کرنل صاحب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہیڈکوارٹر کا نام روشن پیلس رکھیں۔" سپارک نے ان ک بات نظر انداز کر دی۔

"اوکے۔ ٹیم کے ساتھ میٹنگ رکھنی ہے؟۔" کرنل صاحب نے پوچھا۔ انہوں نے سپارک سے دوبارہ ساحر کے حوالے سے پوچھا ہی نہ کیونکہ جس طرح سے سپارک نے ان کے سوال کو نظر انداز کیا تھا اس

سے ظاہر تھا کہ وہ بتانا نہیں چاہتا۔

"ضرورت ہو گی تو رکھ لیں گے۔ ویسے میں جانتا ہوں کہ اب وہ کس طرح سے اور کس کیس میں ہاتھ ڈالنے والے ہیں۔" سپارک نے کہا تو کرنل صاحب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"صدر صاحب نے میرے کہنے پہ ہی فیصلہ لیا ہے، اور وہ سارے دوست میری نظر میں ہی رہتے ہیں۔" سپارک نے سامنے سڑک پہ نظریں جمائے ہوئے از خود جواب دیا جیسے وہ سامنے دیکھنے کے باوجود وہ کرنل وجاہت کی حیرت بھانپ گیا ہو جبکہ کرنل وجاہت محض اثبات میں سر ہلانے تک محدود رہے۔

*

میری لینڈ ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ دارالحکومت کے سب سے بڑے ہوٹلوں میں سے ایک تھا۔ شروع شروع میں یہ صرف ایک میرج ہال تھا۔ لیکن ڈیمانڈ کو دیکھتے ہوئے مالکان نے ساتھ ہوٹل، پلے لینڈ اور اس طرح کی مختلف سہولیات مہیا کر کے مارکیٹ کے ٹاپ ٹین ہوٹلوں میں جگہ بنالی تھی۔ اس ہوٹل میں ہر وقت ہی رش لگا رہتا تھا اور ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے ہفتہ وار کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور منعقد کیا جاتا تھا جس سے ہوٹل کی اچھی خاصی آمدنی اور پبلسٹی بیک وقت ہو جاتی تھی۔ آج ہوٹل میں موسیقی کا کوئی پروگرام تھا، نوجوان جوڑوں سے

مین ہال بھرا پڑا تھا۔ سب اس انتظار میں تھے کہ پروگرام شروع ہوتے ہی وہ مخصوص ہال میں پہنچ جائیں تاکہ کوئی آئیٹم بھی رہ نہ جائے۔ ہوٹل کے مین گیٹ سے ایک کے بعد ایک گاڑی داخل ہوتی نظر آرہی تھی۔ گیٹ کیپر اکتاہٹ کا شکار تھا۔ کیونکہ ہدایت کے مطابق بار بار گیٹ کھولنا اور بند کرنا پڑتا تھا۔ وہ گیٹ کو بلا ضرورت زیادہ دیر کھلا نہیں رکھ سکتا تھا۔

مین گیٹ سے تھوڑے فاصلے پہ اک انتہائی وجیہہ نوجوان پیدل چلتا آرہا تھا۔ جس کی آنکھیں اور فراخ پیشانی اس کی ذہانت کی عکاسی کرتی تھیں۔ اس نے نہایت قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔ لیکن جو چیز سب کو اسکی طرف دیکھنے اور مسکرانے پہ مجبور کررہی تھی وہ تھی اس کے گلے میں لٹکی ہوئی ڈھولکی جسے وہ اپنے ہی انداز میں بجاتا اور ساتھ لہک لہک کے کچھ گاتا آرہا تھا جس کی شاید سمجھ اسے بھی نہیں آرہی تھی۔ کبھی کبھی رک کے بڑے سٹائل سے کمر سے ٹھمکا لگانے کی کوشش کرتا لیکن ہر بار گلے میں ڈالی ڈھولکی آڑے آجاتی۔ اس پہ وہ ڈھولکی کو کوسنے دینے

لگ جاتا اور پھر سب بھول کہ اپنی سرگرمی میں لگ جاتا۔ چلتے چلتے وہ ہوٹل کے بے حال گیٹ کیپر تک پہنچ کر رک گیا۔

"السلام واحمد کم یا اخی"۔ نوجوان نے بڑے تمیز دار انداز میں کہا۔

"اب تم کیا ہو؟" گیٹ کیپر نے اس کے حلیے اور گلے میں لٹکی ڈھولکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مائی سیلف ڈھولکی خان۔" نوجوان نے لہک کے کہا اور ساتھ ہی ڈھولکی پہ ہاتھ مارا۔

"کیا.....کون سا سیلف؟" گیٹ کیپر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کس سیلف کا بتاؤں۔ گاڑی والا سیلف یا انسان والا سیلف؟۔ اگر انسان والے سیلف کا پوچھا ہے تو وہ نہیں مل سکتا کیوں کہ ہر چیز وافر ہے سوائے انسان کے۔ اگر گاڑی والے سیلف کا پوچھا ہے تو تمہیں میری گاڑی تک جانا پڑے گا کیونکہ زبانی بتانے سے زیادہ عملی مظاہرے سے سبق دیر تک یاد رہتا ہے۔" نوجوان کی زبان یوں چل پڑی جیسی وہ اسی انتظار میں

تھی کہ کب کوئی موقع دے۔

" گاڑی کدھر ہے تمہاری؟" گیٹ کیپر نے مسکراتے ہوئے پوچھا، کیونکہ وہ اس نوجوان کو پیدل آتے دیکھ چکا تھا۔

"گاڑی تو شوروم میں ہے "نوجوان نے کہا۔

" گاڑی ہوتے ہوئے پیدل کیوں آئے ہو؟" گیٹ کیپر نے حیرانی سے پوچھا

"گاڑی خرید تو لوں، ابھی غلے میں پیسے کم تھے تو ہاتھ آتے آتے رہ گئی۔" نوجوان نے مایوسی بھرا جواب دیا۔

"کیا مطلب۔؟" گیٹ کیپر نے کہا

" کس کا مطلب ؟ غلے کا یا پیسوں کا۔ ویسے دنیا کا نام بھی "مطلب" ہونا چاہیئے۔ بِنا مطلب کے تو کوئی بات ہی نہیں کرتا۔" نوجوان کی زبان پھر چل پڑی۔

"تم گیٹ سے ہٹو، کام کرنے دو۔" گیٹ کیپر اس کی بھیروی سن کر اکتا

گیا اور گیٹ کھولنے کے لیئے دوڑ پڑا۔

" مسٹر گیٹ کیپر کدھر بھاگ رہے ہو ابھی تو میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ "یہ کہتے ہی نوجوان گیٹ کیپر کے پیچھے دوڑا۔ گیٹ کیپر جو کہ گیٹ کھول رہا تھا اس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ گیٹ کیپر کا چہرہ دیکھ کے نوجوان نے لہک کے گایا" اے وطن کے سجیلے جوانوں......." اتنے میں گیٹ پہ اک گاڑی رکی۔ پچھلی سیٹ کا شیشہ نیچے ہوا اور کرنل وجاہت احمد خان کا چہرہ نظر آیا جو شاک زدہ لگ رہا تھا۔

"لڑکے یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے۔ کچھ تو اپنی عزت کا خیال کرو۔" کرنل صاحب نے سخت لہجے میں کہا۔

"مم....... مم...... مجھے لگا تھا اسے ہی عزت کہتے ہیں۔ اندر سے کھوکھلی اور باہر سے شور ڈالنے والی۔ میں اسی لیے بجا رہا تھا کہ سب کو پتہ چلے کہ میں بھی ایک عزت دار شخص ہوں۔ "نوجوان نے سہم کر ڈھولکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

چلو گاڑی میں بیٹھو جلدی۔ پیچھے راستہ بند ہو رہا ہے۔" کرنل صاحب نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن میں اپنی عزت نہ خود اتاروں گا نہ ہی اتارنے دوں گا۔" نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے, ٹھیک ہے جلدی کرو". کرنل صاحب فوری بولے کیونکہ پیچھے سے لگاتار ہارن بج رہے تھے۔ نوجوان دوڑ کے گاڑی کے پاس آیا اور دروازہ کھول کہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھادی۔ نوجوان نے ڈھولکی ایسے گلے سے لگائی ہوئی تھی جیسے ننھی بچی گڑیا کو گلے لگاتی ہے۔ گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی پارکنگ ایریا میں جارکی۔

"ساحر تم یہ ڈھولکی گاڑی میں رکھو گے تو ہم اندر جائیں گے ورنہ گاڑی میں بیٹھے رہو تم بھی اور میں بھی۔" کرنل صاحب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لل۔ لیکن یہ میری عزت ہے، میری....."

"رکھو اسے گاڑی میں اور اترو نیچے۔" کرنل صاحب نے بات ٹوکتے ہوئے سختی سے کہا۔ ساحر نے بڑی حسرت سے اپنی منہ بولی عزت کو دیکھا اور گلے سے اتار کے سائیڈ سیٹ پہ رکھ کے نیچے اتر آیا۔ دوسری سائیڈ سے کرنل صاحب بھی اترے۔ "خبردار اب اگر کسی سے فضول بات کی کوئی۔ مجھے اور بھی کام ہیں۔ کوئی فضول حرکت کی تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ ڈسپلنڈ رہو اب۔" کرنل صاحب نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔" ساحر نے فوجی انداز میں ہانک لگائی۔

کرنل صاحب کو ہوٹل کے مالکان تک سب پہچانتے تھے اس لئے جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے سپروائزر آگے بڑھا اور ان کو پہلے سے ریزرو شدہ ٹیبل تک لے گیا۔ ویٹر کو آرڈر دینے کے بعد وہ ساحر کی طرف متوجہ ہوئے جو اب بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ گیٹ پہ کیسے کرتب کر رہا تھا۔

"تمہارے دوست۔ تمہارے پلان کے مطابق خود ہی اس پوائنٹ پہ آ گئے ہیں جہاں تم چاہتے تھے۔ کبیر اور جبران دونوں اب شہر کے ماحول سے اکتائے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور اس بار لگتا ہے کہ پختہ ارادہ کر چکے ہیں جس وجہ سے براہِ راست مجھ سے بات کی ہے۔ دو دن پہلے میرے ساتھ تفصیلی بات کی انہوں نے۔" کرنل صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ ساحر کے سنجیدہ ہونے سے خوش نظر آ رہے تھے۔

"آپ نے کیا کہا پھر؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہی سب جو تم نے کہا تھا۔ میں نے انھیں پورا یقین دلایا کہ میں اس حق میں نہیں اور نا ہی میں یہ کرنا چاہتا ہوں۔ اب انہیں یہی لگتا ہے کہ وہ یہ سب شروع کرنے کی وجہ تم نہیں بلکہ اس بار وہ خود وجہ ہیں اور اس خیال سے وہ کبھی پیچھے ہٹنے کی بھی نہیں سوچیں گے۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ تمہیں بھی میں انکے کہنے پہ شامل کرنے والا ہوں۔ جبکہ انھیں یہ نہیں پتا کہ یہ سب تمہاری پلاننگ سے ہو رہا ہے۔" کرنل صاحب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟" ساحر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کرتے ہیں شروع۔ میری کرنل بیگ سے بات ہو چکی ہے ٹیم کو قانونی حیثیت دلوانے کی بھی بات کی ہے۔ لیکن اس کی ابھی مستقل اجازت نہیں ملی۔ حاجی محمد دین والا کیس تم سب کا ٹیسٹ کیس ہے۔ اِس کے بعد دیکھا جائے گا کے تم لوگوں کا کیا کرنا ہے۔ اس کیس کے آخر تک تم سب سرکاری ملازمین ہو لیکن کام حد میں رہ کر کرنا ہو گا۔ تم یہ معاملات مجھ سے بہتر سمجھتے ہو۔" کرنل صاحب نے پوری رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"جی انکل...... آپ جانتے ہیں میں حد میں ہی رہ کر کام کرتا ہوں۔" ساحر نے سعادت مندی سے سر جھکایا۔

"ہاں جانتا ہوں... مگر وہ جس حد میں رہ کر تم کام کرتے ہو اس حد کا تعین بھی تم خود کرتے ہو، اب قانون کی متعین حدود میں رہنا۔" کرنل صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"اس کیس کی تازہ رپورٹ؟" ساحر ان کی بات سن کر مسکرایا۔

"کبیر کو میڈیکل سٹور سے ایک باکس ملا تھا جس میں ایک میموری کارڈ تھا۔ اس میں مختلف اوقات پہ سی سی ٹی وی کیمرہ سے بنائی گئی ویڈیوز ہیں جن میں رستم کا دستِ راست کالو حاجی محمد دین کو کوئی دوا سٹور میں رکھنے کی دیتا ہے۔ اس ویڈیو میں وہ میڈیسن نظر آتی ہے۔ اب یہ چکر کچھ دوائیوں کا ہے، کالو جیسے غنڈے کا یوں دوائی رکھوانے کے لئے چکر کاٹنا معمولی بات نہیں لیکن صرف اس بات سے کوئی چیز بھی ثابت نہیں کی جا سکتی۔" کرنل صاحب نے کلیو کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ویڈیو میں اس میڈیسن کا نظر آنا ہی حاجی صاحب کا ان کے خلاف ثبوت تھا جس کی وجہ سے وہ پولیس کے پاس جانا چاہتے تھے۔۔" ساحر نے سوچتے ہوئے کہا، وہ کیس کے بارے میں کافی کچھ جانتا تھا۔

"ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کلیو نہیں اگر موبائل سے ویڈیو بنائی جاتی تو رہنمائی ہو جاتی، ویڈیو بھی رنگین ہوتی اور آواز بھی ریکارڈ ہو جاتی۔" کرنل صاحب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور ہمارا چیف کیسے بنایا جا رہا ہے؟" ساحر نے مسکرا کر موضوع بدلتے

ہوئے پوچھا۔

"یہ بھی راز ہے۔ انتہائی اعلی سطح پہ تمہارا چیف چُنا گیا۔ بیٹا ہم دونوں کے خواب کی تعبیر اب تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اسے ٹوٹنا نہیں چاہیے۔" کرنل صاحب نے کہا

"ان شااللہ ۔ نہیں ٹوٹنے دیں گے ہم سب۔ اس راہ پہ آپ کا مجھ پہ اعتماد میرے لئے بہت ضروری ہے۔" ساحر نے پرُ اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ان شااللہ۔ اِسی اعتماد پہ تو یہ سب شروع ہو رہا ہے۔ اللہ ہم سب کی عزت رکھ لے۔" کرنل صاحب نے دعا مانگتے ہوئے کہا۔

"اوہ عزت سے یاد آیا میری عزت تو اتروا کے آپ نے گاڑی میں رکھ دی۔" ساحر نے رو دینے والے لہجے میں بولا۔

"یہ ڈھولکی والا کیا ڈرامہ تھا؟" نواب صاحب مسکراتے ہوئے نے پوچھا۔

"آپ کا ذوق بھی آپ کی طرح بورنگ ہی ہے۔ آج موسیقی کا شاندار پروگرام ہے اسی ہوٹل میں۔ میں تو اُس میں شرکت کے لئے آیا تھا سارا پروگرام چوپٹ کر دیا آپ نے۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا

"لگتا ہے تمہیں عزت راس نہیں آتی۔" نواب صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔

"عزت کسے کہتے ہیں یہ سمجھ آئے تو راس آئے نا۔ میں چلتا ہوں کچھ انتظامات کرنے ہیں آج شام سے ہی اس کیس کا آغاز کرتے ہیں۔" ساحر نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل صاحب مسکرا دیئے۔

کرنل صاحب جتنا اس کے بارے میں جانتے تھے اس حساب سے مختلف اداروں سے ہوتا ہوا، ساحر گریزی آرمی میں میجر رہ چکا تھا۔ خطرناک حد تک ذہین اور ٹارگٹ پہ فوکس کرنے والا شخص تھا۔ آرمی میں سپیشل ٹریننگ لے چکا تھا۔ بہترین نشانے باز، چہرہ بدلنے، کمپیوٹرز استعمال کرنے میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ بے جگری سے لڑنے والا سولجر تھا۔ پلاننگ کرنے میں بیحد ماہر تھا اور مزاج کا بڑا عجیب شخص تھا، ایسا

لگتا تھا کہ اس کا ایک مزاج ہے ہی نہیں۔ سنجیدہ ہونے پہ آتا تو لگتا کہ زندگی میں کبھی ہنسا بھی نہ ہو گا۔ اسکی شخصیت بہت بارُعب ہو جاتی۔ دیکھنے والے پہ خواہ مخواہ اس کا رُعب طاری ہو جاتا۔ اور اگر موڈ بدل جاتا تو انتہائی بیو قوفوں کی طرح ہو جاتا۔ کبھی درندہ صفت نظر آتا تو کبھی بے ضرر سا شہری۔ کرنل وجاہت اُس کی ذہانت اور کردار کی وجہ سے اسے بہت پسند کرتے تھا۔ کبیر پہ بھی ساحر کی بات کو ترجیح دیتے تھے۔ اور صرف ساحر کی حرکتیں برداشت کرتے تھے ورنہ تو کبیر کی کبھی ہمت نہیں ہوئی ان سے مذاق کرنے کی۔

ساحر، کبیر اور جبران بچپن کے دوست تھے۔ تینوں میں بہت جمتی تھے۔ ساحر کے آرمی میں جانے کے بعد کبیر اور جبران ساتھ ساتھ رہنے لگے لیکن اس کے باوجود ان دونوں کے درمیان وہ بے تکلفی نہ بن سکی جو دونوں کی انفرادی سطح پہ ساحر کے ساتھ تھی۔ تینوں ہی تربیت یافتہ اور ذہین تھے۔ لیکن ساحر کی شخصیت ایسی تھی کہ خودکار انداز میں وہ معاملات میں لیڈر لگنے لگ جاتا۔ وہ شروع ہی سے گرین گارڈز کے نام

سے تنظیم بنانا چاہتا تھا تاکہ ملک کے کام آسکے، اب جا کے اس کے لیئے حالات سازگار ہو رہے تھے۔

★

رُستم کلب شہر کے خطرناک ترین غنڈوں کی آماجگاہ تھا۔ جوا، شراب اور جھگڑے ہر وقت اور ہر روز کا معمول تھا۔ اس کلب کی دہشت کی وجہ سے پولیس اس روڈ تک بھی نہیں آتی تھی۔ ذرا سی بات پہ غنڈے ایکدوسرے کا قتل کر دینے میں بالکل بھی نہ ہچکچاتے تھے۔ عام آدمی تو کلب کے دروازے تک سے گزرنے کا نہ سوچ سکتا تھا۔ ایک وقت تھا جب اس جیسے کلب پولیس کے زیرِ عتاب رہتے تھے مگر اب تو پولیس کے محکمے میں گدھ راج کر رہے تھے جس وجہ سے بھیڑیے کھلے عام گھومتے تھے، اعلی کارکردگی کے حامل بین الاقوامی اداروں کے پاس ویسے ہی وقت کی قلت تھی کے سرحد کے اندر کی صفائی کر سکیں

سو.....خون سستا ہو گیا تھا۔ اس وقت بھی کلب کی روایتی رونق اپنے عروج پہ تھی کیونکہ شام کے وقت رش بڑھتا جاتا تھا اور رات گئے تک شغل چلتا رہتا تھا۔ کلب کے دروازے سے دو غنڈے داخل ہوئے۔ حلیے سے وہ حد درجے کے اوباش لگتے تھے وہ سیدھے کاؤنٹر گرلز کے پاس پہنچے۔

"میرا نام راجندر ہے، یہ راجن ہے، روشن گڑھ سے آئے ہیں۔ ہمیں رستم سے ملنا ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

رستم کا نام سن کر کاؤنٹر گرل نے نظر بچا کے کاؤنٹر کے نیچے لگے بٹن کو دبا دیا۔ "کیا کام ہے آپ کو باس سے؟" اس لڑکی نے پوچھا۔

"لمبے سودے کی بات ہے، تم نہیں سمجھو گی"۔ راجندر نے آنکھ کا ایک کونا دباتے ہوئے کہا۔

"باس تو نہیں ہیں۔" لڑکی نے جواب دیا۔ کاؤنٹر کے دونوں طرف پہلوان نما غنڈے آکر کھڑے ہو چکے تھے۔ ان کے انداز سے جارحانہ

پن چھلکتا تھا۔

"توسیکنڈ باس سے ملاقات کرادو۔ ہم اس سے مل لیں گے۔ ہمارے پاس سٹار کلب کے مارٹی کی ٹپ ہے۔" راجندر نے سادہ لہجے میں کہا۔ راجندر کی رستم سے ملنے کی ضد کی بجائے اس کے اسسٹنٹ سے ملاقات کی آفر پر کاؤنٹر گرل اور کاؤنٹر کی اطراف کھڑے غنڈے ڈھیلے پڑ گئے جیسے کوئی آنے والا خطرہ ٹل گیا ہو۔ ساتھ ہی کاؤنٹر گرل نے کاؤنٹر کے نیچے لگا بٹن دوبارہ دبا دیا۔

"او کے۔" کاؤنٹر گرل نے کہا سائیڈ پہ کھڑے غنڈے سے راجندر اور اسکے ساتھی کو سیکنڈ باس کے آفس چھوڑنے کا کہا۔

"تمہارے سیکنڈ باس کا نام کیا ہے۔؟" راجندر نے اس غنڈے سے پوچھا۔

"باس کا نام دلاور ہے۔" غنڈے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے ان کی لاعلمی بُری لگی ہو۔ راہداری بالکل خالی تھی ایسا اس وجہ سے تھا کہ کلب کو

کسی سے ڈر یا خطرہ نہ تھا۔ ان کو ٹکر دینے والا کبھی کوئی سامنے نہیں آیا تھا شاید یہی وجہ تھی کہ راہداری میں سکیورٹی پہ کوئی نہیں تھا۔ آفس کے سامنے پہنچ کر وہ رک گئے۔

"باس آپ سے ملنے روشن گڑھ سے دو لوگ آئے ہیں۔ سٹار کلب کے مارٹی کا ریفرنس ہے۔" اُس غنڈے نے دروازے پہ دستک دے کر مودبانہ لہجے میں کہا۔ چند لمحوں کے بعد دروازے کے ساتھ لگی سبز رنگ کی بتی جلی۔ "آپ اندر جاسکتے ہیں۔" غنڈے نے راجندر سے کہا۔

"واہ۔ ٹریفک سگنل۔ "راجندر نے شوخ لہجے میں کہا۔ دونوں دروازہ کھول کے اندر داخل ہو گئے۔ سامنے خوفناک چہرے والا غنڈہ بیٹھا ہوا تھا جس کے چہرے پہ زخموں کے نشانات اس کی غنڈہ گردی کے منہ بولتے ثبوت تھے۔

"کیا کام ہے تم لوگوں کو؟ میں بہت مصروف ہوں۔ مارٹی کی وجہ سے وقت دیا ہے تمہیں۔" دلاور نے بنا مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے کہا۔

"ہم کے نائن کا بڑا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ "راجندر نے سنجیدگی سے کہا۔

"کتنا بڑا سودا؟" دلاور نے چونک کے پوچھا۔

"ہمارے پاس دس کلو گرام ہے اس کی قیمت پچاس ہزار ڈالر ہے۔ تمہیں جتنی چاہیے بولو۔" راجندر نے سادہ انداز میں کہا۔ دس کلو گرام سنتے ہی دلاور اچھل پڑا۔

"اتنی کہاں سے ہاتھ لگ گئی تمہارے؟" اس نے پوچھا

"یہ بزنس سیکرٹ ہے۔ مال کی گارنٹی ہو گی تم بے شک مارٹی سے ہمارے بارے میں پوچھ لو۔" راجندر نے جواب دیا۔

"مارٹی سے پوچھنے کے بعد ہی میں نے تمہیں اندر آنے دیا۔ ورنہ تمہاری لاشیں میرے آفس کے باہر پڑی ہوتیں۔" دلاور نے زہریلے انداز میں کہا۔

"بولو پھر۔ سودا کرنا ہے؟......راجندر نے پوچھا۔ راجندر کے ساتھ آنے والا غنڈہ چپ چاپ آفس کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

"تمہیں اس کی اصل قیمت کا اندازہ ہے؟۔ دلاور نے حیرانی سے پوچھا۔

"معلوم ہے۔ ہم علاقہ غیر سے ہیں، کسی اور سے ڈیل کرنے آئے تھے۔ عین وقت پہ اس نے انکار کر دیا اب ہم اسے واپس ساتھ لے جانے کا رسک نہیں لے سکتے۔ پہلے بڑی مشکل سے چوکیوں سے نکال کے لائے ہیں۔ ہمیں پتا چلا کہ تم لوگ اسے خرید سکتے ہو تو ادھر آ گئے۔" راجندر نے جواب دیا۔

"منظور ہے۔ کدھر ہے کے نائن۔؟" دلاور نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ساتھ لے کر تھوڑی گھومیں گے اس طرح تو کسی کی نیت بھی بدل سکتی ہے۔" راجندر نے اس پہ بات کئے بغیر اِن ڈائریکٹ بات کرتے ہوئے کہا۔

"پھر۔ سوادکیسے ہو گا؟" دلاور نے پوچھا۔

"کل رات سینما گراؤنڈ۔ تم یا تمہارے آدمی رقم لے آئیں اور مال

لے جائیں، وقت تم بتادو۔ "راجندر نے پلان بتاتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں نے کوئی گڑبڑ کر دی تو؟" دلاور نے کہا۔

"میں نے تو سُنا تھا کہ اس علاقے میں تم لوگوں کے نام کا ڈنکہ بجتا ہے لیکن تمہاری بات سُن کے تو میرے خیال بدل گیا ہے۔" راجندر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہاری اس فضول بات کا؟" دلاور نے جھٹکے سے سیدھے ہوتے ہوئے کہا، اس کا چہرہ یکلخت سخت ہو گیا تھا۔

"مطلب یہ کہ یہ علاقہ، پولیس، لوگ تمہارے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ رُستم کلب کو دو غنڈوں سے کوئی ڈر ہو گا۔" راجندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ اگر تم مارٹی کے ریفرنس سے نہ آئے ہوتے تو یہ تمہاری آخری مسکراہٹ ہوتی، رُستم کلب خود دہشت ہے۔ ہم کسی سے نہیں ڈرتے، ٹھیک ہے سودا پکا اور اب میں خود آؤں گا یہ سودا کرنے۔" دلاور

نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو اپنے کسی آدمی کو بھیج دینا۔ عین وقت پر پھر کوئی نہ کوئی مصروفیت نکل آئے گی اور تم اپنی جگہ کسی اور کو بھیج دو گے، رستم ہوتا تو بات اور تھی۔ راجندر نے پینترا بدل کر بات کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے سے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم یہ بات کیوں کر رہے ہو۔ تمہیں لگتا ہے کہ عین وقت پہ میں ڈر کر اپنی جگہ کسی اور کو بھیج دوں گا، دلاور شیر ہے اور شیر کسی سے نہیں ڈرتا۔ جو بھی ہو جائے اب تو تم سے ملاقات ضرور ہو گی۔ میں رات گیارہ بجے پہنچ جاؤں گا پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ دلاور بھی رستم سے کم نہیں۔" دلاور نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے۔ یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ دلاور بات کا کتنا پکا ہے۔ رات کو ملاقات ہوتی ہے۔" راجندر نے اس کے غصے کا اثر لئے بغیر چیلنج کرنے والے انداز میں کہا اور اٹھ کر باہر کو چل دیا۔ اُس کا ساتھی بھی پیچھے چل پڑا۔

ساحر گرین گارڈز کے عارضی ورکنگ سٹیشن جسے انھوں نے گرین ہاؤس نام دیا تھا، میں بیٹھا تھا۔ ٹی وی پہ ڈاکٹرز کی ایک کانفرنس براہِ راست دکھائی جا رہی تھی۔ شہر کا مشہور و معروف ڈاکٹر ارشاد ڈائس پہ تھا اور ایک نئ کمپنی کی ادویات کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ اس کے مطابق علاج کے میسر ہونے کے باوجود بیماریاں بڑھ رہی ہیں ۔ ایسے مرض عام ہو چکے ہیں جن کی دوائی عام مریضوں کی پہنچ سے بہت دور ہے۔ غریب عوام کے لئے مہنگی دوائی لینا تو دور ۔ دووقت کی روٹی کا انتظام بھی مشکل ہے۔ اور اگر پیسوں کا انتظام ہو جائے تو دوائی ہی ایسی ملتی ہے کہ انسان نشے کی طرح اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ کوئی علاج مستقل

علاج نہیں۔ ہر میڈیسن کمپنی نے ڈاکٹرز کو اپنا کمیشن ایجنٹ بنایا ہوا ہے۔ جو کمپنی زیادہ کمیشن دے ڈاکٹر اس کمپنی کی دوائی نسخے میں لکھ دیتا ہے۔ بیماری ایک ہوتی ہے اور دس مسائل حل کرنے کی مل جاتی ہے۔ نیچر میڈ کو جو کہ بین الاقوامی سطح کی میڈیسن کی کمپنی ہے، نے ملک میں سستی اور ٹیسٹ شدہ دوائیاں فراہم کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔ یہ دوائیاں انٹر نیشنل لیول پہ عام استعمال ہو رہی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دوائیاں موثر ہونے کے ساتھ ساتھ سستی اور تصدیق شدہ ہیں۔ اس کانفرنس کا مقصد ان دوائیوں کا تعارف، ڈاکٹرز کی طرف سے تصدیق اور باقی ڈاکٹرز اور عوام سے درخواست کرنا ہے کہ حبُ الوطنی کا ثبوت دیں، اپنی اور اپنے ملک کی بہتری کے لئے اس کمپنی کی دوائیاں تجویز کریں اور خریدیں۔ اس سے سب کو سستا اور مفید علاج مل جائیگا۔ اس سے ملک میں بیماریوں کی شرح کم ہو گی اور نقلی دوائیوں سے جان بھی چھوٹ جائیگی۔

ساحر بڑی دلچسپی سے یہ بات سن رہا تھا۔ اسے یہ باتیں بہت اچھی لگیں

کیونکہ اس میں سب کا فائدہ نظر آ رہا تھا۔ اس پوائنٹ پہ سوچتے ہوئے وہ یکدم چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا۔ اس نے فون اُٹھایا اور جلدی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس۔ کبیر سپیکنگ۔" دوسری طرف سے کبیر کی آواز سنائی دی۔

"کبیر۔ تمہارے لئے دو کام ہیں۔ ایک تو رستم کی رہائش گاہ کا پتہ کراؤ۔ اس سے ملاقات بہت ضروری ہے۔ دوسرا ٹی وی پہ ایک کانفرنس کی ٹرانسمیشن چل رہی ہے میڈیسن سے متعلق۔ تم نے دیکھی؟"۔ ساحر نے جلدی سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں راؤنڈ پہ تھا۔ کیوں کیا ہوا؟" کبیر نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے شہر کے ایک ڈاکٹر ہیں، ڈاکٹر ارشاد۔ وہ ایک نئ کمپنی کی دوائیوں کی ایک طرح سے تشہیر کر رہے تھے۔ اور............" ساحر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "تم ایسا کرو کے نیچر میڈیکو کے سٹورز تلاش

کرو۔ ساتھ میڈیسن ایکسپرٹس کو لے کر جاؤ اور چیک کرو کہ جو بتایا گیا ہے وہ کہاں تک سچ ہے۔" ساحر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اگر نیچر میڈیکو پہ شک کیا بھی جائے اور چیکنگ کریں تو ایسا نہ ہو کہ ہم ایسا سٹور چیک کر کے مطمئن ہو جائیں جس میں مال اصلی ہو یا ہم ایک سٹور چیک کریں اور دوسرے سٹورز میں مال تبدیل ہو جائے تو پھر کیا کریں گے؟" کبیر نے پوچھا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ انھیں ایسی چیکنگ کی امید نہیں ہو گی اور ایسے حالات نہیں ہوں گے جیسے تم کہہ رہے ہو۔ دوسرا اگر تمہاری بات کو ٹھیک مانیں تو اس کا حل ہے۔ پہلے سٹورز ڈھونڈو، لسٹ بناؤ۔ پھر سٹورز کے گرد نگرانی بِٹھا کر ریڈ کرو۔" ساحر نے حل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونے کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نگرانی کی بجائے ہم ٹیمیں بنا کر یکدم ریڈ کر دیں۔" کبیر نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر ہمیں یہ بات کنفرم نہیں ہو گی کے ہر ٹیم

کی رپورٹ درست ہے اور کام ایمانداری سے کیا گیا ہے۔ خود چیکنگ کرو گے تو ایک سائیڈ سے تو مکمل مطمن ہو جائیں گے۔ اس طرح ہم سکون سے کسی اور رُخ پہ کام کر سکیں گے۔" ساحر نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس انداز سے تو میں سوچا ہی نہیں۔ ٹھیک ہے، ایسا ہی کرتا ہوں جیسا تم نے کہا۔" کبیر نے جواب دیا۔

"گُڈ۔ بچہ فرمانبر دار ہے۔ رپورٹ دیتے رہنا۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ریسیور رکھ دیا۔

ساحر کی آنکھیں بتا رہی تھیں کے وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہے۔ حاجی محمد دین کے میڈیکل سٹور سے ملنے والا میموری کارڈ وہ مکمل طور پہ چاچ چکا تھا۔ ویڈیو دھندلی ہونے کی وجہ سے میڈیسن کی پیکنگ واضح نظر نہیں آتی تھی۔ اگر میڈیسن کا نام پتہ چل جاتا تو وہ کمپنی تک بھی پہنچ جاتے۔ نہ ہی ویڈیو میں موجود غنڈوں کے چہرے صاف نظر آتے تھے۔ آس پاس کے دکانداروں نے تو جیسے چپ کا روزہ رکھا ہوا تھا وہ کچھ بھی بتانے

سے انکاری تھے۔ رستم تک پہنچنا بھی آسان نہ تھا لیکن ساحر کے چہرے پہ کسی قسم کی پریشانی یا جلد بازی کے کوئی آثار نہ تھے۔ وہ پُر اعتماد تھا کہ جلد ہی رستے کھل جائیں گے اور یہ کیس حل ہو جائیگا۔

* * *

رات کے گیارہ بجنے والے تھے۔ سٹیڈیم میں ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا اگرچہ سٹیڈیم کی دیواروں کے ساتھ ہلکی پاور کے چھوٹے چھوٹے بلب جل رہے تھے لیکن سٹیڈیم کے درمیان میں ایسے ہی تھا جیسے کوئی لائٹ نہ جل رہی ہو۔ رات کے گیارہ ہونے کے باوجود ٹریفک کا شور ایسے سنائی دے رہا تھا جیسے دن کے گیارہ بجے ہوں۔ اُس گہرے اندھیرے میں دو سائے آہستہ آہستہ سٹیڈیم کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یہ راجندر اور راجن تھے جنھوں نے سیاہ رنگ کے عام سے کپڑے پہن رکھے تھے۔ راجن کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا وزنی بیگ تھا جس میں شاید کے نائن تھی جس کا سودا انھوں نے دلاور سے کرنا تھا۔

دونوں چلتے چلتے سڑھیوں کے پاس پہنچ کے ان پہ بیٹھ گئے۔ وہ بیس منٹ پہلے پہنچ گئے تھے اور یہاں تک آنے سے پہلے انھوں نے سٹیڈیم اور آس پاس کے علاقے کو

چیک کیا تھا کہ دلاور نے دھوکہ دینے کو کوئی انتظام تو نہیں کیا۔ اسی دوران انھوں نے سیڑھیوں پہ موجود بلب بھی ناکارہ کر دیئے تھے۔ جب وہ مطمئن ہو گئے تو وہاں آ کر بیٹھ گئے۔

"اگر دلاور کو شک پڑ گیا یا وہ نہ آیا تو؟"۔ راجندر کے ساتھی نے پوچھا۔

"راجن یار... شکل اچھی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بات بھی اچھی نہ کی جائے ۔"راجندر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"منہ تو ہم دونوں کے ایک جیسے ہیں، ویسے امکانی بات کی۔" راجن نے دانت نکالتے ہوئے جوابی وار کیا لیکن اس کے دانت پورے نظر نہ آئے تھے جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ دانتوں میں سفید حصہ کم اور شاید پیلا کا سیاہ رنگ زیادہ تھا۔

"ہاں مگر ہمارے دانت کم از کم ایک جیسے نہیں ہیں۔ ویسے میں نے کوشش تو کی تھی اسے جذباتی کرنے کی ۔اب دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔" راجندر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا مگر راجن چُپ رہا تھا۔ اندھیرے کیوجہ سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ یہ جواب سن کے اس کے کیا تاثرات تھے۔ ایسے ہی بیس منٹ گزر گئے۔ اب پورے گیارہ بج چکے تھے۔ وہ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیڑھیوں سے تھوڑا آگے جا کر رک گئے۔

"تم سیڑھیوں کے ساتھ چھپ جاؤ اور آس پاس خیال رکھنا ہے۔ کچھ بھی ہو جائے میرے بلائے بغیر سامنے مت آنا۔ میں دلاور کو بے ہوش کروں گا اور اسی کی گاڑی میں ڈال کر تیزی سے نکل چلیں گے۔ گاڑی تم چلاؤ گے، سٹیڈیم سے نکلنے تک گاڑی کی لائٹس بند ہی رکھنا۔" راجندر نے تیزی سے پلان بتایا۔

"پتہ ہے مجھے ۔ میرا ہی تو پلان ہے۔" راجن نے سر ہلا کر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکتے ہوئے کہا۔

اسی وقت سٹیڈیم کے دروازے پر ایک گاڑی رکی۔ گاڑی کے رکتے ہی گیٹ کیپر باہر نکل کر گاڑی کے پاس گیا۔ چند منٹ کے بعد وہ دوڑ کر گیٹ کھولنے لگ گیا جیسے موت اس کے پیچھے ہو۔ گیٹ کھلتے ہی گاڑی آگے بڑھی۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس سیدھی راجندر پر پڑیں۔ گاڑی تیزی سے راجندر کی طرف بڑھی اور ٹھیک اس کے سامنے آ کر رک گئی۔ گاڑی کی اندر والی لائٹس آف تھیں۔ یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کے اندر کتنے لوگ ہیں لیکن اس وقت گاڑی کی اندرونی لائٹ جلی اور راجندر حیران رہ گیا۔ گاڑی میں صرف دلاور تھا۔ یا تو وہ بہت حوصلے والا تھا یا انتہائی بیوقوف۔ جو بھی تھا راجندر کا پلان کامیاب ہو گیا تھا کہ وہ جذباتی ہو کر اکیلا چلا آئے۔ گاڑی کی لائٹ بند ہوئی اور دلاور نیچے اتر آیا۔

"مال لے کر آئے ہو؟" دلاور نے سیدھے کام کی بات کی۔

"ہاں۔ اس بیگ میں ہے مال۔ اور پیسے؟" راجندر نے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

دلاور نے گاڑی میں سے بڑا سا بیگ نکال کے سامنے رکھ دیا۔

"چیک کر لو مال۔ "راجندر نے اپنے والا بیگ اٹھا کے گاڑی کے بونٹ پہ رکھا اور ایک ٹارچ دلاور کو پکڑاتے ہوئے کہا۔

راجندر نے بیگ کھولا اور جیسے ہی دلاور بیگ پہ جھکا، راجندر نے اس کی کنپٹی پہ ہک مارا۔ لیکن دلاور تیزی سے ایک ہٹ گیا۔ اب وہ کینہ توز نظروں سے راجندر کو گھور رہا تھا۔ اُس نے تیزی سے ہاتھ کوٹ کی جیب کی طرف لے جانے کی کوشش کی۔ جیسے بجلی چمکتی ہے، راجندر نے ایک قدم آگے بڑھا کر سائیڈ کِک دلاور کے پیٹ میں ماری۔ دلاور اوغ کی آواز نکالتے ہوئے زمین پہ گرا۔ لیکن اسی تیزی سے وہ جمپ لے کر اٹھا۔ "تم.... دھوکے باز..... کمینے... تم میرے ہاتھوں مروگے آج۔ "دلاور نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے وہ راجندر کے پاس آکر ایسے رکا جیسے چابی ختم ہو گئی ہو اور اچانک اس نے گھوم کر راجندر کی ایڑی پہ کک ماری۔ راجندر جو اس کے اپنی طرف آنے پہ جھک کر وار سے بچنا چاہتا تھا وہ اس کے رکنے کی وجہ سے مار کھا گیا۔ نتیجتاً راجندر زمین پہ آگرا لیکن وہ تیز رفتاری سے الٹی

قلابازی مار کر اٹھا۔ قلابازی کی وجہ سے ان دونوں میں فاصلہ بڑھ گیا تھا۔ اس بار راجندر تیزی سے آگے بڑھا۔ دلاور نے سمجھا کہ وہی داؤ اب راجندر لگانے والا ہے۔ لہٰذا وہ جھکا نہیں بلکہ ایک قدم پیچھے ہو گیا۔ لیکن راجندر اس کی طرح رکا نہیں۔

دلاور جو جسم کے نچلے حصے پہ کک کے خیال میں تھا وہ مار کھا گیا۔ راجندر نے جمپ لے کر کک اس کے منہ پہ دے ماری۔ جبڑا ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ راجندر رکا نہیں وہ تیزی سے آگے بڑھ کر دلاور

کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اٹھا کر زمین پہ دے مارا۔ دلاور کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے گئے اس کے باوجود راجندر نے بے ہوش کرنے کی غرض سے اس کی کنپٹی پہ بوٹ کی ٹوہ ماری۔

"میں آجاؤں باہر یا سو جاؤں؟ راجن کی دبی دبی آواز سنائی دی۔

"جلدی آؤ۔ ہمیں جلد سے جلد اسے لیکر نکلنا ہے, کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔" راجندر نے اسے بلاتے ہوئے کہا اور خود دلاور کو اٹھا کر گاڑی

کی سیٹوں کے درمیان ڈالا۔ پھر دونوں بیگ اٹھا کر اگلی سیٹ پہ رکھے۔

"تم کدھر بیٹھو گے؟" راجن نے یہ دیکھ کر پوچھا۔

"پچھلی سیٹ پہ۔ لائٹس آف ہونے کے باوجود رسک نہیں لیا جا سکتا۔ گیٹ سے نکلتے ہوئے سامنے سے روشنی پڑ سکتی ہے۔ دو آدمی دیکھ کر گیٹ کیپر چونک سکتا ہے۔ دوسرا ہو سکتا ہے باہر دلاور کا کوئی آدمی بھی نگرانی پہ ہو۔ گاڑی میں ایک آدمی نظر آئے گا تو کچھ نہ کچھ مطمئن رہیں گے۔" راجندر نے پچھلی سیٹ پہ لیٹتے ہوئے کہا۔

"توبہ۔۔۔۔۔۔۔ اتنے دور کی تم ہی سوچو۔" راجن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ گاڑی گیٹ پہ پہنچی تو گیٹ کیپر نے تیزی سے دروازہ کھولا اور ساتھ جھک کے سلام بھی کر دیا۔

"واہ ۔۔۔ اس کا تو شہر میں بڑا رعب ہے۔ کدھر لے جانا ہے اسے؟" گاڑی کے سڑک پہ آنے کے بعد راجن نے پوچھا۔ راجندر نے اسے پتہ بتایا لیکن وہ پچھلی سیٹ سے اُٹھا نہیں۔

"ہمارا پیچھا ہو رہا ہے۔" راجن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ اتنا بھی بیو قوف نہیں تھا جتنا ہم نے سمجھا ہوا تھا۔ اب یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ انھیں اندر ساتھ نہیں لایا۔ اسی خیال سے میں اسے جلدی ناک آؤٹ کیا کہ اگر کوئی نگرانی پہ ہو بھی تو یہ کوئی کاشن نہ دے سکے۔" راجندر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے تو لگا تھا کہ یہ بُودا نکلا اور میں حیران تھا کہ ایسا بندہ اتنے بڑے کلب کا سیکنڈ باس کیسے بن گیا۔" راجن نے کہا۔ دونوں کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی پارک میں سیر کر رہے ہیں وہ اس بات سے عاری تھے کے ان کا کوئی پیچھا کر رہا ہے۔

"نہیں۔ بُودا نہیں ہے۔ جس مہارت اور تیزی سے اس نے مجھے کک ماری تھی وہ کوئی ماہر فائٹر ہی کر سکتا ہے۔" راجندر نے جواب دیا۔

"اب ان کا کیا کرنا ہے جو پیچھا کر رہے ہیں؟" راجن نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ جو ایڈریس میں نے تمہیں بتایا ہے تم چلتے جاؤ۔ ان کا

علاج خود ہی ہو جائے گا۔ "راجندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے چلتے ہوئے گلبرگ کالونی پہنچیں۔ راجندر کی رہنمائی میں گاڑی سولہ نمبر لِین میں مڑ گئی۔ گاڑی کے اس لِین میں مڑتے ہی پیچھا کرنے والی گاڑی خود بخود ترک کی اور پھر واپس مڑ گئی۔

"یہ کیا۔ یہ تو واقعی جان چھوڑ گئے۔ کیا جادو کیا تم نے؟" راجن کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔

"یہ بات بعد میں ہو گی کیونکہ یہ پلان تمہارا ہے اس لئے اب اپنے پلان کے مطابق کوٹھی میں تم گاڑی سیدھی گیراج میں لے جانا۔ اور نکلنے سے پہلے ہیٹ سر پہ رکھ لینا۔ بولنا مت کسی سے بھی ورنہ مارے جائیں گے۔" راجندر نے مسکرا کر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"پتہ ہے مجھے یہ سب۔ لیکن ہیٹ لانا تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔" راجن نے منہ بناتے ہوئے کہا جیسے واقعی پلان اس کا ہو راجندر نے ہاتھ بڑھا کر اپنے

والے بیگ سے دو سیاہ ہیٹس اور ایک نقاب نکالا۔

"یہ تم نے مجھ سے پوچھے بِنا کیوں ڈالے بیگ میں اور کب ڈالے؟" راجن نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"جب تم فلم دیکھنے میں ڈوبے ہوئے تھے تب۔ گاڑی کی اندرونی لائٹ مت جلانا۔" راجندر نے سادہ لہجے میں جواب دیا۔

اتنے میں گاڑی کوٹھی نمبر سولہ کے سامنے پہنچ کے رُک گئی۔ راجندر اٹھ کے تیزی سے آگے بڑھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے باز شکار پہ چھپٹا مارتا ہے جس وجہ سے راجن واقعی بوکھلا گیا اور بوکھلاہٹ کے مارے وہ یکدم اٹھنے لگا تو اس کا سر گاڑی کی چھت سے ٹکرایا اور راجن دھپ سے واپس سیٹ پہ آگرا۔ راجندر نے سادگی سے ہاتھ بڑھا کر مخصوص انداز میں ہارن بجایا اور واپس سیٹ پہ پُر سکون انداز میں بیٹھ گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ وہ مخصوص انداز میں ہارن بجانے کے لئے پچھلے سیٹ سے آگے جھکا تھا اور راجن ویسے ہی............ راجن اب اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

گیٹ خودکار انداز میں کھلتا گیا۔ راجن سر جھٹکتے ہوئے گاڑی چلاتا ہوا گیراج میں لے گیا۔ گاڑی کے رکتے ہی دونوں تیزی سے باہر نکلے تو راجن ٹھٹھک گیا۔ اس کے سامنے دلاور کھڑا تھا۔ دلاور نے ہاتھ بڑھا کر اپنا ہیٹ اوپر کیا تو یہ راجندر تھا۔ جس نے باتوں ہی باتوں دلاور سے لباس بدل لیا تھا۔

"تم نے تو ہوش ہی اُڑا دیئے تھے۔" راجن نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چپ۔ دلاور کو اُٹھا کے میرے پیچھے آؤ۔" راجندر نے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے ہوئے نقاب پوش بے ہوش دلاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

دونوں آگے، پیچھے چلتے ہوئے عمارت کے اندر گھس گئے۔

* * *

سیٹھ رفیق امجد اپنے خفیہ آفس میں بیٹھا اپنے سٹائل میں فائل پڑھ رہا تھا۔ سیاہ رنگ کے فون کے گھنٹی بجی۔ "یس۔۔" اس نے سخت آواز میں کہا۔

"باس۔ پولیس نے ہمارے سارے سٹورز کی چیکنگ کی ہے۔" دوسری طرف سے وسیم کی آواز سنائی دی۔

"اوہ......وہ کیوں؟"

"پتہ نہیں سر۔ انسپکٹر کبیر ہر جگہ چیکنگ کرنے والی ٹیموں کے ساتھ تھا اس کے ساتھ دو میڈیسن ایکسپرٹس بھی تھے۔ انھوں نے مارکیٹ میں اور سٹورز بھی چیک کیے ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ ہمیں شک میں نہ ڈالنے

کے لئے انھوں نے ایسا کیا ہے۔ اصل ٹارگٹ ہمارے سٹورز تھے۔" وسیم نے جواب دیا۔

"تو کیا انسپکٹر کبیر ہر سٹور میں خود ساتھ گیا تھا؟'سیٹھ نے پوچھا۔

"یس باس، یہی پوائنٹ چونکانے والا ہے، کوئی وجہ ہے تو وہ خاص طور پہ ہر جگہ ساتھ گیا ہے۔" وسیم نے کہا۔

"وہ ایماندار آفیسر ہے، اٹس اوکے۔ ہو سکتا ہے اسے کوئی شک ہو یا غلط انفارمیشن ملی ہو۔" سیٹھ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اس کے چہرے سے تو لگ رہا تھا کہ وہ مطمن ہو کر گیا ہے۔" وسیم نے کہا۔

"اس کا مطمن ہونا ہی ہمارے حق میں بہتر ہے ورنہ خواہ مخواہ کے بکھیڑے ہیں۔" سیٹھ نے کہا۔

"سر اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں۔" وسیم نے رک رک کے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ پوچھو، میں آج تک تمہیں کھل کے بات کرنے سے منع نہیں کیا۔" سیٹھ نے کہا۔

" سر آپ کا بہت نام ہے شہر میں۔ لوگ بہت عزت کرتے ہیں آپ کی اور یہ نیچر میڈیکو والا کام بھی اچھا کام ہے۔ سب کا اس میں فائدہ ہو رہا ہے نہ صرف دوائی سستی ہے بلکہ اس کا کوئی سائیڈ افیکٹ بھی نہیں۔ ایسا کام آپ خود سامنے آکر کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے اپنی جگہ مجھے آگے کر رکھا ہے۔ اگر یہی کام آپ خود سامنے آکر کرتے تو شہرت بھی ہوتی اور عزت بھی بڑھتی۔" وسیم نے تیزی سے بولتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو وسیم۔ تمہاری ساری باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہیں لیکن میری اپنی ذہنیت ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے مخالفین یا عام لوگ یہ سمجھنا شروع کر دیں کہ میں لوگوں کی صحت کے بدلے پیسے کمانے شروع کر دیئے ہیں یا یہ ڈھونگ رچا کر ووٹ خریدنا چاہتا ہوں اور سب سے بڑھ کر دواؤں کا کاروبار مجھے ویسے بھی نہیں پسند۔ یہ تو عوام کے فائدے کی آفر تھی تو میں نے قبول کر لی"۔ سیٹھ نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا۔

"شکریہ سر۔ آپ نے میری الجھن دور کر دی، آپ جیسے بے لوث خدمت گزار معاشرے میں کم ہی ملتے ہیں۔" وسیم کی خلوص بھری آواز سنائی دی۔

"مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ تم اپنی ذمہ داری پوری طرح سے نبھا رہے ہو۔ اس طرح سے تم لوگوں کی خدمت بھی کر رہے ہو اور شہرت بھی پا رہے ہو۔ پیسوں کا کیا ہے، پیسہ آتا جاتا رہتا ہے۔" سیٹھ نے پُر سکون انداز میں کہا۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کا دستِ شفقت میرے سر پہ ہے آپ ہمیشہ مجھے وفادار پائیں گے۔" وسیم کے لہجے سے لگ رہا تھا جیسے وہ سیٹھ کی بات سن کر بالکل موم ہو گیا۔

"گڈ۔ خیال رکھنا کہ ہمارے کام سے کسی کو شکایت نہ ہو۔" سیٹھ نے سمجھانے والے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا۔ فون بند کرتے ہی اُس نے سپیشل ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی سے اس پہ ہیڈ کوارٹر کی فریکوئنسی سیٹ کی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ نمبر تھری سپیکنگ" سیٹھ رفیق کے منہ سے بدلی ہوئی آواز نکلی۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو، سپیشل کوڈ بتاؤ"۔ دوسری طرف سے مشینی آواز سنائی دی۔ سیٹھ رفیق نے کوڈ بتایا۔

"کس سے بات کرنی ہے؟" مشینی آواز میں پوچھا گیا۔

"سیکشن فور، چیف سے بات کروائیں"۔ سیٹھ رفیق نے جواب دیا۔

"انتظار کرو۔" مشینی آواز نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس، سیکشن فور۔ چیف سپیکنگ" تھوڑی دیر بعد غصے سے بھری کرخت آواز سنائی دی۔

"باس۔ ہمارے سٹورز کو پولیس نے چیک کیا ہے۔ انسپکٹر کبیر نے..........." سیٹھ رفیق نے تفصیل بتانی چاہی۔

"مجھے پتہ ہے۔ تم اس بات کا پتہ لگاؤ کہ اسے شک کس بات سے پڑا ہے جبکہ ہم کام بھی بالکل ٹھیک کر رہے ہیں۔ کہیں پہ بھی کوئی جھول یا کمی

نہیں۔۔بس اپنے فائدے کے لئے ہی کام کر رہے ہیں، اور یہ کوئی جرم نہیں۔" باس نے بات ٹوکتے ہوئے ہدایت دی۔

"یس باس۔۔" سیٹھ کا لہجہ حیرانی سے بھرا ہوا تھا اسے یہ تھا کہ ہیڈ کوارٹر کو کیسے پتہ چلا۔

"میں تمہاری حیرانی کو سمجھتا ہوں ہیڈ کوارٹر کے اپنے ذرائع ہیں۔ ابھی تمھیں یہ خبر بھی نہیں ملی ہو گی کہ رُستم کے دستِ راست کالو کو اغوا کر لیا گیا ہے۔" باس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔" سیٹھ نے ہکلاتے ہوئے کہا اس کا چہرہ بے یقینی سے بھرا پڑا تھا۔

"ہوش میں رہ کر بات کیا کرو، کیا تم میری بات جھٹلا رہے ہو؟" باس نے غُراتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سوری باس۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ رُستم کلب سے رستم کے قریبی آدمی کا اغوا ہو جانا تو ناممکن ہے اس لئے منہ سے ایسے الفاظ نکل

گئے"۔ سیٹھ نے معذرت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"کلب سے نہیں، اسے اس کے فلیٹ سے اغوا کیا گیا ہے۔ آس پاس کسی کو خبر نہیں کہ وہ کہاں گیا ہے۔" باس نے کہا۔

"یہ تو بڑی عجیب واردات ہوئی باس۔ کسی کو خبر ہی نہیں ہوئی۔" سیٹھ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"عجیب بات ہے کہ اتنا حوصلہ کس میں آ گیا ہے کہ اتنا اونچا ہاتھ ڈالا ہے۔ ایک طرح سے یہ رستم پہ ہی حملہ ہے اب یہ معلوم نہیں کہ کوئی مخالف گینگ ہے یا کوئی اور چکر شروع ہو گیا ہے۔"

"باس۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی سرکاری ادارے اس کام میں ملوث ہو، ہمارے سٹور بھی تو پولیس نے چیک کئے ہیں۔" سیٹھ نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"نہیں، سرکاری ایجنسیوں میں ہمارے آدمی ہیں۔ اُدھر سے یہ کام نہیں ہوا لیکن یہ انسپکٹر کبیر نیا کردار سامنے آیا ہے جس کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا رہ گیا ہے کہ وہ کن میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔" باس نے

سوچ بھرے انداز میں کہا۔ "تم نے بس آنکھیں کھلی رکھنی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کام میں دخل نہیں دینا۔" باس نے تنبیہہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" سیٹھ نے کہا اور ساتھ ہی کال بند ہو گئی۔

* * *

ساحر کو کبیر اپنی کارکردگی بتا چکا تھا۔ سٹورز کی لِسٹ سے لے کر سٹورز کی نگرانی اور چیکنگ تک ہر قدم پہ وہ معلومات دیتا رہا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے ذرائع سے رُستم کی رہائش گاہ کا بھی پتہ چلا لیا تھا۔ ساحر، نئے میک میں، گرین ہاؤس میں بیٹھا اب کبیر کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کا پلان

تھا کہ وہ اور کبیر مل کر ایک بار رستم کی رہائش گاہ دیکھ آئیں۔ ساحر کی چھٹی حس یہ کہتی تھی کہ بظاہر یہ کیس جتنا عام لگتا تھا اتنا عام یہ ہے نہیں۔ سارے معاملات عجیب اور الجھا دینے والے ثابت ہو رہے تھے۔ کوئی ایسی کڑی تھی جس کی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ شروع میں تو یہ ایسے لگتا تھا کے ایک گینگ اور کلب کو ہی ختم کرنا پڑے گا لیکن جب سے روایتی انداز سے ہٹ کے پوچھ گچھ شروع کی تھی معاملات کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھ ہی نہ رہا تھا۔ کبیر نے سٹورز کی جتنی تعریف کی تھی وہ بھی اسے کھٹک رہی تھی۔ وہ منفی سوچنے کا عادی نہیں تھا لیکن اس حقیقت کا بھی اسے ادراک تھا کہ اس ملک میں شاذونادر ہی ایسا ہیرا پیدا ہوتا تھا جو اپنے فائدے سے زیادہ دوسروں کی فکر کرتا تھا اور ایسا ہیرا جلد ہی اپنے انجام کو پہنچ جاتا تھا، عام طور پہ کوئی بھی اپنے فائدے کے بِنا کام نہیں کرتا۔ سٹورز کا کرتا دھرتا جس شخص کو بتایا گیا تھا گو کہ وہ پڑھا لکھا اور امیر خاندان سے تھا مگر اس طرح کے معاہدے میں وہ فٹ نہیں بیٹھتا تھا۔ اس سے پہلے وہ کبھی صحت کے شعبے سے کبھی بھی وابستہ نہیں رہا تھا

پھر اچانک اتنے بڑے پراجیکٹ میں اُس کا اِس طرح سے سامنے آنا بھی ساحر کو ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"اگر یہ معاملہ مجھے ہضم نہیں ہو رہا تو مسئلہ تو میرے اپنے معدے کا ہے۔" ساحر نے بڑبڑایا۔ "تو اگر میرا معدہ خراب ہے پھر بہتر یہ ہے کہ میں خود دوائی کھاؤں۔" دوبارہ اسی انداز میں اس نے کہا لیکن یکدم وہ چونک پڑا۔

"گڈ۔ اتنی سی تو بات تھی، کتنی دیر سے دوڑ دوڑ کر ذہن بھی بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔ گڈ جاب ساحر......"

اس نے خود کو تھپکی دی اور تڑاخ کی آواز آئی اور اسنے اپنا جبڑا پکڑ لیا۔ اس نے تھپکی کندھے پہ دینے کی بجائے اپنے منہ پہ دے دی تھا۔ گیٹ پہ ہارن سُن کر اُس نے پاس پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور منہ سہلاتا ہوا باہر کی طرف چل دیا۔ دروازے لاک کر کے گاڑی تک پہنچا بیگ پچھلی سیٹ پہ رکھا اور خود فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا؟ گال کیوں سہلا رہے ہو؟؟ گال تو سرخ پڑ گیا ہے۔ کسی نے مارا ہے؟؟ کبیر نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

"نہیں۔ میں اپنے آپ کو شاباش والی تھپکی دی۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مذاق مت کرو۔ اور تھپکی ویسے بھی کندھے پہ دی جاتی ہے۔" کبیر نے یقین نہ کرنے والے لہجے میں کہا۔

"نہ مانو۔ یہ تھپکی ہی ہے۔ بس میں نے منہ پہ دے دی۔" ساحر نے رُو دینے والے انداز میں کہا اور کار کبیر کے فلک شگاف قہقہے سے گونج اُٹھی۔

"ہنس لو۔ جس دن تم نے کوئی عقلمندی کا مظاہرہ کیا تو تمہیں بھی دوں گا۔" ساحر نے کہا۔

"مجھے تو تم معاف ہی کرو، تم ہی رہو عقلمندِ اعظم بن کر۔" کبیر نے ہنستے

ہوئے کہا۔

"کار کی نمبر پلیٹ بدلی تم نے؟"ساحر نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور کار بھی وہ لے کر آیا ہوں جو دو ماہ بھی گیراج میں پڑی رہے تو مسئلہ نہیں۔"کبیر نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہمیں رُستم کی رہائش گاہ اندر سے دیکھنی ہے۔ وہ بھی تفصیل کے ساتھ"ساحر نے کہا۔

"اُس کے لوگ مجھے ضرور جانتے ہوں گے۔"کبیر نے کہا۔

"اِس مسئلے کا حل ہے میرے پاس۔ بیگ میں نقلی داڑھی مونچھیں ہیں، اس پہ نظر والا چشمہ لگا لو۔ ہم محکمہ تعمیرات کی طرف سے جائیں گے۔ تم سینئیر ہو گے اور میں اسسٹنٹ۔ ہم ان سے عمارت کا نقشہ چیک کریں گے اور عمارت کی چیکنگ کر کے او کے کی رپورٹ دیں گے۔ چیکنگ کی وجہ یہ بتانی ہے کہ زلزلے کے آثار ہیں تو ہمیں لوگوں کی حفاظت یقینی بنانی ہے۔ سرکاری افسر بن کر خود کہیں چوکڑی مار کے بیٹھ جانا اور مجھے

حکم جھاڑنا کہ ساری عمارت چیک کرو۔ اب گاڑی روکو تا کے تمہارے چہرے پہ میک اپ ہو سکے۔" ساحر نے کہا۔

"اوکے۔ لیکن انھوں نے اندر ہی نہ جانے دیا تو؟" کبیر نے گاڑی کو سائیڈ پہ کر کے روکتے ہوئے کہا۔

"تو سب میں ہی بتاؤں۔ کچھ تو خود بھی سوچو۔" ساحر نے کہا تو کبیر نے صرف سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

ساحر نے بیگ سے سامان نکال کر کبیر کا گٹ اپ بدلا ساتھ ہی اس نے محکمہ تعمیرات کے آفیسرز کے دو آئی ڈی کارڈز نکالے۔ بیگ محکمہ تعمیرات سے متعلق کاغذات سے بھرا ہوا تھا۔ اس بار ساحر نے ڈرائیونگ سیٹ خود سنبھالی اور گاڑی آگے بڑھائی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ رستم کی رہائش گاہ کے گیٹ پہ تھے۔ ساحر نے اتر کر بیل بجائی۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹی کھڑکی سے ایک گارڈ نما شکل نظر آئی۔ شکل سے وہ غنڈہ نہیں لگتا تھا۔ ساحر نے اس سے کچھ کہا تو وہ باہر نکل کر گاڑی کی طرف چل دیا۔

"یس۔" اس نے تیز لہجے میں کبیر سے پوچھا۔

"ہم محکمہ تعمیرات کی طرف سے آئے ہیں۔ بلڈنگ کی انسپکشن کے لئے۔" کبیر نے جواب دیا۔

"سوری۔ اندر جانے کی اجازت کسی کو نہیں چاہے کوئی وزیر ہی کیوں نہ ہو۔" گارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مالکان سے ایک بار پوچھ لو۔ ہمارے تجزیہ کے مطابق اسی ہفتے شدید زلزلہ آنے والا ہے۔ اس سائیڈ کی ساری عمارات کافی پرانی ہیں۔ ہمیں عمارت کی اندرونی حالت دیکھنی ہے بس۔ تاکہ اندازہ لگا سکیں کے عمارت ٹک پائے گی یا نہیں۔" کبیر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایک بار کہہ دیا کہ اندر نہیں جاسکتے تو نہیں جاسکتے۔" گارڈ نے روکھے انداز میں جواب دیا اور واپس مڑنے گا۔

"سوچ لو۔۔ کل کو اگر بلڈنگ گر گئی تو ہنگامہ ہو جائے گا ہم تو کہہ دیں گے کہ ہم وزٹ کرنے آئے تھے لیکن گارڈ نے اندر ہی نہیں آنے دیا۔"

کبیر نے اونچی آواز میں پیچھے سے کہا۔ ساحر چپ چاپ کھڑا سن رہا تھا اس نے بالکل دخل نہ دیا۔ پتہ نہیں اسے کبیر پہ اعتماد تھا یا وہ اس کا امتحان لے رہا تھا۔

گارڈ رُک گیا، اس کے چہرے پہ تذبذب کے اثرات تھے۔

"تم اندر سے پتہ کر لو۔ پھر ہمیں بتا دو۔ ہم انتظار کر لیتے ہیں۔" کبیر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم یہیں ٹھہرو۔" گارڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے گیٹ کھول دیا۔ ساحر کار اندر لے گیا۔ گارڈ انہیں سکیورٹی روم میں بٹھا کر ان کے آئی۔ ڈی کارڈز لے گیا، سکیورٹی روم مین گیٹ کے ساتھ ہی تھا۔ اس کے آگے پھر دیوار اور بڑا سا گیٹ تھا۔ تھوڑی دیر بعد گارڈ واپس آیا۔

"تم میں سے ایک اندر جا سکتا ہے۔ چلو پھر دیکھ لو عمارت۔ خیال رکھنا کہ کوئی گڑبڑ نہ ہو۔" گارڈ نے آتے ہی کہا۔

"میرا اسسٹنٹ جائے گا۔ دھیان سے چیک کر کے آنا۔" کبیر نے پہلے گارڈ سے اور پھر ساحر سے کہا۔ ساحر نے ہاں میں سر ہلایا۔

دوسرے گیٹ سے آگے جہاں ہی الگ تھا۔ مسلح گارڈز مختلف جگہوں پہ تعینات تھے۔ دیواروں کی اونچائی کافی زیادہ تھی۔ دیواروں کے اوپر لوہے کی مضبوط زگ زیگ تار لگی تھی۔ کیمرے بھی کافی تعداد میں تھے۔ چھت سے مختلف پوائنٹس پہ مشین گنوں کی نالیں جھانک رہی تھیں۔ برآمدے میں پہنچتے ہی گارڈ نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے دوبارہ چلنے کا اشارہ کیا۔ اب ساحر گارڈ کے ساتھ مختلف کمروں میں ماہرانہ انداز میں چیکنگ کرنے میں مصروف تھا۔ اس کے انداز سے لگتا تھا کے جیسے وہ صدیوں سے یہی کام کرتا آرہا ہو۔

"یہ تم نے مجھے برآمدے میں کیوں روکا تھا؟" ساحر نے لہجے میں حیرانی سموتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری چیکنگ ہو رہی تھی۔" گارڈ نے کہا۔

"مگر میری تلاشی تو نہیں لی کسی نے۔" ساحر نے اور زیادہ حیران ہونے کی اداکاری کی۔

"کسی نے کیوں تلاشی لینی تھی۔ کمپیوٹر نے چیکنگ کی تھی۔" گارڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟۔ کمپیوٹر کیسے تلاشی لیتا ہے؟" ساحر نے پوچھا۔

"یہاں سارا سسٹم کمپیوٹر رائزڈ ہے، چیکنگ بھی ہوتی ہے اور نگرانی بھی۔" گارڈ نے جیسے اس کی کم علمی پہ ترس کھایا۔

"حیرت ہے۔ مجھے پہلی بار پتہ چلا کہ دفتر کے علاوہ بھی کمپیوٹر کسی کام آتا ہے۔ یہ کوٹھی کسی وزیر کی ہے؟" ساحر نے اشتیاق بھرے انداز میں پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن تم اپنے کام سے کام رکھو۔" گارڈ نے یکدم سخت لہجے میں کہا۔

"سوری تمہیں اگر بُرا لگا ہو تو۔ اصل میں، اتنی شاندار رہائش گاہ میں

نے پہلی بار دیکھی ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ کسی وزیر کی ہی ہو سکتی ہے۔ اتنی اہمیت یا طاقت ان کی ہی ہوتی ہے اس لئے پوچھ بیٹھا۔"ساحر نے معصوم انداز میں کہا۔

"یہ وزیر سے بھی طاقت ور انسان کا گھر ہے اسی وجہ سے تمہیں یہ سب دیکھنے کو مل رہا ہے۔ "گارڈ نے ایسے انداز سے کہا جیسے وہ خود ہی اس کوٹھی کا مالک ہو۔

"بہت شاندار ہے یہ گھر۔ تم لوگ تو عیش میں زندگی گزار رہے ہو دوست۔"ساحر نے حسرت بھری آواز میں کہا۔ گراؤنڈ فلور کے بعد وہ فرسٹ اور پھر ٹاپ فلور چیک کرتے ہوئے چھت پہ پہنچ چکے تھے۔

"ہاں۔ یہ تو ہے لیکن جب بھی باس آتا ہے تو ساری کسر نکل جاتی ہے۔" گارڈ نے کہا۔

"کیا مطلب مالک نہیں رہتا یہاں؟؟"ساحر نے چونک کر پوچھا۔

"چھوڑو تم۔ کام ختم کرو جلدی۔"گارڈ نے جلدی سے کہا۔

"کام تو ختم ہو گیا۔ اگر کوئی ایسا کمپیوٹر ہے جو پرنٹر سے جڑا ہو تو میں ابھی سرٹیفکیٹ بنا کر دے سکتا ہوں تا کہ اگر کوئی دوبارہ چیک کرنے آئے تو تم یہ دکھا سکو یا پھر کل دفتر آ کر لے لینا۔" ساحر نے کہا۔

"دفتر آنے کا وقت یہاں کسی کے پاس نہیں۔ میں تمہیں کمپیوٹر روم لے چلتا ہوں۔ لیکن جلدی بنانا ہو گا۔" گارڈ نے کہا اور تیزی سے ساحر کو لے کر کمپیوٹر روم پہنچا۔

ساحر نے فلیش ڈرائیو لگائی۔ اس میں سے ایک فائل کاپی کر کے کمپیوٹر میں رکھی اور جلدی سے سرٹیفکیٹ ٹائپ کر کے پرنٹ نکالا۔

"اب اس پر سر کے سائن کروانے ہیں بس۔ اوہ ہاں۔۔ یہاں تہ خانہ بھی ہے کوئی؟" ساحر نے ایسے چونک کر پوچھا جیسے پہلے اسے یاد نہ رہا ہو۔

"ہا.........نہیں۔ تہ خانہ نہیں ہے۔" گارڈ گڑبڑا گیا۔

"او۔کے۔ اگر ہوتا اور رپورٹ درج نہ ہوتا تو ہم مارے جاتے۔ چلو میرا کام تو ہو گیا۔" ساحر نے فلیش ڈرائیو اتارتے ہوئے مطمئن لہجے میں

جواب دیا۔ دونوں واپس سکیورٹی روم پہنچے۔ کبیر نے سرٹیفکیٹ سائن کیے اور وہ اجازت لیکر نکل پڑے۔

"کیسا رہا؟" کبیر نے پُر اشتیاق انداز میں پوچھا۔

"معروضی آسان تھی۔ بڑے سوال بہت مشکل تھے۔ نگران کو سوٹ لے کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ امید ہے پاس ہو جاؤں گا۔" ساحر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اس کی کافی دیر سے رکی ہوئی زبان چل پڑی۔

"میں نے کوٹھی کا پوچھا۔" کبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوٹھی ٹھیک ہے۔ اور ادھر ہی رہے گی۔ بے چاری۔ دھوپ چھاؤں میں اکیلی کھڑی رہتی ہے۔ میں بہت کوشش کی کہ دھکا لگا کر چھاؤں میں کر دوں لیکن غریب آدمی کیا کر سکتا ہے۔" ساحر پھر شروع ہو گیا۔ کبیر منہ پھلا کر بیٹھ گیا۔ جیسے بات نہ کرنے کی قسم اٹھالی ہو۔

"داڑھی میں ویسے کمال لگ رہے ہو۔" ساحر نے چھیڑنے والے انداز میں کہا لیکن کبیر چپ ہی رہا۔

"اچھا یار سنو۔ رستم رہائش گاہ پہ نہیں۔ انسانی سکیورٹی کے علاوہ کمپیوٹر ائزڈ سکیورٹی بھی ہے ہو سکتا ہے کوئی بے ہوش کرنے والا سسٹم بھی ہو۔ ان کے کمپیوٹر میں جبران کی دی گئی فائل ڈال دی ہے۔ اب وہ اسے ہیک کر لے گا۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کر سکتے ہیں۔" ساحر نے اس بار سنجیدگی سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"جبران کدھر ہے؟ کافی دن ہو گئے دیکھے اور پوچھنے کا خیال بھی نہیں آیا مجھے۔" کبیر نے چونک کر پوچھا۔

"اسے میں نے ساحلِ سمندر پہ ایک کام سونپا ہوا ہے وہ ادھر مصروف ہے۔" ساحر نے جواب دیا۔

"کس ڈیوٹی پہ؟" کبیر نے پوچھا۔

"بڑے سٹورز میں جو سٹاک باہر سے آتا ہے وہ بحری جہازوں کی مدد سے آتا ہے اسے نگرانی پہ چھوڑا ہے وہاں۔ اور ساتھ کوئی ایسا ذریعہ

ڈھونڈنے کا کہا ہے جس سے ہم یہ جان سکیں کے ادویات والے معاملات میں واقعی کوئی گڑبڑ ہے یا نہیں۔" ساحر نے کہا۔

"وہ تو میں نے سٹورز چیک کر لئے تھے۔ پھر؟" کبیر نے کہا۔

"تمہاری کارکردگی ٹھیک تھی۔ لیکن میں ان معاملات سے مطمن نہیں جو ہمیں دکھائے جا رہے ہیں۔ تمہارے لئے ایک اور کام ہے ایسے لوگوں کو ڈھونڈو جو نئی لانچ کی گئی دوا پچھلے ہفتے سے کھا رہے ہوں۔ ان کی ایک دو دن کی خوراک بند کر کے رزلٹس دیکھو۔ ہر طبقے سے لوگ اس ٹیسٹ میں شامل کرنا اور پہلے میری ایسے کچھ لوگوں سے ملاقات ضرور کرانا لیکن یہ کام جلد کرو تا کہ وقت ضائع نہ ہو۔" ساحر نے کہا۔

کبیر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ وہ جانتا تھا کہ ساحر جو کرے گا وہ ٹھیک ہی ہو گا۔ کار گرین ہاؤس کی طرف رواں دواں تھی۔

★

دلاور کو جیسے ہی ہوش آیا اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے اُٹھ نہ پایا۔ اس کے سر اور جبڑے میں شدید درد تھا۔ اس کے سامنے کرسیوں پر راجندر اور اس کا ساتھی بیٹھے تھے۔

"تم نے بہت بڑی غلطی کر دی۔ میرے آدمی تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے اور پھر تمہارا وہ حشر ہو گا کے تمہاری روحیں بھی کانپ اٹھیں گی۔" دلاور نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ ہمیں نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔" راجندر نے مسکرا کر جواب دیا۔

"کیوں۔ تم ملک سے باہر آ گئے ہو یا آسمان پہ پہنچ گئے۔" دلاور نے طنزیہ انداز میں کہا.

"میرا ساتھی راجن بھی کچھ پوائنٹس پہ ابہام کا شکار ہے۔ تمہارا جواب یہ ابہام دور کر سکتا ہے۔ تم نے شاید ابھی تک ارد گرد ماحول پہ اور اپنے اور میرے کپڑوں پر غور نہیں کیا۔ "راجندر کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو میرے ہی گھر کا تہ خانہ ہے۔ کپڑے بھی میرے ہیں۔ کیا مطلب۔ تم مجھے اغوا کر کے میرے ہی گھر میں لے آئے؟" دلاور نے حیرت سے پوچھا جیسے اُسے راجندر کے اِس قدم کی سمجھ نہ آئی ہو۔

یہ سن کر سیٹی نکل گئی راجن کے مُنہ سے، وہ تعریفی نظروں سے راجندر کو دیکھ رہا تھا۔ اب اسے سمجھ آئی کہ پیچھا کرنے والی گاڑی کیوں واپس گئی۔ راجندر نے دلاور کا لباس اور ہیٹ پہنا اور وہ اس گھر میں گھسے۔ گھر کے مکینوں کو دلاور ہونے کا جھانسا دے کر انھوں نے بے ہوش کیا لیکن ایسا کرتے ہوئے بھی وہ الجھا ہوا تھا کہ یہ سب کس لئے اور راجندر کو تہ خانے تک خود بخود پہنچتے دیکھ کر بھی، کہ یہ کونسی جگہ ہے جس کو راجندر

اچھی طرح جانتا ہے لیکن اب سارے پوائنٹ کلیئر ہو گئے تھے کہ دلاور کو اٹھانے سے پہلے راجندر نے کافی ہوم ورک کیا تھا۔

"یس۔ تمہارے لوگ تمہیں ہر جگہ ڈھونڈیں گے لیکن ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ تم اپنے ہی تہ خانے میں بند ہو۔" راجندر نے چٹخارے لینے والے انداز میں جواب دیا۔

"تت۔۔ تم کیا چاہتے ہو؟" دلاور نے پہلی بار خوفزدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ اب وہ رُستم کلب کا سیکنڈ باس تو کیا عام غنڈہ بھی نہ لگ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راجندر نے واقعی ذہانت سے سب کو ڈاج دینے کا انتظام کیا ہے۔

"ہم رستم چاہتے ہیں۔" راجندر نے فوراً سنجیدگی سے کہا۔

"باس تو انڈر گراؤنڈ ہے اور مجھے تو کیا کسی کو بھی نہیں پتا کہ وہ کس جگہ ہے۔" دلاور نے تیزی سے کہا۔

"تو پھر تم ہمارے کسی کام کے نہیں ہم خود ہی اسے ڈھونڈ لیں گے۔ راجن گولی مار دو اسے۔" راجندر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"رکو پلیز۔ پہلے یہ بتاؤ کے تم کیوں باس کو ڈھونڈ رہے ہو۔ ہو سکتا ہے میں ہی تمہارا وہ کام کر دوں۔" دلاور نے جلدی سے کہا۔

"تمہارا اس سے کوئی مطلب نہیں۔ اتنا سمجھ لو کے ہم نے بدلہ لینا ہے اس سے۔ اب یا تو تم اس کے بارے میں بتاؤ یا مرو۔" راجندر کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"سوری۔ میں نہیں جانتا۔" دلاور نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔

"گولی مار دو۔" راجندر نے کہا۔

ٹھائیں کی آواز کے ساتھ دلاور کی چیخ بلند ہوئی اور اس کے بائیں پاؤں سے خون بہنے لگا۔

"واہ کیا نشانہ ہے۔ سر میں مارو گولی اور یہ ڈرامہ ختم کرو۔" راجندر نے راجن کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"سوری۔" کہہ کر اس نے دوبارہ گولی چلی۔ دلاور چیخا ضرور مگر گولی اس بار اس کے دائیں بازو میں لگی دلاور کے مُنہ سے گالیوں کا طوفان اُمڈ پڑا۔

راجن نے پرواہ کئے بغیر اگلی گولی دائیں ران میں ماری۔ دلاور تکلیف سے سر اِدھر اُدھر مارنے لگا۔ راجن نے دوبارہ ریوالور سیدھا کیا۔

"رُک جاؤ سؤر کے بچوں بتاتا ہوں۔" دلاور نے چیختے ہوئے کہا۔

"واہ کیا باعزت طریقہ ہے روکنے کا۔ کہاں ہے رستم؟؟" راجندر نے پوچھا۔

"پانی پلاؤ مجھے پہلے۔" دلاور نے تکلیف زدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے پانی لے آؤ اور بینڈج بھی کرو۔" راجندر نے راجن سے کہا۔

"کھانا بھی نہ کھلا دوں۔" راجن نے جل کر کہا۔

"ہاں تو مسٹر دلاور۔۔ بتاؤ کہاں ہے رستم؟"

"پہلے مجھے پانی پلاؤ۔" اس نے جواب دیا۔

"پانی بھی مل جاتا ہے۔ تم بتاؤ۔" راجندر نے سخت انداز میں کہا۔

"باس اپنے سیف ہاؤس میں ہے۔" دلاور نے کمزور لہجے میں کہا۔ اتنے دیر میں راجن پانی لا چکا تھا اسے شاید دور سے پانی لانا پڑا تھا۔ اس نے آتے ہی راجندر کو دھیمی آواز میں بتایا کہ اوپر فون پہ بار بار کال آ رہی ہے۔

"کہاں ہے یہ سیف ہاؤس۔ جلدی بتاؤ؟ راجندر راجن کی بات سُن کر تیزی سے بولا۔

شائن کالونی۔ کوٹھی نمبر دس۔ پانی۔۔" دلاور نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو وہ ڈاج دے رہا ہے۔ اپنے گھر کے ساتھ والی کوٹھی میں چھپا بیٹھا ہے۔" راجندر نے کہا۔ راجن نے آگے بڑھ کر پانی کی بوتل اس کے منہ سے لگائی۔ دلاور غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ ایک سانس میں ہی آدھی بوتل پی گیا۔

"کافی ہے۔ اب بینڈج بھی کرواسکی جلدی۔" راجندر نے راجن سے

کہا۔

"وہاں کتنے لوگ ہیں؟" راجندر نے دوبارہ پوچھا۔ راجن نے اس کی بینڈیج شروع کر دی تھی۔

"آٹھ سے دس لوگ ہیں۔" دلاور نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں بتایا۔

"حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔" راجندر نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ اسے پتہ تھا کہ دلاور کا کافی خون بہہ چکا ہے اور اسکا ٹکٹ کسی وقت بھی کٹ سکتا ہے اور دلاور کی کمزور ہوتی ہوئی قوتِ ارادی کو دیکھ کر اس نے یہ انداز اپنایا تاکہ جلد سے جلد مطلوبہ معلومات حاصل کر کے وہ نکل سکیں۔ جب سے راجن نے اسے فون کے بارے میں بتایا تھا وہ اور زیادہ ایکٹو ہو گیا تھا۔

دلاور کے مطابق رستم کا گھر ایک قلعے جیسا تھا۔ اس میں سکیورٹی کے لیے دس لوگ اور دو بڑے بڑے کتے تھے۔ جو گیٹ سے لیکر عقبی دیوار تک گشت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہر جگہ کیمرے لگے ہوئے

تھے۔ جن کو ہر وقت مانیٹر کیا جاتا تھا۔ دیواروں کی بلندی عام دیوارں سے تین گُنا تھی۔ اور ان کے اوپر لوہے کی باڑ تھی۔ جس میں ہر وقت کرنٹ دوڑتا تھا۔ چھت کے اُوپر سرچ لائٹس تھیں جو بے ترتیبی انداز میں جلتی بجھتی تھی۔ سارا سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہے بنا اجازت کوئی بھی اندر نہ جاسکتا تھا۔

"کیا تم وہاں جاسکتے ہو؟" راجندر نے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف تب جاسکتا ہوں جب باس خود بلائے۔" دلاور نے رک رک کر کہا۔

"ایک کلب کے غنڈے کے حفاظتی انتظامات ایسے نہیں ہوسکتے۔ رستم کون ہے اصل میں؟"۔ راجندر نے پوچھا لیکن دلاور نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی گردن ڈھلک چکی تھی اور حالت بہت خراب ہوچکی تھی۔

"اسے گولی مار دو۔ پھر گیراج سے گاڑی نکال کر میرا انتظار کرتا کہ جلدی نکلیں یہاں سے۔ کسی بھی وقت اس کے لوگ آسکتے ہیں۔" راجندر نے

کہا اور بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا تہ خانے سے وہ بڑی احتیاط سے نکلا۔ جن کو بے ہوش کر کے باندھ کر وہ ایک کمرے میں بند کر گئے گئے تھے۔ وہ ابھی کمرے میں ہی بند تھے اُس نے کمرہ کھول کے چیک کرنے کی کوشش بھی نہ کی۔ وہ دوڑتا ہوا سیدھا چھت پہ گیا۔ اور آس پاس ماحول کا معائنہ کیا۔ پھر جلدی سے نیچے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھا۔ راجن پہلے ہی گاڑی گیراج سے نکال چکا تھا اس نے جلدی سے گیٹ کھولا۔ راجن نے گاڑی باہر نکالی۔ راجندر نے اندر سے ہی دوبارہ گیٹ بند کیا اور دیوار پھلانگ کے باہر آگیا۔ اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی راجن نے گاڑی آگے بڑھائی۔

"لائٹس آف کر دو۔" راجندر نے کہا۔

"اس گاڑی میں آنا ضروری تھا؟ اس میں تو ہم پکڑے بھی جا سکتے ہیں۔" راجن نے پریشانی سے کہا۔

"اس گاڑی میں ہم بس لنک روڈ تک جائیں گے۔ وہاں پٹرول پمپ پہ دوسری گاڑی موجود ہے ہمارے لئے۔ گاڑی گیراج میں نہ ہونے کی وجہ

سے انھیں لگے گا کہ اغوا کرنے والے دلاور کو اسی کی گاڑی میں کہیں لے گئے۔ ایک تو اس سے ان کا دھیان تہ خانے کی طرف نہیں جائیگا اور اگر گیا بھی تو لیٹ جائے گا اس سے وہ بروقت یہ نہیں جا سکیں گے کہ دلاور مر چکا ہے اور وہ پورے شہر میں اس گاڑی اور دلاور کی تلاش شروع کر دیں گے۔ میں انھیں الجھائے رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ان کا دھیان بٹا رہے۔ اس سے رستم تک پہنچنے میں مشکلات کم ہوں گی۔ " راجندر نے اطمینان سے جواب دیا۔

راجن نے اسے تحسین بھری نظروں سے دیکھا۔ "لیکن آتے جاتے گاڑی نظر آ جائیگی ان کو سڑک پہ۔" اس نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ لیکن اس کے سوا اب کوئی چارہ بھی نہیں۔ " راجندر نے پریشانی سے کہا۔ یہ سُن کر راجن بھی پریشان ہو گیا اور گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔ لِنک روڈ سے تھوڑا پہلے ہی ایک کارنر پہ راجندر نے گاڑی رکوا دی۔

"بس یہاں پہ گاڑی روک دو۔ میں سامنے دکان کا شٹر اٹھاتا ہوں اور تم

گاڑی اندر لے جانا۔ "راجندر نے سادہ لہجے میں کہا اور گاڑی سے اُتر گیا۔

دکان کا شٹر کھلنے کے ساتھ ہی راجن کا منہ حیرت سے کھل گیا اور وہ گاڑی کو اندر لے گیا پھر تیزی سے باہر نکلا۔ راجندر نے شٹر بند کیا شٹر کے کھلنے اور بند ہونے سے شور تو ہوا لیکن لنک روڈ پہ ٹریفک کے شور کی وجہ سے اتنا محسوس نہ ہوا اور وہ پیدل لنک روڈ کی طرف چل دیئے۔

"دیکھا پھر میرا پلان۔۔ "راجن نے فوری اپنا راگ شروع کیا۔

"دیکھ تو نہیں پایا کیونکہ اندھیرا تھا لیکن مجھے امید ہے کہ وہ شٹر کی طرح کھلا ہوا تھا۔ "راجندر نے مسکرا کر اس کے حیرت سے کھلنے والے منہ سے موازنہ کرتے ہوئے کہا۔

"جلتے ہی رہنا ساری عمر۔ "راجن نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"دھواں تو میرے ساتھ والی چمنی سے نکلتا محسوس ہو رہا ہے۔ "راجندر نے شرارتی انداز میں کہا۔

"اب پیدل مارچ ہی کرتے رہنا ہے؟ مجھے تو واش روم بھی جانا ہے۔"

راجن نے تھکے ہونے کا ڈرامہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"آگے پٹرول پمپ پہ گاڑی ہے ہمارے لئے۔ اور تمہارے لئے واش روم بھی ڈونٹ وری۔" راجندر نے پچکارتے ہوئے کہا۔

"کھینچو مت۔۔ آگے کیا کرنا ہے؟" راجن نے بات بدلتے ہوئے کہا۔ اتنی دیر میں وہ پٹرول پمپ تک پہنچ چکے تھے۔

"تمہارا پلان ہے تم ہی بتاؤ۔" راجندر نے اسی انداز میں کہا۔

"لیکن پلان بتانے کی ڈیوٹی میں نے تمہاری لگائی ہے۔" راجن نے جواب دیا۔ دونوں کا انداز بالکل بھائیوں جیسا تھا۔

"جائیں گے تو ہم رستم کے ٹھکانے پہ اور وہ بھی آج رات ہی۔ اُسے اور ڈھیل نہیں دی جا سکتی پہلے ہی ہمارا بہت نقصان کر چکا ہے اور مجھے تو رستم بہت گہرا کردار لگتا ہے اگر ہم دیر کریں گے تو ہو سکتا ہے رستم ہاتھ ہی نہ آئے، لہٰذا اس سے پہلے کہ انہیں دلاور کے بارے میں بھنک لگے، ہم رستم پہ ہاتھ ڈال دیں گے، اس کی بے خبری کا فائدہ اٹھانا ہی مفید ہے۔"

راجندر نے دیا۔

"یہ ہوئی نہ بات مَردوں والی۔ میں واش روم ہو کر آیا۔" راجن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں یہ کام بہت تیز رفتاری سے کرنا ہے۔ رستم کی جس طرح کی سکیورٹی کا نظام ہے اور جس طرح سے ڈاج دینے کا سسٹم بنا رکھا ہے، میرے خیال ہے یا تو وہ خود کوئی بہت بڑا مجرم ہے جو رستم جیسے عام روپ میں چھپا ہوا ہے یا پھر کسی بین الاقوامی تنظیم کا کارکن ہے جو اپنے فائدے کے لئے اس کا یہ پروٹوکول دیتی ہے۔ یہ سب انتظامات کسی عام غنڈے کے بس میں نہیں۔" راجندر نے سنجیدگی سے کہا تو راجن اثبات میں سر ہلاتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو راجندر ایک کار کے پاس کھڑا تھا۔ راجن نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی گاڑی ایک خاص سمت میں موڑی۔

"اِدھر کیوں؟۔" راجن نے چونک کر پوچھا۔

"رستم کی رہائش گاہ پہ دھاوا بولا جائے گا، اس کا انتظام کرنے کے لئے۔"

راجندر نے لاپرواہی سے کہا تو راجن نے معنی خیز انداز میں گردن ہلائی۔

★

رات کے اندھیرے نے شہر کو اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔ رہائش گاہ کی دیوار کے ساتھ دو سایے چپکے ہوئے انداز میں دیوار کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ دونوں دراز قد اور جسمانی طور پہ بہت مضبوط نظر آرہے تھے۔ انھوں نے سیاہ لباس اور سیاہ رنگ کے نقاب پہن رکھے تھے۔ پیچھے والے نقاب پوش کی پشت پہ بیگ نظر آرہا تھا۔ ان کی حتی الوسع کوشش تھی کہ گیٹ اور لان میں موجود سکیورٹی کی نظروں سے بچ جائیں۔ سکیورٹی اتنی ٹائٹ بھی نہیں تھی جتنی انھوں نے امید کی تھی۔ عمارت کے پاس پہنچ کر وہ پائپ کے ذریعے اوپر چڑھنے لگے۔ اگلا نقاب پوش بہت تیزی سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ جبکہ پچھلا قدرے آرام

سے۔ چھت پہ پہنچ کر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں سے سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو دروازہ لاکڈ تھا۔ لیکن خوش قسمتی یہ تھی کہ دروازہ لوہے کا نہ تھا جس کی اندر سے کنڈی لگتی تھی۔ دروازے میں ہینڈل والا لاک تھا جسے اس نے بآسانی کھول لیا اور احتیاط سے نیچے اترنے لگے۔ نیچے بالکل خاموشی تھی۔ چیکنگ کرتے کرتے وہ فرسٹ فلور پہ اپنے مطلوبہ کمرے تک پہنچ گئے۔

ایک نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا لیکن یہ دروازہ بھی لاک تھا۔ ایک بار پھر لاک کھولنے کی مشق کر کے دروازہ کھول کے وہ چپکے سے اندر داخل ہوئے۔ کمرے آفس کی طرز کا تھا۔ لیکن خالی تھا۔ دونوں نے ایکدوسرے کی طرف دیکھا جیسے کمرہ خالی ہونے کی امید نہ ہو۔ چند لمحے کھڑے رہنے کے بعد انھوں ایک دوسرے کو اشاروں میں سمجھایا جس کے نتیجے میں وہ دونوں فرش اور دیواریں چیک کرنے لگ گئے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے انھیں تہ خانے یا کسی خفیہ سیف طرز کی کسی چیز کی تلاش

ہو۔ تفصیلی چیکنگ کے بعد بھی انھیں کچھ نہ ملا۔ پھر انہوں نے کلیو کی خاطر وہاں موجود ہر شے کی تلاشی لی لیکن کچھ بھی نہ ملا۔ پہلے نقاب پوش نے پورے کمرے میں ایک بار پھر نظر دوڑائی۔ اس کی نظر دیوار پہ لگی ایک تصویر پر چپک گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر اس تصویر کو ہلا کر دیکھا اور پھر ایک سائیڈ پر کر کے دیکھا۔ لیکن اسے کچھ نظر نہ آیا۔ اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھوں میں زہریلی چمک ابھری۔ اس کے ہاتھ تلے چھوٹا سا کیل اُبھرا ہوا تھا۔ اس نے کیل کو دبایا۔ ہلکی سی آواز ابھری لیکن ہوا کچھ بھی نہ۔ اس نے پھر کیل دبایا۔ نتیجہ پھر وہی ڈھاک کے تین پات۔ اس نے جھلا کر تصویر کو آرام سے واپس اسکی جگہ پہ کر دیا۔ چند لمحے وہ اس تصویر کو گھورتا رہا جیسے کھل جا سم سم کہہ رہا ہو۔ اگلے ہی لمحے دیوار ہٹنا شروع ہو گئی۔ دونوں نے چمکتی آنکھوں سے ایکدوسرے کو دیکھا۔

دیوار ہٹنے سے جو راستہ بنا وہ اس راستے سڑھیوں کی مدد سے چپکے سے نیچے اترتے گئے۔ نیچے بھی آفس طرز کا کمرہ تھا اور وہ بھی خالی۔ کمرے

کے ساتھ موجود واش روم کا دروازہ بند تھا۔ انھوں نے تلاشی

لینا شروع کی۔ اچانک انھیں واش روم میں نل کھلنے کی آواز سنائی دی۔ پہلے آنے والا واش روم کے دروازے کی ایک سائیڈ پہ چپک کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ دوسرا میز کے پیچھے چھپ گیا۔ جیسے ہی واش روم کا دروازہ کھلا، نقاب پوش نے جھپٹا مار کر باہر نکلنے والے کی گردن اپنے بازو کے حصار میں لے لی۔ اس آدمی نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ نقاب پوش کے پیٹ میں زور دار کوہنی بھی رسید کی لیکن نقاب پوش جیسے لوہے کا بنا **ہوا** تھا۔ وہ ہلا بھی نہ اور نہ ہی اس کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ تھوڑی تگ و دو کے بعد وہ شخص ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ میز کے پیچھے چھپنے والا تیزی سے نکلا۔

"اسے باندھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دو کبیر۔" پہلے نقاب پوش کی باوقار آواز سُنائی دی۔

"یس سر۔" دوسرے نقاب پوش جو کہ کبیر تھا، نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔ اور آگے بڑھ کر اس شخص کو جو کہ سیٹھ رفیق امجد تھا، باندھنا

شروع کر دیا۔ پہلا نقاب پوش پھر سے تلاشی لینے میں لگ گیا۔ میز کی دراز سے سپیشل ٹرانسمیٹر اور الماری سے مختلف قسموں کی فائلیں نکلیں جو نقاب پوش نے کبیر کے بیگ میں ڈال دیں۔ اور خود آگے بڑھ کر بے ہوش سیٹھ رفیق کو اُٹھا کر کندھے پہ ڈال لیا۔ کبیر نے آگے بڑھ کر سیٹھ کو لینے کی کوشش کی تو نقاب پوش نے اشارے سے منع کر دیا۔ دونوں جس راستے سے آئے تھے اسی خاموشی سے واپس کوٹھی کی بیرونی دیوار تک پہنچ گئے۔ سیٹھ فیق کو اُٹھائے ہونے کے باوجود نقاب پوش کبیر سے تیز تھا اور اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اسے سیٹھ کی وزن کی پرواہ نہیں۔ کبیر ہٹا کٹا نوجوان تھا لیکن وہ دل ہی دل میں اس نقاب پوش کو داد دے رہا تھا جو اس کی توقع سے زیادہ تیزی سے ہر معاملہ نپٹا رہا تھا۔ دیوار کے پاس اس نقاب پوش نے سیٹھ کو نیچے رکھا اور کبیر کو اشارہ کیا۔ کبیر رکوع کے انداز میں جھکا تو نقاب پوش نے جمپ لے کر ایک پاؤں اس کی پشت پہ رکھا اور اسی وقت دوسرا جمپ مارا۔ اگلے ہی لمحے وہ دیوار پہ تھا پھر کبیر نے اپنا بیگ اس کی طرف پھنکا۔ نقاب پوش نے اس میں سے

رسی کی بنی ہوئی سیڑھی نکال کے ایڈجسٹ کرنا شروع کی۔

کبیر دیوار کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ وہ نقاب پوش کی طرح کبھی بھی جمپ لگا کر کنارے تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ ایک پاؤں پہ ایسے جمپ مارنا آسان نہ تھا۔ سیڑھی لگتے ہی کبیر نے سیٹھ رفیق کو اٹھایا اور سیڑھی پہ چڑھنا شروع کر دیا۔ اب جبکہ اس نے خود وزن اٹھا رکھا تھا تو اسے نقاب پوش کی طاقت کا اندازہ ہو رہا تھا۔ جب تک کبیر دیوار تک پہنچا تب تک نقاب پوش دوسری طرف کود چکا تھا۔ اس نے اشارہ کیا تو کبیر نے سیٹھ کو دونوں ہاتھوں میں بچوں کی طرح اٹھایا۔ اچھی طرح ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے سیٹھ کو چھوڑ دیا۔ نقاب پوش نے قدم آگے بڑھا کر اسے بڑی مہارت سے کیچ کر لیا اور اسے لیکر گلی کی طرف مڑا جس میں انھوں نے گاڑی پارک کی تھی۔ کبیر نے وہ سیڑھی لپیٹ کر بیگ میں رکھی اور نیچے چھلانگ لگا دی۔ پھر وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ نقاب پوش نے سیٹھ کو سیٹوں کے درمیان پھنسایا اور خود بھی پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ کبیر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

"روشن پیلس"۔۔۔ نقاب پوش کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔" کبیر نے کہا۔ اور گاڑی آگے بڑھادی۔

ساحر کے بعد یہ دوسرا شخص تھا جس سے کبیر مرعوب ہوا تھا۔

* * *

راجندر اور راجن کار میں بیٹھے تیزی سے رستم کے سیف ہاؤس کی طرف بڑھے جا رہے تھا۔ گاڑی کی ڈگی میں خوفناک اسلحہ بھرا ہوا تھا جیسے وہ جنگ پہ جا رہے ہوں۔ راجن کے چہرے پہ کھچاؤ سا تھا جبکہ راجندر بالکل فریش تھا۔ "یہ گاڑی پہلی کی نسبت اچھی ہے۔ کہاں سے انتظام کرتے ہو نئی گاڑی کا اتنی جلدی؟" راجن نے پوچھا۔

"جہاں پہ پسند آ جائے۔" راجندر سادہ سا جواب دیا۔

"کیا مطلب؟ چوری؟" راجن نے حیرت سے پوچھا۔

"تو اور کیا۔ اب اگر میں تمہیں بتاتا کہ دلاور کی کار چھپانے کے بعد ہمارے پاس کوئی سواری نہیں تو کیا یہ ٹھیک ہوتا؟" راجندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پٹرول پمپ والی گاڑی ہماری نہیں تھی؟ تم نے خود کہا تھا کہ وہاں ہماری ایک گاڑی موجود ہے۔" راجن کی آنکھیں حیرت سے اور بڑی ہو گئی تھیں۔

"بالکل بھی نہیں۔ میں نے کہا تھا پمپ پہ گاڑی ہمارا انتظار کر رہی ہے۔ مجھے امید تھی کہ کوئی نہ کوئی گاڑی مل جائیگی۔ واش روم جا کر تم نے میرے لئے کام آسان کر دیا۔ تمہارے آنے تک میں نے گاڑی کا انتظام کر دیا۔" راجندر نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

" لیکن اس بار تو میں واش روم بھی نہیں گیا۔ پھر کب چوری کی؟" راجن نے کہا۔

"تم نہیں گئے مگر اس بار میں جو گیا تھا۔" راجندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تمہیں شیطان کہنا بھی غلط ہو گا کیونکہ وہ بھی تمہارے سامنے شرمندگی محسوس کرتا ہو گا۔ اب حملہ کس طرح سے کرنا ہے؟۔"

"ڈگی میں بہت سی گولیاں پڑی ہیں، تم منہ میں گولیاں ڈال ڈال کر چلاتے جانا...... یا گالیاں ہی کافی ہیں"۔ راجندر نے کہا۔

"کیا فضول بات ہے...... گالیاں......" راجن نے منہ بنایا۔

"جیسے تم نے منہ بنایا ہے، ایسے ہی سب لوگ منہ بناتے ہیں، مگر جب کوئی انہیں برا بھلا کہے یا گالی دے بیٹھے تو فوری اچھائی اور شرافت کے تخت سے اتر کر، اس گالی دینے والے کے لیَول پہ پہنچ جاتے ہیں، اب تو اسی گالیاں بھی ایجاد ہو گئی ہیں جو گولیوں سے زیادہ اثر کرتی ہی...... گولی سے جسم زخمی ہوتا ہے اور گالی سے دماغ ماؤف... اصل میں نام ہی غلط ہ...... گالی نہی...... اسے ہونا چاہیے تھا غیرت کا بٹن۔ جسے دباتے ہی ہر انسان بھول جاتا ہے کہ لغوبات کرنے میں یا لغوبات کا اسی انداز میں جواب دینا، نہ ہی غیرت ہے نہ ہی اچھائی یا بڑا اپن۔" راجندر کا دہانہ گل فشانی کرتا ہی گیا۔

"کسی کے سامنے یہ فلسفہ مت دہرانا، لوگ جوتے مار مار کے گنجہ کر دیں گے، پاگل ہو تم۔ تم ہی اپنا فلفسہ جھیلتے رہو۔" راجن نے یہ کہہ کر اس

طرح ہونٹ بند کیئے جیسے اب بولے گا ہی نہیں۔

گاڑی ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے سامنے رکی اور راجندر نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا جس پہ چند لمحوں میں دروازہ کھلتا گیا۔ راجندر گاڑی اندر لے گیا اور چھوٹے سے پورچ میں گاڑی کھڑی کر کے باہر نکلا۔ "آ جاؤ۔۔۔ تمہاری فوج آ گئی ہے۔" راجندر مسکراتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھا، راجن بھی الجھن زدہ آنکھوں کے ساتھ اس کے پیچھے چل پڑا۔ اسے اگلا پروگرام معلوم جو نہیں تھا تو اس کی الجھن تھی بھی حقیقی۔ وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے جہاں پہ مقامی افراد پہلے سے موجود تھے، وہ تعداد میں چھ تھے اور چہرے مہرے سے بہت ہی اکھڑ مزاج اور جانور قسم کے لوگ نظر آ رہے تھے۔ راجندر کے اندر داخل ہونے پہ وہ سب کھڑے ہو گئے تھے جیسے راجندر ہی ان کا مائی باپ ہو۔

"ہاں تو مسٹر پانڈے...... یہ لوگ تیار ہیں؟۔" راجندر نے پوچھا۔

"یس باس۔ ہم تیار ہیں۔" ان افراد میں سے سانولے رنگ کے لمبے

تڑنگے شخص نے جواب دیا۔

"گڈ۔ یہ حملہ بہت ہی اہم ہے اور اس حملے کی کامیابی ہی ہماری کامیابی ہے، اگر اس میں ناکامی ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تم سب کی کھال کھینچ کر اس میں بھس بھروادوں گا۔" راجندر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اب تک اس کے مزاج میں شگفتگی پائی جا رہی تھی وہ یکلخت ہوا ہو گئی تھی اور وہ خود ان سب سے بڑا اکھڑ مزاج جانور محسوس ہونے لگا تھا۔

"یس باس۔" پانڈے نے قدرے سہمے ہوئے جواب دیا۔

"قصہ یہ ہے کہ رستم نامی شخص، جس کی اصل رہائش گاہ تو کوٹھی نمبر 9 میں ہے، وہ اپنے دشمنوں کو دھوکہ دینے کے لئے ساتھ والی کوٹھی، یعنی کہ نمبر 10 میں کسی اور نام سے رہتا ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے رستم کا یہی خیال ہو گا کہ اگر کوئی اس پہ حملہ کرے گا تو وہ کوٹھی نمبر نو پہ ہی کرے گا لہذا وہ خود بغیر کسی پریشانی سے رہتا ہے۔ نمبر 9 پہ حملہ کرنے سے اسے کوئی فرق نہیں کیوں کہ وہ اپنے تیئں محفوظ ہو گا۔ ہم اسی

بات کا فائدہ اٹھائیں گے اور سب سے پہلے کوٹھی نمبر 9 پہ ہی حملہ کریں گے۔"

"اس طرح تو نمبر 10 والے پشت سے ہم پہ ہی حملہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھیوں پہ حملہ ہو گیا ہے۔" راجن اچانک بولا۔

"رستم اگر اس طرح کے سیٹ اپ میں چھپ کر رہتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے سارے لوگ نہیں جانتے کہ وہی رستم ہے اور وہ چھپ کر رہتا ہے اگر اس کے سارے آدمی یہ بات

جانتے ہوں تو اسے اس سیٹ کو خفیہ رکھنے کا کیا فائدہ؟۔ کوٹھی نمبر 9 اور 10 کے لوگ ایک دوسرے سے انجان ہیں۔۔" راجندر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو راجن نے چپ رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

"جب 9 نمبر پہ تم لوگ حملہ کرو گے تو نمبر 10 میں موجود رستم کھٹک جائے گا، وہ سمجھ جائے گا کہ یہ حملہ دراصل اس پہ ہوا ہے، اس سے وہ بھی چوکس ہو جائے گا اور اس کے چوکس ہونے سے پہلے ہی اس کے

باڈی گارڈز چوکس ہو چکے ہوں گے کہ ساتھ والی عمارت پہ حملہ کیوں ہوا۔ تمھیں ان کے چوکس ہونے کا فائدہ اٹھانا ہے۔ "اس نے توقف کیا۔

"نمبر 9 پہ حملہ کرنے کے فوری بعد۔ کوٹھی نمبر 9 میں ہی پوزیشن سنبھالتے ہوئے وقت ضائع کئے بغیر۔ نمبر 10 پہ حملہ کر دینا۔ چونکہ دونوں رہائش گاہوں پہ موجود باڈی گارڈز کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے تو یہ حملہ نمبر 10 والوں کو جوابی حملہ کرنے پہ اکسائے گا اور جیسے ہی نمبر 10 سے جوابی حملہ ہو۔ تمھارا کام ختم۔۔ تم لوگ وہاں بس دبکے رہو گے اور فلم دیکھو گے۔ ضرورت پڑی تو فائرنگ تیز کروانے کے لئے کبھی کبھار شامل ہو جانا۔ پھر 9 اور 10 والے آپس میں ہی جُتے رہیں گے۔ "راجندر نے تقریر پوری کرتے ہوئے کہا، اس کے سامنے موجود افراد کے چہرے ایسا لگ رہے تھے جیسے کوئی انہونی شے دیکھ لی ہو۔ راجندر کی پلاننگ نے ان کے چودہ پندرہ طبق روشن کر دیئے تھے۔ در حقیقت انہیں تو کرنا ہی کچھ نہیں تھا۔ بس تندور والی مائی کا کردار ادا

کرنا تھا، نمبر 9 اور 10 والوں کو آپس میں لڑوانا تھا جو کہ بہت آسان کام تھا۔ راجندر نے بڑی آسانی سے شہر کے غنڈوں کے درمیان سے رستم کو نکالنے کا منصوبہ بنایا تھا جس میں سارا فائدہ اس کا اپنا تھا، مرنے والے بھی رستم کے آدمی، آپس میں مقابلہ کرنے والے بھی اُسی کے آدمی اور اغوا ہونے والا بھی رستم خود...... راجندر کا تو کوئی نقصان ہی نہ تھا۔

"اور میں کیا کروں گا؟۔ "راجن نے پوچھا۔

"ٹرانسمیٹر کو لوریاں دینا اور جب روئے تو دودھ پلا دینا۔ تم نے میرے کاشن دینے پہ کوٹھی نمبر نو پہ ہینڈ گرنیڈ پھینکنا ہے جو کہ رستم کی اصل رہائش گاہ ہے، ادھر سے بھی جواباً تحفہ ملے گا۔ "راجندر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اگر وہ تحفہ ہضم کر گئے تو۔۔؟ "راجن نے کہا۔

"تو تمہارے پاس کونسا اور تحفے نہیں۔ جب تک وہ تحفہ نہ لوٹائیں ان کی ناک میں دم کر دینا۔ لیکن خیال رکھنا کے آس پاس آبادی ہے۔ صبح ہم

نہ تحفہ بن کر برف پہ لیٹے ہوں۔ "راجندر نے مسکرایا، اس کا مزاج دوبارہ بدل رہا تھا۔

"بس۔ یا اور کچھ؟" راجن نے پوچھا۔

"بڑے بے مروت ہو یار۔ اگر وہ تحفہ لوٹائیں گے تو تم کیا ہڑپ کر جاؤ گے؟ تم بھی اچھے بچے بن کر دکھانا۔ دونوں کوٹھیوں کے بجلی کے میٹر اُڑا دینا تاکہ کمپیوٹر سسٹم تو کچھ لمحوں کے لئے بند ہوں۔" راجندر نے کہا۔

"اب تم میرا پلان سمجھے ہو ٹھیک طرح۔" راجن اپنے رنگ میں آگیا۔

"یہ یاد رکھنا سب لوگ کہ کہیں بھی رستمِ زماں بننے کی کوشش مت کرنا، صرف اور صرف ان لوگوں کو آپس میں لڑانا ہے۔۔ اب اٹھو۔ میری گاڑی میں سے اسلحہ لے لو۔" راجندر نے کہا۔

وہ کوٹھی نمبر چھ میں تھے۔ سب نے اپنے اپنے حصے کا اسلحہ لائن میں لگ کر لیا، راجندر بھی ایک بیگ، جس میں کمند، لکڑی کے مضبوط ڈنڈوں

والی رسی کی سیڑھی، کچھ ہینڈ گرنیڈز اور پسٹل تھا، وہ لے کر کوٹھی نمبر دس کی عقبی طرف بڑھ گیا۔ وہاں اس نے مناسب جگہ دیکھ کر طویل سانس لیکر راجن کو کاشن دے دیا۔

"لورُستم میں آرہا ہوں۔ دیکھتے ہیں تم کتنے بڑے رستم ہو۔" وہ بُڑبڑایا۔

اسی وقت دھماکے کی آواز سنائی دی جس کے فوری بعد فضا گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی جن کا رخ کوٹھی نمبر 9 تھا اور پھر 9 نمبر سے جوابی فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن فائرنگ والوں کو حدف نہیں مل رہا تھا۔ راجن اور پانڈے وغیرہ بار بار جگہ بدل رہے تھے۔

اچانک کوٹھی نمبر دس کے صحن میں گرا میں ہینڈ گرنیڈ کا دھماکہ ہوا اور اس کے بعد دوسرا دھماکہ عمارت کے پورچ میں کھڑی گاڑی کے پاس ہوا۔ " واہ ۔۔ اتنی فیاضی ۔۔ اکھٹے دو تحفے۔ بندہ تو سلجھے خاندان کا لگتا ہے"۔ راجندر مسکرا کر بڑبڑایا۔

وہ سمجھ گیا تھا کے راجن نے اشتعال دلانے کے لئے اکٹھے دو گرنیڈ

پھینک دیئے ہیں۔ اور عین توقع کے مطابق کوٹھی نمبر 10 سے 9 پر اور جواباً 9 سے 10 پر فائرنگ شروع ہو گئی جو کہ آہستہ آہستہ شدت اختیار کرتی گئی، تھوڑی ہی دیر میں دونوں اطراف کے ایک ہی پارٹی کے لوگوں کی طرف سے موسلا دھار فائرنگ ہو رہی تھی۔ ہر کوئی اپنے آپ کو بچانے کے لئے گولیاں چلا رہا تھا۔

"اب میٹر بھی اُڑا......"۔ راجندر نے اتنا ہی کہا تھا کہ دونوں کوٹھیوں کی بجلی بند ہو گئی۔

اب راجندر کی باری تھی۔ اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور ایک کمند نکال کر اونچی دیوار پہ پھینکی۔ دیوار پہ خاردار تاریں لگی ہوئی تھیں اور ویسے بھی اونچائی اتنی زیادہ تھی کہ وہ جمپ لگا کر دیوار تک نہ پہنچ پایا۔۔ کمند پھینکنے کی تیسری کوشش کامیاب ہوئی اور کمند دیوار پہ لگے پول سے اٹک ہی گئی۔ وہ کمند کی مدد سے دیوار پہ پہنچا اور وہاں اس نے رسی کی بنی ہوئی مضبوط مگر باریک ڈنڈوں والی سیڑھی پول کے ساتھ مضبوطی سے ایڈجسٹ کی اور اندر کود گیا۔ سیڑھی دراصل واپسی میں مددگار ثابت

ہونی تھی جب وہ رستم کو لے کر آتا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور جھکا جھکا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ راجندر اس وقت ہر طرف سے خطرے میں تھا۔ اس وجہ سے اس نے محفوظ رستہ چنا اور دیوار کے ساتھ ساتھ جھک کر دوڑتا گیا۔۔۔ وہ اس دیوار کے ساتھ تھا جو کوٹھی نمبر 10 اور 11 کو جوڑتی تھی اور فائرنگ اس کی مخالف سمت۔ اور کوٹھی کے سامنے کی طرف تھی۔ وہ سامنے سے عمارت میں داخل ہونا چاہتا تھا کیونکہ اتنی فائرنگ میں پائپ سے چھت پہ جانا خودکشی کے برابر تھا۔ اس کے پاس ٹائم بھی کم تھا۔ عمارت کے سامنے والا حصہ خالی پڑا تھا ۔ شاید سارے دیواروں کے ساتھ لگے فائرنگ میں مصروف تھے۔

اندر داخل ہوتے ہی اس کی پہلی تلاش کمپیوٹر روم تھا۔ کیونکہ بجلی آنے پہ سب سے بڑا خطرہ آٹو میٹک سکیورٹی سسٹم ہوتا۔ باہر چھڑی جنگ کی وجہ سے کسی کا جنریٹر کی طرف ابھی تک دھیان نہیں گیا تھا۔ کمپیوٹر روم ملتے ہی اس نے ٹارچ جلائی۔ پاور سپلائی کی مین کیبل ڈھونڈ کے کاٹ دی۔ پھر اس سسٹم میں سے ہارڈ ڈسک نکالی۔ ایک چھوٹی پاور کا

ڈائنامائٹ فٹ کیا اور رستم کو ڈھونڈنے لگ گیا۔ ابھی وہ کمپیوٹر روم سے نکل کر تین چار رومز ہی چیک کر پایا تھا کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سُنائی دی۔

"ان حرامزادوں کو روکو۔ یہ بات ہی نہیں سُن پا رہے، اپنے ہی لوگ مر رہے ہیں دونوں طرف ۔ سارے کے سارے الو کے پٹھے ہیں۔" "اور جنریٹر آن کرواؤ جلدی ۔اس سے پہلے کہ کوئی بڑی گڑبڑ ہو جائے۔" ایک غصے سے بھری اور بپھری ہوئی آواز ساتھ والے کمرے سے سنائی دی جو تیز آواز کے ساتھ بار بار ہدایات دے رہا تھا۔

"یس باس۔" دوسری آواز سنائی دی اور دوبارہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی۔

"حد ہو گئی۔ پتہ دلاور نے کیسے کیسے نمونے بھرتی کر دیے ہیں۔ عقل نام کی چیز ہی کوئی نہیں ان میں۔ یہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے مجھے کیا بچائیں گے۔" وہ آواز سنائی دی۔

باہر ابھی تک زوروں سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ جس سائیڈ سے بھی فائرنگ کم ہوتی ادھر راجن اک تحفہ بھیج دیتا۔ نتیجتاً بھائی چارہ پھر شروع ہو جاتا۔ راجندر سمجھ گیا کہ یہی رستم ہے لیکن پھر بھی وہ کنفرمیشن کے بغیر اسے نہیں اُٹھانا چاہتا تھا لیکن کنفرمیشن کا کوئی طریقہ سمجھ نہیں آرہا تھا اور بجلی بھی آن ہونے والی تھی۔ یکدم وہ اُٹھا اور باہر نکل کر اس روم میں گیا جس سے آوازیں آرہی تھیں۔

"باس رستم۔ باس رستم غضب ہو گیا۔ کمپیوٹر روم تباہ ہو گیا۔" اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بدلی ہوئی آواز میں چیخنا شروع کر دیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔ ایسا کون کر سکتا ہے۔ اور تم کون ہو جو میرے نام سے بُلا رہے ہو۔" وہی آواز آئی۔

اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ بات کرتے کرتے چونک گیا ہے۔ لیکن راجندر کے لئے اتنا کافی تھا۔ اس کو رستم کے ساتھ ساتھ اس کی پوزیشن کی بھی کنفرمیشن ہو گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک لمحے کے لئے ٹارچ جلائی اور رستم کو دیکھتے اسے پہچان گیا۔ اس کی ٹارچ گھومی اور کھٹک کی

آواز کے ساتھ رستم ایسے جھومتے ہوئے گرا جیسے کسی ناچ میں کوئی مخصوص انداز اپنا رہا ہو۔ اس کے نیچے گرتے ہی ایک اور بار ٹارچ اس کے سر پہ لگی اور رستم ٹھنڈا پڑ گیا۔ راجندر نے ٹارچ بند کی، اسے کندھے پہ اُٹھایا اور باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ عمارت سے نکلتے ہی دوڑتے دوڑتے اس نے راجن کو فائنل کاشن بھی دے دیا۔ وہ جلد سے جلد عمارت سے دور جانا چاہتا تھا۔ اگلے ہی لمحے لائیٹ آن ہو گئی۔

"اوہ۔ یہ کون ہے؟"...... ایک آواز سنائی دی مگر اسی وقت دوبارہ فائرنگ زور پکڑنے لگی اور اس کی طرف متوجہ ہونے والوں کا اپنی فکر لاحق ہو گئی۔۔۔ راجند کے فائنل کاشن کے بعد ہی فائرنگ میں

تیزی آئی تھی کیونکہ اس کے ساتھی جانتے تھے کہ اسے نکلنے کے لئے مدد درکار ہے۔ اسی فائرنگ کو ڈھال بنا کر وہ جس رستے آیا تھا اسی رستے سے پھٹی ہوئی دیوار سے رستم کو لے کر نکلتا گیا۔ نکلتے ہی وہ سیدھا گلی میں گھس گیا۔ دو گلیاں چھوڑ کر وہ تیسری گلی میں مڑا۔ اس کے دوڑنے کی سپیڈ ایسی تھی جیسے پیچھے لوگ لگے ہوں۔ آگے چوک آ گیا۔ چوک میں

پہنچنے تک وہاں راجن کار لے کر پہنچ چکا تھا۔ راجندر نے رستم کو ڈگی میں ڈالا اور خود فرنٹ سیٹ پہ آ بیٹھا۔ راجن نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ گاڑی کالونی کی گلیوں میں ایسے دوڑ رہی تھی جیسے موٹروے پہ ہو۔ دونوں کے چہروں پہ گہری سنجیدگی تھی۔ جلد ہی گاڑی کالونی سے نکل کر مین روڈ پہ آئی راجن نے لمبا سانس لیا۔ راجندر نے تیزی سے موبائل فون نکالا اور نمبر ملایا۔

"یس باس۔۔" دوسری طرف سے پانڈے کی آواز سنائی دی۔

"آنڈے۔۔ اپنے آدمی لے کر نکل جاؤ۔ کوئی پکڑا گیا تو میں ضمانت کروانے نہیں آؤں گا۔" اس نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور کال بند کر دی۔

"مل گیا رستم؟" راجن نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کا اسسٹنٹ ملا ہے۔" راجندر نے جواب دیا۔

"کیا بکواس ہے؟" گاڑی یکدم ڈولی۔ ساری محنت بیکار گئی۔ تمہاری

ساری پلاننگ فیل ہوگئی ساحر۔ "راجن جو کہ جبران تھا، نے چیختے ہوئے کہا۔

"پلاننگ تو تمہاری تھی ساری۔ "ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم مسکرا رہے ہو۔۔ ہم نے زندگی داؤ پہ لگا دی اور ملا کیا۔ ایک اور بھاڑے کا ٹٹو۔۔" جبران نے مایوسی سے کہا۔

"رستم ہی ہے۔ پلاننگ کام کر گئی۔" ساحر نے چہرے سے ماسک اتارتے ہوئے کہا۔

"بڑا فضول مذاق تھا۔" جبران نے برا مناتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے مزا آیا۔ "ساحر مسکرایا۔

"میں بھی کہوں کے میری پلاننگ فیل کیسے ہو سکتی ہے۔" جبران واپس موڈ میں آتے ہوئے بولا۔

"شکر ہے۔ آخر کار یہ کام بھی پورا ہوا کہ رستم ہاتھ لگا۔ دن رات اسی کام

میں گزر گئے۔۔ دن میں ساحل سمندر پہ چیکنگ کرو اور رات کو راجن بنو۔ "جبران نے طویل سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

" گرین ہاؤس لے چلو اسے، اس کا ایک بھائی بند بھی پہنچنے والا ہو گا۔" ساحر سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

اس کی بات سن کر جبران نے خاموشی سے گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔

* * *

شہر کے اخبارات، ٹی وی اور سوشل میڈیا پہ اس وقت کیپٹل سٹی میں پچھلی رات ہونے والے واقعات بتائے جارہے تھا۔ دلاور کی لاش بھی دستیاب ہو گئی تھی۔ اس کے اغوا والی رات ہی رستم اور سیٹھ رفیق کو اُٹھا لیا گیا تھا۔ دو کوٹھیوں میں دِل جلوں نے گولیوں سے اس طرح نقش و نگار بنائے تھے کہ وہ دو گروپوں کی آپسی لڑائی محسوس ہوتی تھی۔ سن شائن کالونی والا واقعہ گینگ وار گردانا جارہا تھا۔ صبح صادق کے وقت رُستم کلب کو اُڑا دیا گیا تھا۔ اس دھماکے میں کوئی جانی نقصان نہ ہوا تھا۔ پہلے کلب کی پارکنگ میں دھماکہ ہوا اس کے مین بلڈنگ میں دھماکے سے

پانچ منٹ پہلے کسی نے فون کر کے وہاں موجود لوگوں کو کلب میں بم ہونے کا بتا دیا تھا جس سے عمارت فوری خالی ہو گئی اور اگلے پانچ منٹ میں بلڈنگ دھماکے سے تباہ ہو گئی۔ کلب تباہ ہونے کے بعد پولیس نے ہر اس غنڈے کو پکڑنا شروع کر دیا جس کا تعلق رُستم کلب سے ہونے کا شک پڑتا۔ اس وجہ سے غنڈے تتر بتر ہو گئے تھے اور شہر سے بھاگنا شروع ہو گئے۔

نیچر میڈیکو کے سارے سٹورز سیل کر دیے گئے تھے۔ اس کا کرتا دھرتا وسیم ابھی تک لا پتہ تھا۔ ابھی تک لوگوں کو ان واقعات کی وجہ نہیں معلوم ہوئی تھی۔ لیکن لوگ رُستم کلب سے چھٹکارے کی

خوشیاں منا رہے تھے۔ کچھ لوگ تو اسے حاجی محمد دین کی بدُعا کا نتیجہ مان رہے تھے۔ جو بھی تھا ایک بار شہر کی صفائی ہو گئی تھی۔ جس پوائنٹ پہ سب میں چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں وہ تھا سیٹھ رفیق جیسی سماجی شخصیت کا اچانک اپنے گھر سے غائب ہونا۔ کسی کو بھی خبر نہ تھی وہ کدھر گیا۔ اپنے آپ وہ یوں غائب نہ ہو سکتا تھا۔ سب کا اندازہ تھا کہ شہر میں ہونے

والے باقی واقعات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سیٹھ رفیق کو کسی نے اغوا کر لیا ہے۔ اس بات کو لے کر پولیس پہ دباؤ تھا کہ جلد سے جلد سیٹھ رفیق کو تلاش کیا جائے۔

روشن پیلس کے میٹنگ روم میز کے ارد گرد اس وقت ساحر، کبیر اور جبران کے ساتھ ساتھ کرنل (ر) کرنل وجاہت احمد خان بھی موجود تھے۔ وہ سب میز کی دونوں سائیڈوں پہ تھے جب کے سامنے والی کرسی خالی تھی۔ ان کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی کا انتظار کر رہے تھے۔

"یہ کام تو تم لوگوں نے وقت سے پہلے پورا کر لیا۔" کرنل صاحب نے مسکرا کر کہا۔

"پلان جو میرا تھا۔" جبران جھٹ سے بولا۔

"ہاں۔ اور اس عقلمندی پہ تمہاری ایک شاباش والی تھپکی تو بنتی ہی ہے۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔ ساحر تم ہی دے دو۔" کبیر نے مسکرا کر کہا۔

"رہنے دو۔ پھر بیچارے کا جبڑا ہمارے سسٹم کی طرح ہل جائیگا۔" ساحر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"جبڑا۔ جبڑے کا تھپکی سے کیا تعلق؟" جبران نے حیرت سے پوچھا۔ کرنل صاحب بھی دلچسپی سے سن رہے تھے۔ اس پہ کبیر نے انھیں اس تھپکی کا بتایا جو ساحر نے خود کو دی تھی تو سب ہنس پڑے۔ دروازے پہ دستک ہوئی تو سب چپ کر گئے۔ اگلے لمحے دروازے سے ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا جو اندر موجود چاروں افراد سے لمبا تڑنگا اور صحت مند نظر آ رہا تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی کرنل صاحب کے علاوہ باقی تینوں احترام سے کھڑے ہو گئے۔ یہ گرین گارڈز کا چیف تھا جس نے گزشتہ رات کبیر کے ساتھ مل کر سیٹھ رفیق کو اس کی رہائش گاہ سے اٹھایا تھا۔ وہ پُر وقار انداز میں چلتا ہوا خالی کرسی پہ جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ تینوں بھی بیٹھ گئے۔ آمنے سامنے ان کی یہ پہلی میٹنگ تھی۔

"باری باری رپورٹ دو۔ کبیر تم شروع کرو۔ پلیز کھڑے ہونے کی

ضرورت نہیں۔" چیف نے کہا۔

"یس باس۔ سب سے پہلے ہم تینوں نے حاجی محمد دین کے سٹور سے ملنے والی ویڈیو دیکھی۔ اس کو دیکھنے سے ہمارے ذہنوں میں تین کلیو آئے۔ پہلا یہ کہ حاجی صاحب کو آفر دینے کا مطلب تھا کہ ویڈیو میں نظر آنے والی دوا یا تو مارکیٹ میں آئی نہیں یا پھر نئی نئی آئی ہے۔ دوسرا کلیو وہ غنڈہ تھا جو حاجی صاحب سے ملنے آتا رہا۔ تیسرا کلیو یہ تھا کہ بڑے پیمانے نے دوائی کس ذریعے سے شہر میں آتی ہے۔ ساحر نے میرے ذمے پہلے پوائنٹ یعنی دوا کی چیکنگ کی لگائی۔ ساحر نے خود دوسرے کلیو یعنی آفر دینے والے غنڈے سے رستم تک پہنچنے کا کام ذمے لیا۔ جب کے جبران کے حصے میں یہ چیکنگ آئی کہ میڈیسن کی شہر میں سپلائی لائن تلاش کر کے اس کا سپلائر اور ماخذ چیک کرے۔ میں نے ساحر کے کہنے پہ ایسے سٹورز کی لسٹ بنائی جن میں حاجی صاحب کے قتل سے پہلے کوئی دوا بڑے پیمانے ہی آئی ہو اور وہ سٹورز بھی شامل کئے جن میں قتل کے بعد ایک نئی دوائی کا بہت بڑا اسٹاک رکھا گیا تھا۔ میرے ساتھ گئے ایکسپرٹس نے

سارے سٹورز نے چیکنگ کر کے دوا کے ok ہونے کی رپورٹ دی۔ سٹورز کے انتظامات بھی حکومتی ہدایت کے مطابق بہترین تھے۔ میں نے ساحر کو او۔کے کی رپورٹ دی لیکن یہ اُن نئے تعمیر ہونے والے سٹورز اور ان سٹورز کے مالک وسیم سے متعلق مطمئن نہ تھا۔ میں نے وسیم کو چیک کیا لیکن ظاہری طور پہ سب ٹھیک تھا۔ یہی رپورٹ میں نے چیف کو بھی دی تو چیف نے وسیم کو اُٹھانے کا حکم دیا۔ میں نے حکم کے مطابق اسے اٹھالیا اور چیف کے ہینڈ اوور کر دیا۔ اگلی رات کو چیف نے اور میں نے سیٹھ رفیق کی رہائش گاہ سے اسے اٹھا۔" اور ساری تفصیل بتائی کہ کیسے سیٹھ کو اٹھایا۔ اس کے بعد کبیر چپ ہو گیا۔

"میں نے ساری ویڈیوز کو کئی بار دیکھا تا کہ اس غنڈے کے بارے میں کوئی کلیو مل سکے کیونکہ ویڈیوز دھندلی تھیں۔ ان ویڈیوز سے حلیے سے متعلق بنیادی معلومات ملیں کہ وہ گنجا ہے، ہاتھ میں غیر معمولی سائز کا کڑا اور اس کے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کٹی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ پھر میں نے کوشش کر کے سٹور کے باہر موجود کیمرہ کی ریکارڈنگ دیکھی تو

گاڑی کے بارے میں کچھ کلیو مل گئے جس پہ بیٹھ کر وہ قتل والے دن آئے تھے۔ میں نے غنڈے کے روپ میں رُستم کلب چکر لگا کر اس غنڈے کا کھوج لگایا۔ اور اسے اُس کے فلیٹ پہ جا پکڑا۔ اسے رستم کا پتہ نہیں تھا۔ اس پہ تشدد کر کے دلاور کی کمزوری اور کلب کی سب سے زیادہ ڈیمانڈ والی منشیات کا پتہ کیا۔ میں اور جبران دلاور سے راجندر اور راجن کے رُوپ میں ملے۔ ایک تو بہت مہنگی نشہ آور پراڈکٹ میں نے سستی آفر کی تو وہ

لالچ میں آگیا دوسرا میں نے اسے جذباتی کرنے کی کوشش کی جو کامیاب ہوئی۔ اسے ہم نے سٹیڈیم بلایا۔ اسی دوران میں اور کبیر محکمہ تعمیرات کے افسروں کے رُوپ میں رستم کی رہائش گاہ چیک کرنے پہنچے۔ اس دن رستم وہاں نہیں تھا۔ میں نے ساری عمارت کا جائزہ لیا کہ کہاں سے حملہ کیا جائے لیکن وہاں سکیورٹی کا سسٹم بہت سخت تھا۔ آخری چارے کے طور پہ میں نے ان کے کمپیوٹر میں جبران کا دی ہوئی فائل ڈال دی کہ ہو سکتا ہے کہ سسٹم ہیک کر کے کوئی صورت نکل آئے۔ اگلی رات دلاور

طے شدہ وقت پہ سٹیڈیم پہنچ گیا اور ہم وہاں سے اُسے اغوا کر کے اسی کے گھر لے۔" ساحر نے اغوا سے لے کر وہاں سے نکلنے کی تفصیل بتاتے ہوئے ذرا توقف کیا اور پھر بولنا شروع ہو گیا۔

"پھر ہم رستم کو اُٹھانے پہنچ گئے۔ رستم کی اصل رہائش گاہ کوٹھی نمبر نو میں تھی جس کو ہم پہلے چیک کر کے آئے تھے۔ لیکن دلاور سے پتہ چلا کہ رستم ڈاج دینے کی خاطر وہ خود کوٹھی نمبر دس میں رہتا تھا۔ میں نے اس کا ڈاج اس کے خلاف استعمال کیا اور ہم نے پہلے کوٹھی نمبر نو پہ اور پھر ان کو آپس میں الجھانے کے لئے نمبر دس پہ حملہ کیا۔ جبران اور پانڈے نے بڑی عقلمندی سے دونوں پارٹیوں کو الجھائے رکھا اور اس دوران میں رستم کو اُٹھا لیا۔ ساتھ وہاں موجود مین کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک بھی لے آیا اور سب کچھ چیف کے ہینڈ اوور کر دیا۔" ساحر اتنا بتا کر چپ کر گیا۔ ساحر کی کارکردگی سن کر سب کے چہرے تحسین سے چمک رہے تھے۔ چیف ویسے ہی نقاب میں تھا لیکن اس کی آنکھوں میں بھی تعریفی چمک سی تھی۔

"مجھے ساحر نے سپلائی لائن چیک کرنے ساحلِ سمندر بھیجا۔ میں نے وہاں جا کر مختلف ویٹروں، ملاحوں، کنٹینر لوڈ کرنے والوں سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کے سب سے بڑا اسپلائی چینل ساحلِ سمندر ہی ہے۔ نئ اور پرانی سب سے زیادہ سپلائی والی ادویات کی لسٹ میں نے چیف، کبیر اور ساحر کو بھیجیں۔ ان کو بھیجنے، لانے اور ساحلِ سمندر پہ وصول کرنے والے تک اور لوڈنگ اور اَن لوڈنگ پوائنٹس اور سب لوگوں کی لسٹ بھی بھیجی۔ اس کے علاوہ میں ساحر کے ساتھ بھی شامل تھا جو آپ سب جان چکے ہیں۔" جبران نے جلدی جلدی رپورٹ دی۔

"آپ لوگوں کا یہ پہلا کیس تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو کارکردگی اچھی ہے لیکن یہ اور اچھی ہو سکتی تھی، آپ لوگوں کی کامیابی آپ کو مبارک ہو، اور سب سے زیادہ مبارک کے حقدار کرنل صاحب ہیں جنھوں نے یہ ٹیم بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔" چیف نے پُر وقار لہجے میں کہا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ لڑکوں کی حوصلہ افزائی کرنے کا۔ ظاہری بات

ہے ہی اس فیلڈ میں نئے ہیں۔ آپ جیسی کارکردگی تو نہیں ہو سکتی ان کی لیکن مجھے یقین ہے آپ کی سربراہی میں یہ بہت کچھ سیکھیں گے۔ جہاں تک ٹیم بننے کا تعلق ہے یہ لڑکوں کی اپنی حب الوطنی کا جذبہ ہے جو ان کو اس طرف لے آیا۔" کرنل صاحب نے بھی باوقار انداز میں جواب دیا۔

" آپ کے اعتماد کا شکریہ۔ اب کچھ معاملات کی تفصیل میں آپ کو بتاتا ہوں تاکہ یہ کہانی کا ایک چیپٹر تو مکمل ہو۔" چیف نے ذو معنی انداز میں کہا۔

کہانی کا ایک چیپٹر .... یہ بات سُن کر ساحر کے علاوہ وہ تینوں چونک گئے۔ کیونکہ ان کے خیال میں تو یہ کیس لگ بھگ ختم ہو چکا تھا جبکہ ساحر کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی جیسے وہ بھی مزید کچھ جانتا ہو۔ کیس کے اہم مہرے ہاتھ لگ چکے تھے، دوا کے سٹور سیل ہو چکے تھے پھر بھی محض ایک چیپٹر.........................؟

اور پھر لارڈ نے جیسے جیسے تفصیل بتانی شروع کی، ساحر کی علاوہ سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں، آنکھیں مجبور نہ ہوتیں تو حلقوں سے نکل کر ہی پھیل جاتیں۔

"فار لینڈ میں ہی تم لوگوں کا ٹارگٹ ہے، وہاں کے ایک شخص کی ٹِپ میں تمہیں دے دوں گا، رہائش وغیرہ کے لئے کام آئے گا۔ کل تک تمہارے کاغذات تیار ہو جائیں گے۔ تم لوگ سمندر کے رستے جاؤ گے آج رات تیاری کر لو۔ کوئی سوال۔؟" چیف نے بات کو سمیٹے ہوئے پوچھا۔

"نو چیف۔" سب نے کہا۔

"اوکے۔ گُڈ لک۔" چیف نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اُٹھتے ہی تینوں کھڑے ہو گئے۔ وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں بھی چلتا ہوں لڑکو۔ تم لوگ تیاریاں کرو مجھے تم پہ فخر ہے اور مجھے یقین ہے تم سب اسے قائم رکھو گے۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔" کرنل

صاحب نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور باہر کو چل دیئے۔

"تیاری کر کے مجھے جگا لینا۔" ساحر نے جمائی لی اور آنکھیں بند کر لیں۔

"تم بھی ہمارے ساتھ آؤ۔ لیڈر ہو شرم کرو۔" جبران نے کہا۔ کبیر مسکرا دیا۔

"تم انسان ہو یا خلائی مخلوق؟" ساحر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب"؟ جبران نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

" میرے بھائی۔ اس دنیا میں اور خصوصاََ اس ملک میں لیڈر ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لیڈر صرف ایک کام کرتا ہے، مفت کی روٹیاں توڑنا کیونکہ وہ پورے ملک کے لئے پریشان ہوتا ہے، اسی پریشانی میں وہ کچھ کر نہیں پایا لگتا ہے تم اس سیارے پہ نئے ہو۔ یہاں لیڈر ہی مائی باپ ہے، شرم کرو۔ دوزخ میں جلنا ہے کیا؟" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جلنے دو مجھے۔ چلو اُٹھو۔" جبران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار میں نے تھوڑی کہا تھا مجھے لیڈر بناؤ۔ ووٹ تم دونوں نے کیا اب بھگتو بھی تم ہی۔ اچھا خاصا سویا ہوا تھا۔ جاؤ عیش کرو اب۔" ساحر نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

* * *

آفس جیسے خوبصورت انداز میں سجے ایک کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پہ ایک بھاری جسم کا شخص بیٹھا تھا۔ اس کا سر بالوں سے عاری تھا سر کی سائیڈ پہ بالوں کی ایک جھالر تھی۔ چہرے سے وہ ہر وقت غصے میں رہنے والا لگتا تھا۔ یہ سلیٹ (slate) کے سیکشن فور کا چیف تھا۔ سلیٹ کے کئی سیکشنز تھے۔ ہر سیکشن کا الگ چیف تھا جو براہِ راست سلیٹ کے چیف باس کو رپورٹ کرتا تھا۔ ساحر کے ملک میں نیچر میڈ کو کے ذریعے نئی دوا کا منصوبہ اِسی سیکشن نے پیش کیا جس کو سلیٹ کے چیفس کی میٹنگ میں بہت سراہا گیا۔ سلیٹ کے چیف کی طرف سے اس منصوبے پہ عمل درآمد کی ذمہ داری

سیکشن فور کو سونپی گئی۔ سیکشن فور نے سیٹھ رفیق کو اس کام کے لئے چنا اور رستم کو اس نگرانی اور مدد کے لئے ہائر کیا۔ چیف کو اطلاع مل چکی تھی کہ رستم اور سیٹھ دونوں اغواہ چکے ہیں اور ساتھ ہی سارا سیٹ اپ ٹریس کر کے اس کا پلان ناکام کر دیا جا چکا تھا۔ اپنے ذرائع استعمال کرتے ہوئے چیف یہ جان چکا تھا کہ یہ کام پولیس یا کسی سرکاری ایجنسی کا نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو ان معاملات کا پتہ ہے۔ اُس نے وہاں موجود اپنے ایجنٹس کو ان معاملات کی چھان بین کر کے رپورٹ دینے کا حکم دیا تھا۔ اب وہ اُسی رپورٹ کا انتظار کر رہا تھا۔ سائیڈ ٹیبل پہ رکھے سپیشل

ٹرانسمیٹر پہ کال آنا شروع ہوئی تو اُس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا ۔ اس نے ٹرانسمیٹر کو اُٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور کال اٹنڈ کرنے کے لیے بٹن پریس کیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ خان کالنگ۔" دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

"یس خان۔ چیف اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے؟" چیف نے اپنے غصہ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس کچھ کلیوز ملے ہیں، ان کی بنیاد پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حتمیٰ رپورٹ کہیں سے بھی نہیں مل رہی۔" خان نے جواب دیا۔

"او۔کے میں سُن رہا ہوں۔" چیف نے جواب دیا۔

"باس۔ رستم کا نائب دلاور آخری بار ایک ڈیل کے لئے اکیلا ہی گیا تھا، ڈیل کے بعد وہ اپنی رہائش گاہ پہ چلا گیا، اس کے حفاظت پہ مامور لوگ، اس کے رہائش گاہ پہنچنے تک اس کے پیچھے ہی رہے اور پھر واپس چلے گئے۔ اس کے رہائش گاہ پہ پہنچنے کے کافی دیر بعد جب اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی تو کال ریسیو نہ کی گئی، بار بار کال کرنے کے بعد اس کے لوگ اس کی رہائش گاہ پہ پہنچے تو وہاں اس کے ملازمین بے ہوش پائے گئے جبکہ دلاور غائب تھا۔ جن لوگوں نے اسے اُٹھایا تھا، انہوں نے بڑی ذہانت سے ڈاج دیا۔ وہ دلاور کو اس کی رہائش کے تہ خانے میں لے گئے۔ اسے وہیں مارنے کے بعد وہ دلاور کی گاڑی لے کر نکل گئے۔ وہ گاڑی انہوں نے ایک خالی دکان میں لاک کر دی اور رہائش گاہ کے قریب پٹرول پمپ سے ایک اور گاڑی میں سوار ہوئے۔ ڈاج کی وجہ

سے دلاور کے لوگ اگلا پورا دن دلاور اور اس کی گاڑی کو شہر میں ڈھونڈتے رہے۔ وہ تو اچھا ہوا کہ ایک ملازم نے تہ خانے کی طرف توجہ دلائی۔ وہ ملازم اس ڈر سے تہ خانے کا نہیں بتا رہا تھا کہ دلاور نے تہ خانے کے بارے میں بتانے سے منع کیا ہوا تھا۔ دلاور کی لاش ملنے کے بعد گاڑی کی تلاش شروع ہوئی تو وہ ایک دکان میں ملی۔ پٹرول پمپ سے وہ جس گاڑی میں سوار ہوئے وہ انھوں نے ایک ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں چھوڑی اور وہیں سے ایک اور کار چوری کر کے نکل گئے۔ اور رستم کی رہائش گاہ پہ دھاوا بول دیا۔ اس گاڑی کو ٹریس کرتے ہوئے ہم اِقبال روڈ پہ واقع ایک بڑی عمارت تک پہنچے۔ وہ عمارت پچھلے ہفتے ہی کرائے پہ لی گئی ہے۔ جن کاغذات کی بنیاد پہ وہ عمارت لی گئی وہ سب جعلی نکلے لیکن پوچھ گچھ کرنے پہ ایک نوجوان کی پہچان ہو پائی ہے۔ باقی کا کسی کو نہیں پتہ۔ وہ نوجوان یہاں محکمہ پولیس میں انسپکٹر ہے اس کا نام کبیر خان ہے۔ اس کا والد ریٹائرڈ کرنل ہے، اگر کبیر نے اس کیس پہ کام کیا ہے تو وہ غیر سرکاری سطح پہ کیا ہو گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ پولیس کے پاس یہ کیس

نہیں ہے۔ سٹورز سیل ہونے اور میڈیا پہ اعلانات ہونے تک پولیس فورس استعمال نہیں کی گئی، بس وہاں سادہ کپڑوں میں ملبوس حکومت کے لوگ گئے اور سب کچھ سِیل کر دیا۔" خان نے کہا۔

"اور سیٹھ رفیق ؟۔"

" سیٹھ رفیق کا ابھی تک پتہ نہیں چلا کہ کیسے اور کون لے گیا، اس کی رہائش گاہ پہ سب کچھ نارمل ہے۔" خان نے جواب دیا۔

"اس کبیر کا پتا کرو کن لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور آج کل کہاں ہے۔ یہ کچھ دن پہلے بھی ایک بار سامنے آیا ہے، تب پولیس انسپکٹر کے طور پہ ہی سٹور چیک کرنے گیا تھا۔" چیف نے کہا۔

"یس باس۔" خان نے جواب دیا۔

"اور ہاتھ پاؤں بچا کر کام کرنا۔ تم براہِ راست مجھ سے رابطے میں ہو میرے لئے خطرہ مت بن جانا ورنہ سب کا نقصان ہو گا۔" چیف نے سخت لہجے میں کہا اور کال بند کر دی۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ گہری سوچ

میں ڈوبا ہوا ہے۔ ذہنی طور پہ وہ خان اور دیگر ذرائع سے ملنے والی رپورٹس کا تجزیہ کر رہا تھا اور تقریباً ایک گھنٹہ اِنہی سوچوں میں گم رہا۔

"بہت ذہانت سے سارے پلان کو برباد کیا ہے جن لوگوں نے بھی کیا ہے اب ہیڈ کوارٹر کو کیا رپورٹ دوں۔ اُس کبیر کی رپورٹ مل لے تو ہی ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرنی چاہیئے۔" وہ خود سے باتیں کرنے لگا۔ اسی وقت ٹرانسمیٹر پہ دوبارہ کال آنا شروع ہو گئی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ خان کالنگ۔" دوسری طرف سے خان کی پُرجوش آواز سنائی دی۔

"یس۔ چیف اٹنڈنگ یو۔" چیف نے کہا۔

"باس کبیر اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ فار لینڈ کے لئے نکل چکا ہے۔" خان نے کہا۔

"فار لینڈ............فار لینڈ کیوں جا رہا ہے وہ؟" چیف چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا اس کے چہرے پہ شدید حیرانی تھی۔

"یہ تو نہیں پتا چلا۔ گو کہ اس نے اپنا حلیہ تھوڑا سا بدلا ہوا ہے لیکن نگرانی کرنے والوں نے اس کے قدو قامت سے اسے پہچان لیا۔ اس کے ساتھیوں کا نہیں پتہ چل سکا کہ وہ کون ہیں شاید وہ شہر میں نئے ہیں۔" خان نے کہا۔

"ان کے کاغذات کی کاپیاں بجھوا سکتے ہو تم؟ چیف نے پوچھا۔

"یس باس۔ آسانی سے ہو جائیگا یہ کام۔" خان نے کہا۔

"گڈ۔ ان کاغذات کی تصویریں بنا کر ان پہ مخصوص کوڈ لگا کر اپنے اکاؤنٹ پہ اپ لوڈ کر دو، مجھے مل جائیں گی۔ مجھے اُن تینوں کے حلیے بھی بتا دو۔" چیف نے کہا۔ "اوکے۔ اوور اینڈ آل۔" چیف نے حلیے سن کر اس نے کال بند کر دی۔

"یہ فار لینڈ کیوں آ رہے ہیں۔ کہیں انھیں ہیڈ کوارٹر کا تو نہیں پتہ چل گیا۔ نہیں۔ نہیں۔ وہاں تو کسی کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے اگر ان کو ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل گیا ہے تو یہ بہت خطرناک لوگ ہیں۔

مِین ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرنی ہی پڑے گی۔ "اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا اور اُٹھ کے الماری سے ایک اور جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس نے تیزی سے فریکوئنسی سیٹ کی۔

"ہیلو۔ ۔ہیلو۔ روڈز۔ چیف آف سیکشن فور کالنگ۔ "اس نے کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کوڈ پلیز۔ "ایک مشینی آواز سنائی دی۔

"نو کوڈ۔ "روڈز نے جواب دیا۔

"انتظار کریں۔ " مشینی آواز آئی۔ روڈز جانتا تھا کہ اب اس کی آواز، لوکیشن کی چیکنگ ہو رہی ہے۔

"یس چیف روڈز۔ کس سے بات کرنی ہے"؟ چند لمحوں بعد وہ آواز دوبار سنائی دی۔

"گرینڈ چیف سے۔ اٹس ایمر جنسی۔ ۔ "روڈز نے کہا۔

"اوکے انتظار کریں۔ "مشینی جواب آیا۔

"یس روڈز۔ چیف اسٹنڈنگ یو۔" گرینڈ چیف کی بھاری آواز سنائی دی۔

"باس۔ پلیگ مشن ناکام ہو گیا۔" روڈز نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے؟" چیف نے اسی لہجے میں پوچھا۔ وہ مضبوط اعصاب والا شخص لگتا تھا۔

"میں نے سیٹھ رفیق اور رستم کو اس پراجیکٹ کے لیے چنا تھا۔ سیٹھ رفیق کو الیکشن کے لیے پیسے اور ووٹ لینے کے لئے ملک میں مسائل اور ساتھ ان مسائل کے حل پہ قبضہ درکار تھا جب کہ رستم کسی بین الاقوامی تنظیم سے وابستہ ہونا چاہتا تھا۔ شروع میں کام ٹھیک چل رہا تھا پھر رستم کے آدمیوں نے ایک بوڑھے کو قتل کر دیا اور اس کا میڈیکل سٹور بھی جلا دیا۔ اس کے بعد حالات بدل گئے، رپورٹس کے مطابق کوئی نئے لوگ سامنے آئے ہیں ایک مشکوک شخص کی اب نگرانی کی جا رہی ہے۔ اور..........." روڈز نے تفصیل بتائی۔ "اب وہ مشکوک شخص یعنی کبیر اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ فارلینڈ کے لئے نکل چکا ہے۔ یہ بات مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہیں فارلینڈ والا کلیو کہاں سے ملا۔" روڈز نے کہا۔

"تمہاری سیٹھ رفیق سے آخری بار بات کب ہوئی؟۔" چیف نے پوچھا۔

"اس کے اغواء والی رات ہی ہوئی تھی۔"

"سیٹھ رفیق کے پاس تمہاری ٹرانسمیٹر فریکوئنسی تھی، اس سے ہی فارلینڈ کا کلیو مل سکتا ہے۔" چیف نے سادہ لہجے میں کہا۔

روڈز یہ سُن کر اُچھل پڑا۔ "یس باس ۔۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" روڈز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تم کہہ رہے ہو کہ نئے لوگ ہیں مجھے تو یہ تربیت یافتہ اور ذہین لوگ لگتے ہیں۔" چیف نے بِنا کوئی پریشانی لئے کہا۔

" آپ کا اندازہ درست ہے۔ ان کا تعلق ابھی کسی سرکاری یا پرائیویٹ ادارے سے ثابت نہیں ہوا۔ ہو سکتا یہ ذاتی طور پہ گروپ بنا کر کام کر رہے ہوں۔" روڈز نے کہا۔

" نہیں۔ ذاتی طور پر اتنے بڑے لیول پہ کام کرنا آسان نہیں اور تم یہ بھی کہہ رہے ہو وہ فارلینڈ کے لئے نکل چکے ہیں۔ چلو جو بھی ہے، تمہارے

ہیڈ کوارٹر کا انھیں پتہ نہیں چل سکتا۔ تمھیں چاہے ڈائریکٹ ٹرانسمیٹر کال آئے یا اِن ڈائریکٹ۔ ڈاجنگ سسٹم کے تحت چیک کرنے والے کو غلط لوکیشن ملے گی۔" چیف نے کہا۔

"تھینک یو چیف۔ میں اس بات کو لے کر بہت پریشان تھا کہ وہ ڈائریکٹ ہیڈ کواٹر پہنچ جائیں گے جب کے ہمارے پاس اُن کے خلاف کوئی ٹھوس معلومات بھی نہیں ہیں۔ ان کے حلیے مجھے پتہ ہیں اب

میں انھیں پکڑلوں گا۔" روڈز نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک اور بھی ٹِپ ہے۔ فریکوئنسی چیکنگ سے جو لوکیشن نظر آتی ہے وہ مَیری کلب ہے۔ تم وہاں بھی جال پچھا سکتے ہو۔" چیف نے کہا۔

"یس باس۔ میں خیال رکھوں گا۔" روڈز نے کہا۔

"دیکھو روڈز میں تمہاری قدر کرتا ہوں۔ اسلئے تمہیں غلطی سُدھارنے کا موقع دے رہا ہوں۔ دوسرا موقع نہیں ملے گا۔" چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔" اُس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔" چیف نے یہ کہہ کر کال بند کر دی۔

"ہونہہ۔ اِن گھٹیا لوگوں کو تو میں وہ عذاب دوں گا کہ یہ باقی سب کے لئے مثال بنیں گے۔ ان کی وجہ سے میری بے عزتی ہوئی، آج تک چیف نے مجھ سے اس طرح بات نہیں کی۔" روڈز نے نفرت سے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ "ان کے مقابلے پہ ہارکو کو لاتا ہوں۔ وہی انہیں اذیت ناک موت دے سکتا ہے۔" روڈز بڑبڑایا۔ اس نے فون کا ریسیور اُٹھایا اور شہر کے سب سے بڑے گینگسٹر ہارکو کا نمبر ملایا۔

"یس۔ ہارکو کلب" نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہارکو سے بات کراؤ۔ میں اس کا بھائی ولاس بول رہا ہوں۔" روڈز نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں۔" گبھرائی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

"ہارکو بول رہا ہوں۔ "ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"مارک بول رہا ہوں۔ تمہارے لئے ایک کام ہے۔ "روڈز نے کہا۔

"بولو۔۔ "مارکو نے بِنا چونکے غراتے ہوئے کہا۔

" تین لوگوں کا کام تمام کرنا ہے وہ بھی اپنے انداز میں۔ "روڈز نے کہا.

"بس۔ سوری۔۔ اتنا چھوٹا کام میں نہیں کروں گا۔ "مارکو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم نے انھیں پکڑ کر کچھ باتیں پوچھنی ہیں اور پھر مار دینا۔ لاشیں میں منگوالوں گا۔ تمہیں اس کا پانچ لاکھ ڈالر معاوضہ ملے گا۔ "روڈز نے کہا

" اوہ۔ اتنا معاوضہ۔ او۔کے، میں کروں گا۔ تفصیلات کیا ہیں۔ " ہارکو نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

" وہ تینوں سمندر کے راستے فار لینڈ آرہے ہیں۔ پھر وہ ناڈاک کے مَیری کلب پہنچیں گے۔ "ساتھ ہی اس نے حلیے بتا دیئے۔

"او۔کے۔ میرے اکاؤنٹ میں آدھی رقم بھجوادو۔" ہارکو نے کہا

"او کے۔" اور روڈز نے ریسیور رکھ دیا۔ اس نے دوبارہ ریسور اُٹھایا اور کسی کو ہارکو کے اکاؤنٹ میں اڑھائی لاکھ ڈالر ٹرانسفر کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی ہارکو کے لوگوں کی نگرانی کا بھی کہا۔ اس نے جان بوجھ کے سیکشن سے باہر کے لوگوں کو ہائر کیا تھا۔ اس طرح سیکشن فور کا راز، راز ہی رہتا جب اس کے لوگ ہی سامنے نہ آتے۔ ہارکو کو ہائر کرنے کے بعد وہ مطمئن تھا کہ چاہے وہ لوگ کتنے ہی تربیت یافتہ ہوں، اُس کے ملک میں آکر اُسی کے خلاف جیت نہیں سکتے۔

* * *

وہ تینوں اس وقت ایک بہت ہی بڑے بحری جہاز پہ سوار تھے۔ جہاز میں مختلف قومیتوں کے لوگ تھے۔ جہاز میں کلب سے لے کر سوئمنگ پول تک ہر قسم کی سہولت موجود تھی۔ یہ جہاز ہر پندرہ دن بعد سیاحوں کو لے کر فارلینڈ کی طرف رواں دواں ہوتا تھا۔ جہاز اب اپنی منزل کے قریب تھا۔ وہ تینوں اپنے کیبن میں سو رہے تھے۔ اچانک ساحر جاگا اور چپکے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو باقی دونوں بھی جاگ رہے تھے۔

"کیا ہوا۔ کدھر گئے تھے؟" جبران نے پریشانی سے پوچھا۔

"مسئلہ بن گیا تھا۔ بروقت نہ جاتا تو ہم کبھی پہنچ ہی نہ پاتے۔" ساحر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہوا کیا؟" جبران کی پریشانی بڑھ گئی۔

"ہم تو گھوڑے بیچ کے سوئے ہوئے تھے۔ غلطی میری ہے، لیڈر میں ہوں تو دھیان بھی مجھے ہی رکھنا چاہیئے تھا۔ دس لوگ تھے وہ۔ میری بھی اچانک ہی نظر پڑی۔" ساحر کی سنجیدگی اور گہری ہو گئی۔ کبیر اور جبران اُسے ہونق بنے دیکھ رہے تھے۔

"اب بکو بھی کہ کیا ہوا؟؟ جبران پھٹ پڑا۔

"جہاز بند ہو گیا تھا۔ دھکا لگانا پڑا ہے۔ پھر سٹارٹ ہوا۔" ساحر نے سادہ لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے, پریشان کر دیا تھا تم نے۔" جبران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دس لوگوں سے تو ہل بھی نہیں رہا تھا اور اگر میں نہ جاگتا تو پانی میں ہی کھڑا رہتا جہاز۔ پھر تم خوش ہو جاتے۔" ساحر نے بھی اُسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔ جبران اُسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"یوں نہ دیکھو مجھے جبرانی ورنہ میں نے جبرانی میں سے پہلے دو لفظ ہٹا

دیتے ہیں۔" ساحر نے شرمانے کی بھونڈی سی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ کبیر اور جبران دونوں ہنس پڑے۔

"خدا کا خوف کرو مشن سر پہ ہے اور کب سے تم لوگوں نے مجھے فضول باتوں میں الجھایا ہوا ہے۔" اُس نے کوسنے دیتے ہوئے کہا۔

"جہاز سے اترنے سے پہلے جہاز کے اندر ہی کاغذات کی چیکنگ ہوتی ہے یہاں۔ چیکنگ کے بعد ہم میک اپ چینج کریں گے۔ اور پھر بائی روڈ ناڈاک جانے والی بسوں کے ذریعے وہاں پہنچنا ہے۔ میں ابھی چیف کی دی ہوئی ٹِپ پہ رہائش کا بندوبست کرنے گیا تھا۔ ٹاپ کالونی کوٹھی نمبر تین۔ وہاں اکٹھے ہونے کے بعد کلب جائیں گے۔ راستے میں نگرانی کا خاص خیال رکھنا۔ اور کوٹھی میں پہنچ کر بھی آس پاس خیال رکھنا۔" یکلخت ساحر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میک اپ کیوں بدلنا ہے؟ ہمیں تو کوئی جانتا ہی نہیں۔۔" جبران نے حیرت سے کہا۔

"جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ہماری نگرانی ہو رہی تھی۔ جیسے بھی ہے وہ لوگ ہم تک پہنچ چکے ہیں۔ اور میرے خیال سے کبیر ہی ایسا شخص ہے جسے شہر میں لوگ جانتے ہیں۔ لہذٰا چوکنے رہنا۔ چوکنے کا مطلب سمجھتے ہو؟" اُس نے کہا۔

"کیا مطلب؟؟" کبیر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"دو کان تمہارے پاس ہیں دو اور لے لینا۔ چوکنے ہو جاؤ گے۔" ساحر نے کہا۔ جبران کے حلق سے قہقہہ بلند ہوا جبکہ کبیر شرمندہ سا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جہاز لنگر انداز ہو گیا۔ مسافروں کی چیکنگ شروع ہو گئی۔ اپنی باری پہ چیکنگ کروا کے وہ بھی آگے کو بڑھے۔ جہاز سے اترنے سے پہلے انھوں میک اپ بدل لئے۔ ایک ایک کر کے وہ جہاز سے اترے۔ بس سٹینڈ پہ پہنچ کر سب سے پہلے جبران بس میں سوار ہوا۔ اگلی بس میں کبیر سوار ہوا۔ جبکہ ساحر غائب تھا۔

*

ناڈاک شہر فار لینڈ کی شہ رگ تھا۔ اس کی تعمیر بہت دلکش تھی۔ تعمیرات کی بھرمار کے باوجود بے تحاشہ سبزہ تھا جس کی کانٹ چھانٹ کر کے بہت دیدہ زیب بنایا گیا تھا۔ جگہ جگہ پارکس تھے۔ اس شہر کے عجائب گھر بہت مشہور تھے۔ ان عجائب گھروں میں دنیا کے تقریباًہر حصے سے کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ سفاری پارک بھی اہمیت کا حامل تھا۔ یہ پارک بہت زیادہ رقبہ پہ پھیلا ہوا تھااور تقریباً ہر قسم کے جانور اس پارک میں تھے۔ اس پارک میں لوگ مختلف مخصوص جگہوں پر کیمپنگ بھی کر سکتے تھے لیکن اس کے لئے پہلے باقاعدہ اجازت لینی پڑتی تھی۔ شہر میں سیاحوں کا کافی رش رہتا تھا۔

ساحر نے اُن دونوں سے الگ ہو کر ایک گاڑی رینٹ پہ لی۔ مارکیٹ سے اسلحہ خریدا اور وہ بھی آہستہ آہستہ منزل کی طرف چل دیا۔ شہر پہنچنے سے تھوڑا پہلے وہ رُک گیا۔ پبلک بوتھ سے اس نے اس کوٹھی کا نمبر ملایا جہاں پہ انھوں نے اکٹھے ہونا تھا۔ کافی دیر کوشش کرنے کے باوجو کسی نے کال نہ ریسیو کی تو وہ واپس گاڑی میں آیا۔ اپنے بیگ سے اس نے سیل فون کی طرح کا ایک آلہ نکالا۔ اسے آن کیا تو اس پہ دو نقطے نظر آرہے تھے۔ کبیر اور ساحر نے دونوں کے بیگز میں ٹریکرز لگائے گئے تھے۔ اور اس آلے پہ ان کی موجودہ لوکیشن تھی۔ ساحر کے چہرے پہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔ اُس نے احتیاطً یہ طریقہ اپنایا تھا اور یہی اس کے کام آگیا۔ اُس نے جلدی سے گاڑی اس لوکیشن کے حساب سے موڑی۔ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے وہ مطلوبہ جگہ کے قریب پہنچ گیا۔ یہ ہارکو کلب تھا۔ کلب کی صورتحال دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ یہاں کا "رُستم کلب" ہے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اُس کے پاس وقت بہت کم ہے اور فرنٹ سائیڈ سے بہت ٹائم ضائع ہو گا اس لئے وہ کلب کی عقبی گلی کی طرف

مڑا۔ گاڑی اس نے وہیں پارک کی اور ایک پسٹل پہ سائلنسر لگا کر جیب میں رکھا اور کلب کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا اور چکرا کر گر گیا۔ اندر موجود گیٹ کیپر دھماکہ سُن کر اُچھل پڑا۔ وہ دروازے میں موجود جالی والی کھڑکی کھول کر اس سے باہر دیکھنے لگا۔ پہلے تو اُسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ لیکن جب اس کی نظر زمین پہ پڑی تو اس نے ایک شخص کو اوندھے منہ گرے ہوئے دیکھا۔ اس نے آوازیں دینا شروع کیں لیکن ساحر اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

گیٹ کیپر نے جالی والی کھڑکی بند کر دی۔ کچھ دیر بعد نے اس نے یکدم دوبار کھڑکی کھولی تو وہ شخص ابھی بھی وہیں پڑا ہوا تھا۔ اب گیٹ کیپر پریشان ہو گیا کہ یہ اپنا بندہ بھی ہو سکتا ہے جو خصوصی دروازے کی طرف آیا ہے۔ اس نے ہولسٹر سے پسٹل نکالا اور دروازہ کھول کر ساحر کے اُوپر جھک کر اس کو دیکھنے لگا۔ ساحر نے زور سے اسکی ناک پہ ٹکر ماری۔ اس سے پہلے کہ وہ چیختا ساحر اس کے ساتھ ہی اٹھتا گیا اور فوری

اس کی گردن دبوچ کر پچھلی دیوار سے مارا پھر اسے نیچے گرا لیا۔ لیکن گردن پہ انگوٹھے کا دباؤ کم نہ کیا۔

"وہ دونوں آدمی کہاں ہیں جنہیں تھوڑی دیر پہلے اُٹھا کر لا یا گیا ہے؟" ساحر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"سس۔۔ سس۔۔ سپیشل روم میں۔" اس نے رک رک کر جواب دیا۔

"جلدی بتاؤ کہاں ہے یہ سپیشل روم؟" ساحر نے گردن پہ دباؤ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"تہ خانے میں ہے۔" اس نے تہ خانے کا رستہ بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہاں کتنے لوگ ہیں؟" ساحر نے پوچھا۔

"دو۔ ابھی ابھی باس بھی گیا ہے۔" ساحر اسکی گردن پہ دباؤ بڑھاتا گیا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ ساحر نے اسے گھسیٹ کر اندر دروازے کے ساتھ والے کمرے میں اس کی شرٹ کے ساتھ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور اس کے منہ میں اس کی بنیان ٹھونس دی۔ وہ

تیزی سے تہ خانے کی طرف دوڑ پڑا۔

اس کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ باس کے جانے کا مطلب تھا کہ جبران اور کبیر دونوں خطرے میں ہیں۔ تہ خانے کے ایک کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا جبکہ دوسرے کمرے میں پینٹ کی خالی بالٹیاں رکھی تھیں۔ دیواروں پہ پینٹ تازہ تھا۔ ساحر نے جب دروازہ بند دیکھا تو روشندان کی تلاش میں نظر دوڑائی روشندان تو نہ ملا البتہ سیڑھیوں کے نیچے ایگزاسٹ فین لگا ہوا تھا جو اس وقت بند تھا۔ ساحر نے اسے غنیمت جانا اور پینٹ والی بالٹی لا کر نیچے رکھی اور ایڑیاں اٹھا کر پنجوں پہ کھڑا ہو کر اندر دیکھنے لگا۔ آواز کی تو سمجھ نہیں آ رہی تھی لیکن کبیر کسی سے بات کر رہا تھا۔ پھر ایک جلاد قسم کا آدمی نظر آیا جو خنجر لے کر کبیر کی طرف بڑھا۔ اس نے کبیر کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اُوپر کی طرف کیا اور خنجر والا ہاتھ بلند کیا۔ خنجر تیزی سے کبیر کی آنکھ کی طرف بڑھا اور سٹک کی آواز کے ساتھ وہ جلاد سیدھا کبیر پہ گرا اور کبیر کو لئے کرسی سمیت زمین پہ آ گرا۔ ساحر نے سائلنسر لگے پستول سے گولی چلائی تھی۔

کرسی ان دونوں کے وزن کی وجہ سے ٹوٹ گئی۔ اسی وقت ایک اور شخص دوڑتا ہوا کبیر کی طرف بڑھا۔ ساحر نے دوبارہ نشانہ باندھا اور گولی سیدھی اس شخص کی ران میں لگی وہ چیختا ہوا نیچے گرا۔ ساحر کو معلوم تھا کہ اندر تین لوگ ہیں۔ جلاد کو مارنے کے بعد باقی دو میں سے ایک باس تھا جسے وہ زندہ پکڑنا چاہتا تھا اور باس کے بارے میں کنفرمیشن کے لئے ساحر نے دوسرے شخص کو زندہ رکھا۔ اسے گولی مارتے ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔ "باس۔ باس۔ کلب پہ حملہ ہو گیا ہے۔" اس نے گیٹ کیپر جیسا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔ یہ اس کی عادت تھی کہ وہ اگلے بندے کو ہراساں کرنے کے لئے اس طرح کے جملے بول جاتا تھا جس وجہ سے مقابل کچھ لمحوں کے لئے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے معذور ہو جاتا تھا۔ اندر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی۔ یکدم دروازہ کھلا اور ساتھ ہی ساحر کی لات حرکت میں آئی۔ دروازے پہ آنے والا چیخ مار کر واپس جا گرا۔۔ ساحر دوڑ کے اس کے پاس پہنچا اور زوردار لات اس کی پسلیوں میں رسید کی اگلی لات

اس کی کنپٹی پہ پڑی اور وہ چیختا ہوں ٹھنڈا ہو گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کیا۔

"کبیر صاحب پکی پکائی کھیر کھانی ہے, کرسی ٹوٹنے کے باوجود نہ کھل پائے۔" اور کبیر کی طرف بڑھا۔ کبیر کے سر سے خون نکل رہا تھا۔ اس نے جلدی سے جلاد نما سانڈ کو اُوپر سے ہٹایا اور تیزی سے کبیر کو کھولنے لگا۔ کرسی کا ایک کونہ اس کے سر میں لگا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کو کھول کر وہ جبران کی طرف بڑھا۔ اسے جلدی سے کھولنے لگا۔

"ان میں سے باس کونسا ہے۔" ساحر نے جبران سے پوچھا۔

"جسے لات پڑی ہے تمہاری۔" جبران نے مسکرا کر کہا۔

"کبیر زخمی ہے اسے جلدی اُٹھاؤ۔ میں باس کو اُٹھاتا ہوں۔ یہاں فرسٹ ایڈ باکس ضرور ہو گا وہ بھی ساتھ لے لو۔ کسی بھی وقت ہم پھنس سکتے ہیں۔" ساحر نے جلدی سے کہا اور جبران "اوہ۔۔" کہتا ہوا کبیر کی طرف

بڑھا۔

ساحر نے دوسرے شخص کو گولی مار دی اور دونوں کو اُٹھا کر وہ باہر کو چل دیئے۔ باہر ابھی سب سکون تھا۔ کلب کے دروازے کے پاس ساحر نے باس کو نیچے ڈالا اور جبران کو رکنے کا اشارہ کر کے وہ گاڑی لانے دوڑ پڑا۔ گاڑی لا کر اس نے جبران کے قریب روکی، اس میں کبیر اور کلب کے باس کو ایڈجسٹ کیا اور تھوڑی دیر میں وہ گاڑی ان کی رہائشگاہ کی طرف اُڑی جارہی تھی۔

★

روڈزا اپنے آفس میں بیٹھا روزمرہ کے کاموں میں مصروف تھا۔ فون کی گھنٹی بجنے پر وہ چونک گیا۔ "یس۔۔" اس نے غصہ بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہارکو کے اسسٹنٹ اور ایک آدمی کو کلب کے تہ خانے میں گولی ماردی گئی ہے جب کے ہارکو کو اغوا کر لیا گیا ہے۔" دوسری طرف سے تیزی سے کہا گیا۔

"اوہ۔ کب ہوا اور کیسے ہوا یہ؟" اُس نے پوچھا۔ روڈز کا دماغ ایک بار یہ سن کر جھٹکا کھا گیا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ہارکو کو اس کے کلب سے یوں کوئی اُٹھا لے گا۔ ہارکو کی طرف تو کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا۔

"باس۔ ہارکو کے آدمیوں نے دو نوجوانوں کو گن پوائنٹ پہ اغوا کر لیا اور ہارکو کے کہنے پر انھیں کلب لے آئے۔ اغوا ہونے والوں کا کوئی تیسرا

ساتھی بھی تھا جس نے یہ سب کیا۔ وہ کلب کے پچھلے دروازے سے حیرت انگیز طریقے سے داخل ہوا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"حیرت انگیز۔ کیا مطلب۔؟"اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"کلب کے بیک ڈور سے بنا اجازت کوئی نہیں داخل ہو سکتا۔ لیکن اس نے ڈرامہ ہی ایسا کیا کے گیٹ کیپر بھی الجھ گیا۔ اس نے........" دوسری طرف سے ساحر کے ڈرامے کی تفصیل بتائی۔ اور روڈز نے ریسیور رکھ دیا۔

"یہ وہی ہیں۔ ان کے علاوہ ایسا کوئی نہیں کر سکتا, یہ وہی ہیں۔ کیا کروں میں ان کا۔ انہوں نے آتے ہی دماغ خراب کر دیا ہے۔" اس نے چیختے ہوئے کہا اس کا چہرہ غصے سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن پھر وہ نارمل ہوتا گیا۔

"نارمن کو اندر بھیجو۔"اس نے انٹر کام پہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

نارمن اس کا نمبر ٹو تھا۔ اس کے سیکشن میں سب سے قابلِ اعتماد اور ذہین نوجوان ایجنٹ۔ اسے فار لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی سے پلاننگ

کے تحت روڈز نے اپنے سیکشن میں شامل کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک خوش شکل نوجوان اندر داخل ہوا۔

" آؤ نارمن بیٹھو۔ کیسی رہیں تمہاری چھٹیاں؟۔ "روڈز نے پوچھا

"بہت اچھی باس۔ کیا ہوا باس کوئی نیا پراجیکٹ شروع ہو گیا ہے جو مجھے یاد کیا ہے آپ نے؟ "نارمن نے پوچھا۔

"نہیں۔ بلکہ ایک پرانے پراجیکٹ میں رکاوٹ آ گئی ہے۔" روڈز نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کون سے پراجیکٹ میں باس؟ "نارمن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"پلیگ پراجیکٹ۔ "باس نے جواب دیا۔

" اوہ۔ عجیب ہے۔ ٹارگٹ تو ایک پسماندہ ملک تھا اور آج تک جو بھی کام ہم نے ہاتھ لیا ہے وہ بے داغ طریقے سے پورا کیا ہے اور کسی کو اس کی بھنک بھی نہیں لگی۔ اس بار کیسے ہو گیا یہ؟ "نارمن نے کہا۔

"یہ ہو چکا ہے۔ نہ صرف وہاں ہمارا سیٹ اپ ایک بار ختم کر دیا گیا ہے بلکہ وہ لوگ یہاں پہنچ چکے ہیں۔" باس نے کہا۔

"حیرت ہے، انھیں یہاں کا پتہ بھی چلا گیا۔ ویری سٹرینج۔" نارمن نے بے یقینی سے کہا۔

"میرے اندازے سے یہ لوگ ذہین تو ہیں لیکن فیلڈ میں نئے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کا یا میرا ابھی تک انھیں نہیں پتہ لیکن ان کا اس شہر میں پہنچ جانا ان کی قابلیت کا ثبوت ہے۔ دیکھو نارمن، مجھے تمہاری صلاحیتوں پہ یقین ہے اس لئے تمہیں مشورے کے لئے بلایا ہے" باس نے کہا۔

"تھینک یو باس۔۔ حکم باس۔۔" نارمن نے جواب دیا۔

"پہلے میں تمہیں اب تک کے واقعات کی تفصیل بتاتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ ہم مسلمانوں کو صفحہِ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب ختم ہوں جائیں اور ہم پوری دنیا پہ حکومت کریں۔ اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ اس پلان پہ عمل کرنے کے لئے پہلا قدم ہمارے سیکشن نے

اُٹھایا۔ لیکن ہمارا سارا پلان چوپٹ ہو چکا ہے اُلٹا ہم نظروں میں آچکے ہیں۔ ہمارے پلان کے اہم کردار رستم اور سیٹھ رفیق تھے۔ سب کچھ بظاہر ٹھیک چل رہا تھا لیکن ایک ہی رات اُن دونوں کا اغوا ہو گیا۔ ابھی تک اُن کی کوئی خبر نہیں۔ معلومات کے مطابق ...." روڈز نے گرین گارڈز کے آپریشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "یہاں پہ میں نے اُن کے خلاف ہارکو کو ہائر کیا تھا۔ لیکن ہارکو کو ہی اغوا کر لیا گیا۔ اب اس کی بھی کوئی خبر نہیں۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ کوئی جادوگر ہوں۔ جدھر جاتے ہیں ان کے حریف غائب ہو جاتے ہیں اور یہ پھر زندہ سلامت نکل آتے ہیں۔" روڈز نے کہا۔

"باس اِن سب حالات سے ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ یہ لوگ غنڈے یا پولیس والے نہیں ہیں۔ ان کا کام کرنے کا طریقہ الگ ہے۔ ہارکو جیسے غنڈے کو یوں اُٹھا لئے جانے کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ہارکو جیسے لوگوں کے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ ان کے لئے کوئی ذہانت بھرا پلان ہو گا تو یہ قابو آئیں گے۔" نارمن نے سنجیدگی سے کہا۔

"اِسی کام کے لئے تو تمھیں بلایا ہے۔" روڈز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ انھیں مارنا چاہتے ہیں یا زندہ پکڑنا ہے؟" نارمن نے پوچھا۔

"زندہ پکڑنا ہے۔ ضروری پوچھ گچھ کر کے پھر مار ہی دینا ہے۔" روڈز نے سرد لہجے میں کہا۔

"پھر اُن کے لئے ایک ٹریپ بناتے ہیں۔ ایک نقلی ہیڈ کوارٹر تک اُن کو پہنچاتے ہیں۔ وہاں انھیں پکڑ لیں گے۔" نارمن نے کہا۔

"نہیں۔ ہیڈ کوارٹر کا ایک خاص انداز ہوتا ہے۔ صرف دفتر تو ہیڈ کوارٹر نہیں ہو سکتا، وہ کھٹک جائیں گے۔" باس نے کہا۔

"پھر آپ کے ہمشکل آپ کی رہائش گاہ پہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس کی انفارمیشن کسی طرح ان تک پہنچا دیتے ہیں۔ وہ ضرور آئیں گے اور ہم پہلے ہی تیار ہوں گے۔ اس کے لئے ضروری یہ ہے کے ہم انھیں ٹریس کریں اور پھر صرف نگرانی کریں۔" نارمن نے کہا۔

"یہ پلان ٹھیک ہے۔ لیکن ہمشکل میرا نہیں ہونا چاہئے۔ وہ چونک بھی

سکتے ہیں کہ ایک سیکشن چیف اتنی آسانی سے کیسے ٹریس ہو گیا۔" روڈز نے کہا۔

"ایک اور بھی پلان ہے۔" نارمن نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"کھل کر بات کرو یہ بہت اہم معاملہ ہے۔" روڈز نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کے کسی اہم عہدے دار کی گرل فرینڈ بنا کر کسی لیڈی ایجنٹ کو آگے کرتے ہیں۔ وہ معلومات کے لئے اُسے ضرور اَپروچ کریں گے۔ اور اُنھیں امید بھی نہ ہو گی کہ کوئی عہدیدار اپنی گرل فرینڈ کے فلیٹ پہ نگرانی کروائے گا اس لئے وہ نارمل انداز میں وہاں پہنچیں گے۔ وہ لڑکی انھیں اپنے فرضی بوائے فرینڈ یعنی ہیڈ کوارٹر کے عہدیدار کا پتہ بتائے، اور ہم اس فرضی بوائے فرینڈ کا ہمشکل وہاں الرٹ رکھیں گے۔ وہ اُسے پکڑنے کو کوشش میں خود پکڑے جائیں گے۔ فرض کریں کہ اگر نہ بھی پکڑے جائیں تو ہمارا کچھ نقصان نہ ہو گا۔ ہم اس کام کے لئے کرائے کے لوگ استعمال کرلیں گے۔" نارمن نے کہا۔

"ویری گُڈ۔ بہت زبردست اور سادہ پلاننگ ہے۔ اُن کو لڑکی کے بارے میں کیسے بتایا جائے؟؟" باس نے خوشی سے کہا۔

" اس کے لئے پہلے انھیں ٹریس کرنا پڑے گا۔ وہ آپ مجھ پہ چھوڑ دیں۔ اگر اجازت دیں تو میں جا کے کام شروع کر دوں؟" نارمن نے پوچھا۔

"او۔ کے۔ لیکن خیال رکھنا کے کچھ اُلٹا نہ ہو جائے۔" باس نے ہدایت کی۔

"یس باس۔ میں خیال رکھوں گا۔ بائی۔۔" نارمن نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

روڈز نے صرف سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔ نارمن کے جانے کے بعد وہ ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پہ اطمینان ہی اطمینان تھا۔ اسے یقین تھا کہ نارمن ضرور کامیاب ہو گا۔ کیونکہ نارمن تب تک چین سے نہ بیٹھتا تھا جب تک کام پورا نہ کر لیتا تھا۔

* * *

ساحر نے اپنے ساتھیوں کو گیٹ کے تالے کے نمبرز بتاتے ہوئے ہار کو سمیت رہائش گاہ کی عقبی طرف اُتارا اور خود گاڑی کہیں دور چھوڑنے چلا گیا۔ اس کے مطابق گاڑی سے وہ ٹریس ہو سکتے تھے اور اگر وہ دور چھوڑ آیا تو گاڑی کیونکہ وہ دوسرے شہر سے لایا تھا تو وہ ڈھونڈنے والے بھٹکے رہیں گے۔ کبیر ہوش میں آچکا تھا۔ رستے میں ہی جبران نے اس کے زخم کی ڈریسنگ کر دی تھی۔ دیوار پھلانگ کر جبران نے کوٹھی کا نمبرز والا تالا کھولا اور ہار کو اندر لے جا کر اچھی طرح کرسی پر باندھ دیا۔

"جبران تم نگرانی کرو۔ مسئلہ نہ بن جائے کوئی۔" ساحر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور جبران تیزی سے باہر نکل گیا۔

ساحر نے آگے بڑھ کر ہارکو کو ہوش میں لانا شروع کیا۔ "طبیعت کیسی ہے تمہاری اب؟" اس نے کبیر سے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں۔ تم اتنے سنجیدہ کیوں ہو؟" کبیر نے پوچھا۔

"حالات ہی ایسے ہیں، آتے ہی تم لوگ پکڑے گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم پہ کبھی بھی کہیں بھی حملہ ہو سکتا ہے اور ہم انجان ملک میں ہیں۔ ہمیں اب سب کچھ بہت تیزی سے کرنا ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اتنے میں ہارکو کے جسم میں ہوش میں آنے کے اثرات شروع ہو چکے تھے۔ "کک۔۔کک۔۔کیا مطلب ۔۔۔کہاں ہوں میں ۔۔" ہارکو کی آواز آئی۔

"میرج ہال میں ہو تم۔" ساحر نے جواب دیا۔

"میرج ہال.... کیا مطلب؟ میرج ہال میں میرا کیا کام.... تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے باندھنے کی.... تمہیں پتہ بھی ہے میں کون ہوں۔؟

ہارکو نان سٹاپ انداز میں بولتا چلا گیا۔

"پتہ ہے مجھے۔ تبھی تو باندھا ہے تا کہ تم بھاگ نہ جاؤ۔ ہمارے ملک میں تمہارے گوشت کی بڑی مانگ ہے آجکلاس لئے آج تمہیں فرائی کیا جائیگا۔ بس دولتی مت چھاڑنا۔" ساحر نے جواب دیا۔

"کیا بکے جارہے ہے... گوشت۔۔ ملک۔۔ اور یہ دولتی کیا ہے۔۔ کھولو مجھے ورنہ پچھتاؤ گے۔" ہارکو نے بپھرے ہوئے لہجے میں جواب کہا۔

"تم نے میرے ساتھیوں کو کیوں اُٹھایا؟" ساحر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یہی کام ہے میرا، تم نہ آتے تو یہ کب کے مرچکے ہوتے۔ اوہ ہاں تم اندر کیسے آگئے اور تم مجھے کلب سے بھی نکال لائے۔ کسی نے روکا نہیں تمہیں؟؟" ہارکو نے حیرانی سے پوچھا۔ وہ ڈرا ہوا یا سہا ہوا بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا، ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہو۔

"بَیک ڈُور سے۔ میرے ساتھیوں تک تم کیسے پہنچے؟" ساحر نے پوچھا۔

"تم لوگوں نے میک اَپ تو بدل لئے تھے لیکن لباس وہی تھے، میرے

آدمی تمہیں پہچان گئے تھے۔" ہارکو نے اطمینان سے جواب دیا۔

"یہ تو مجھ سے غلطی ہو گئی، کس نے یہ کام دیا تمہیں؟" ساحر نے پوچھا، اپنی غلطی جان کر اس کا موڈ کچھ دیر کے لئے بگڑ گیا تھا۔

"سوری۔ اِٹ اِز بزنس سیکرٹ۔" ہارکو نے سخت لہجے میں کہا۔

"تم ہی نہ رہے تو کون سا بزنس اور کون سا سیکرٹ۔ پوچھ تو میں نے لینا ہے۔ اب تمہاری مرضی کے آرام سے بتا دو یا پھر۔" ساحر نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم جو مرضی کرو۔ مجھ سے کچھ نہیں اُگلوا سکو گے۔" ہارکو نے ٹھوس انداز میں کہا۔

"وَیل مسٹر بارکو۔۔" ساحر نے کہا۔

"ہارکو۔۔" ہارکو نے غصے سے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہی۔ بارکو۔۔ مرد کے بچے ہو تو اب کچھ بتانا مت۔" ساحر نے اُٹھتے ہوئے کہا اور تیزی دروازے کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا

تو اس کے ہاتھ میں ڈبیا اور ایک چمٹی تھی۔ وہ سیدھا ہارکو کے پاس پہنچا۔ اسے کرسی سمیت نیچے پہلو کے بل لٹایا۔ ہارکو نے دیکھا تو ڈبیا میں چیونٹیاں تھیں۔ اس نے تعجب سے ساحر کی طرف دیکھا کے چیونٹیوں سے بھلا کیوں ڈرے گا کوئی۔ ساحر نے چمٹی سے ایک چیونٹی پکڑی اور ہارکو کے اُوپر والے کان میں ڈال دی۔ اور ہاتھ چھاڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہو۔ اُس نے کبیر کے کان میں کچھ کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا باہر کو مڑ گیا۔

"کیا مطلب۔ اُٹھاؤ مجھے اُوپر۔" ہاکو نے بے چینی سے کہا۔

"دو۔ چار جماعتیں پڑھ جاتے تو یوں بات بات کا مطلب تو نہ پوچھنا پڑتا۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہارکو کو کان میں سرسراہٹ محسوس ہوتی رہی۔ یکدم اس کی چیخ نکلی اور پھر تو چیخوں کا سیلاب آگیا۔ ہارکو کی آنکھیں پانی سے بھر گئ تھیں۔ وہ مسلسل سر اِدھر اُدھر مار رہا تھا لیکن درد رک نہیں رہا تھا۔

"نکالو اسے۔ نکالو اسے۔" ہارکو نے گالیاں دیتے ہوئے چیخ کے کہا۔

"ہمارے پیچھے کس نے لگایا تمہیں۔؟" ساحر نے پوچھا۔

"بت۔بت۔بتاتا ہوں۔اسے نکالو پلیز۔" ہارکو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری۔اس کے نکلتے ہی تمہاری مردانگی جاگ جائے گی۔بتاؤ پھر نکالوں گا۔" ساحر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مارک نے۔۔پلیز نکالو اسے۔میں بتاتا ہوں سب۔۔" ہارکو جو درد سے بلبلا رہا تھا رو دینے والے لہجے میں بولا۔

"آجاؤ کبیر۔۔چھپ کے باتیں سننا اچھی بات نہیں۔" ساحر نے اُونچی آواز میں کہا تو کبیر جو دروازے کے پاس ہی تھا وہ فرسٹ ایڈ باکس کے ساتھ اندر آگیا۔"اس کے کانوں میں ڈراپس ڈالو۔۔اب سرسوں کا تیل کہاں سے لاؤ گے۔" ساحر نے کہا۔کبیر تیزی سے آگے بڑھا۔باکس میں سے قطرے نکال کر ہارکو کے کان میں ڈالنے شروع کیے۔پھر اس کی کرسی سیدھی کر دی۔

"اب اچھے بچوں کی طرح تفصیل بتاؤ ورنہ تمہارا ایک کان ابھی رہتا ہے اور چیونٹیاں کافی بے تاب ہیں۔ "ساحر نے کہا۔

"پلیز۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ اتنے چھوڑے کیڑے سے بھی یہ حال ہو سکتا ہے۔ مارک نے مجھے تمہارے حلیے اور لباس کے ساتھ ساتھ تعداد بتائی تھی۔ میرے لوگوں کو تم تینوں میں سے دو ہی بس سٹاپ پہ ملے تو میں نے سوچا تیسرے کا ان دونوں سے پوچھ لیتے ہیں اس لئے کلب بلا لیا۔ اور پھر تم پہنچ گئے۔ تم لوگوں سے تمہارے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کر کے مار دینا تھا۔ "ہارکو اب تیر کی طرح سیدھا ہو گیا تھا۔

"مارک کا حدود اربعہ کیا ہے؟ "ساحر نے پوچھا۔

"کک۔ کیا۔ کون سا اربعہ؟؟ "ہارکو ہکلا گیا۔

"یار۔ نالائق سٹوڈنٹ ہے یہ۔۔ مربہ سے چھوٹا ہوتا ہے اربعہ۔ " ساحر نے پیشانی پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"مارک کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟" کبیر نے جلدی سے کہا۔

ساحر نے ایسے اس کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ۔ کیا یار ابھی تو پڑھانا شروع کیا تھا۔

"یہ تو مجھے نہیں پتہ۔۔" ہارکو نے ایسی نظروں سے کبیر کی طرف دیکھا جیسے اس کی مشکل آسان کرنے پہ شکریہ کہہ رہا ہو۔

"دیکھو ہارکو۔۔ یا مارک دو یا میں تمہارے مارکس زیرو کر کے لٹکا دوں گا۔" ساحر نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے مارک کے بارے میں کچھ نہیں پتہ۔ صرف دو، تین بار اس سے ایک ہوٹل میں کھانے پہ ملاقات ہوئی ہے۔ وہ کال پہ ہی مجھے کام دیتا ہے اور معاوضہ بہت دیتا ہے تو میں زیادہ پوچھ گچھ نہیں کرتا۔" ہارکو نے کہا۔

"ہارکو۔۔ تم مجھے بچہ نہ سمجھو۔۔ تم نے اس کی جاسوسی کروائی ہے۔" ساحر نے کہا۔

"تت۔ تمہیں کیسے پتہ۔۔" ہار کو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہ مت پوچھو۔۔ جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں میں نے اس کی تلاش کی تھی۔ لیکن کچھ نہیں ملا۔ وہ ہر بار غائب ہو جاتا ہے۔" ہار کو نے کہا۔

"دھیان دو۔ اس کی کوئی خاص عادت یا کوئی ایسا پوائنٹ جو ہر ملاقات میں سامنے آیا ہو۔ کس ہوٹل میں ملاقات ہوتی تھی۔؟" ساحر نے کہا۔ اور ہار کو سوچ میں ڈوب گیا۔

"ہاں ایک پوائنٹ ہے۔ پتہ نہیں یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ ہر بار مارک اور میری ٹیبل پہ ایک ہی ویٹر نے آڈر لیا اور کھانا سرو کیا۔ اس کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ مارک کی پسند سے آگاہ ہے۔ ہوٹل بلیو سٹار۔ ویٹر کا نام شاید جونز تھا اور ہر بار ہم ٹیبل نمبر دس پہ ہی بیٹھے تھے۔" ہار کو نے یکدم پُرجوش انداز میں کہا۔

"اب مارک اور اس ویٹر کا حلیہ بھی بتا دو اور اگر کوئی خاص نشانی ہے تو وہ بھی۔ " ساحر نے کہا۔

ہارکو نے حلیہ بتا دیا۔ حلیہ عام سا تھا لیکن مارک کے قد و قامت کا اندازہ ہو گیا تھا۔

"سُنو ہارکو۔ تم یہاں کے بہت بڑے گینگسٹر ہو۔ یہ تمہارا اپنا شہر ہے اس کے باوجود میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ تم دوبارہ میرے یا میرے ساتھیوں کے رستے میں آئے تو تم چاہے پاتال میں چھپ جانا میں تم تک پہنچ جاؤں گا اور تمہاری وہ حالت کروں گا کے تم اپنی پیدائش پہ بھی ماتم کرو گے۔ " ساحر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اسے دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جو تھوڑی دیر پہلے مذاق کر رہا تھا۔ کبیر اور ہارکو کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔

"مم۔ میں سمجھ گیا۔ میں تمہارے راستے نہیں آؤں گا۔ تمہارا مجھ پہ احسان رہا۔ " ہارکو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔۔" ساحر کہتے ہوئے آگے بڑھا۔

"کیا مطلب۔۔ تم نے تو کہا تم مجھے زندہ۔۔" ہارکو کی آواز اس کی چیخ میں دب گئی۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

"جبران کو بلاؤ۔۔ اسے گاڑی میں ڈال کر کسی ویرانے میں چھوڑ آئے۔" ساحر نے ہارکو کو کھولتے ہوئے کہا۔ کبیر تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ساحر ہارکو کو اُٹھا کر گاڑی کے پاس پہنچا تب تک جبران اور کبیر بھی پہنچ گئے۔ "جلدی آجانا۔۔ کوئی پلان کر کے آگے بڑھنا ہے، چور پولیس کے کھیل سے میں اُکتا گیا ہوں۔" ساحر نے اُکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔" جبران نے ہارکو کو گاڑی میں ڈالتے ہوئے کہا۔

کبیر گیٹ کھولنے چلا گیا تھا۔ جبران نے نکلنے پہ اس نے گیٹ بند کر دیا۔

"تم آرام کرو جا کے۔ میں نگرانی کرتا ہوں۔ جبران آئے تو پھر بات کرتے ہیں۔" ساحر نے کبیر سے کہا۔ کبیر سر ہلا کر اندر کی طرف چل

دیا۔ تھوڑی دیر بعد جبران اور ساحر اکھٹے اندر داخل ہوئے۔

"میں چائے بنا کر لاتا ہوں۔ کافی تھکن ہو گئی ہے۔" جبران نے کچن کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چائے بنا کر لے آیا۔

"ہار کو نے بِنا تشدد کے ہی کیسے معلومات دے دیں؟" جبران نے حیرت سے پوچھا۔

"تشدد تو کرنا پڑا ہے۔ ورنہ وہ بات بات پہ پوچھنے لگ جاتا تھا۔ کیا مطلب۔۔ کیا مطلب۔۔" ساحر نے کہا۔

"کیا مطلب۔" جبران نے بھی اچانک کہہ دیا اور سب ہنس پڑے۔ پھر کبیر نے جبران کو بتایا کے کیسے ساحر نے زبان کھلوائی اور کیا معلومات حاصل ہوئیں۔

"حیرت ہے یہ چیونٹی والا تشدد کیسے تمہارے ذہن میں آ گیا؟" جبران نے پوچھا۔

"ہ سے ہاتھی بنتا اور ہ سے ہار کو۔۔ اس وجہ سے ذہن میں آیا۔" ساحر نے

کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔" جبران نے کہا۔ جبکہ کبیر کے تاثرات بھی وہی تھے۔

"اس نے کہا کے جو مرضی ہے کر لو میں نہیں بتاؤں گا۔ اس پہ میرے ذہن میں آیا کے اس ہاتھی سے کیسے بات نکلواؤں۔ اس سے ذہن میں جملہ گونجا کے چیونٹی ہاتھی کو بھی مات دے دیتی ہے۔ میں ہاتھی کی جگہ اُس جملے میں ہارکو لگا دیا۔ نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ۔ کہاں کی بات کہاں لے گئے تم۔" کبیر نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں کی بات کہاں لے گیا تبھی تو یہاں کی بات پتہ چلی۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"تمھیں کیسے پتہ چلا کے ہارکو نے مارک کی نگرانی کرائی ہے؟" کبیر نے پوچھا۔

"ایسے لوگوں کی نفسیات ہوتی ہے دوسروں کی کمزوری ہاتھ میں رکھنا اور ایک قدم آگے رہنے کی کوشش کرنا۔ تبھی تو اِن کی سب پہ دھاک بیٹھتی ہے۔ میں نے بھی اس نظریہ کو سامنے رکھ کر اندھیرے میں تیر چلایا تھا۔ اور وہ ٹھیک نشانے پہ بیٹھا۔" ساحر نے کہا۔

"اب میں نے تمہاری تعریف کوئی نہیں کرنی۔" جبران نے منہ بنایا۔

"اب کام کی بات ہو جائے۔ ہمارے پاس دو کلیو ہیں۔ ایک مَیری کلب، جس کی نشاندہی چیف نے فریکوئنسی سے کی۔ دوسرا مارک والا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں پہ کام کریں۔ تم لوگ ہارکو کے بتائے ہوئے ہوٹل جاکر اُس ویٹر کو ڈھونڈو اور مارک کے بارے میں پتہ کرو اور میں مَیری کلب جاکر کلیو تلاش کرتا ہوں۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"مارک کا پتہ چل جائے تو کیا کرنا ہے پھر؟" کبیر نے کہا۔

"ٹرانسمیٹر ساتھ لے لو۔۔ پسٹل بھی رکھ لو ساتھ۔ مارک کا پتہ چلتے ہی مجھے بتانا۔ تب تک میں بھی کچھ معلوم کرلوں گا۔ اگلا قدم سوچ سمجھ کر

رکھنا ہے۔ اور اپنا خیال رکھنا اس بار۔ ضروری نہیں کے ہر بار کوئی بچانے پہنچ جائے۔" ساحر نے کہا۔

"او۔ کے۔ ہم خیال رکھیں گے۔" دونوں نے کہا۔

"اب ایک بار پھر میک اپ بدل لیں یہ ہار کو نے دیکھ لیا ہے۔ اور لباس بھی۔۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ اور لباس بدل رک گاڑیوں میں ٹارگٹس کی طرف روانہ ہو گئے۔

*

کبیر اور جبران اس وقت ہوٹل بلیو سٹار کی ایک میز پہ کافی پی رہے تھے۔ وہ دونوں رہائش گاہ سے سیدھے ہوٹل پہنچ گئے تھے۔ وہ کافی پیتے ہوئے نارمل انداز میں باتیں کر رہے تھے۔

"ویٹر کو بُلا کر اس سے پوچھ لیتے ہیں جونز کے بارے میں۔" جبران نے کہا۔

"ہمیں جونز سے ملنا ہے۔" کبیر نے ویٹر کو اشارے سے پاس بُلا کر پوچھا۔

"اُس کی تو رات کی شفٹ ہے۔" ویٹر نے چونک کر کہا۔

"تو اُس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دو۔" جبران نے اس کے ہاتھ میں نوٹ تھماتے ہوئے کہا۔

"مگر............"

"ہمیں بس اُس سے کچھ پوچھنا ہے۔۔ ڈونٹ وری۔۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔ ایڈریس بتا کر ہمارے لئے دو کافی اور لے آنا۔۔" جبران نے ایک اور نوٹ اس کے ہاتھ میں ٹھونستے ہوئے کہا۔

"تھینک یو۔۔ امپیریل روڈ۔۔ ڈی بلاک۔۔ فلیٹ نمبر سترہ۔۔" ویٹر نے جلدی سے کہا۔ اور وہاں سے ہٹ گیا۔

"اور کافی نہیں منگوانی تھی۔۔ ٹائم ضائع ہو گا۔" کبیر نے کہا۔

"اس طرح ویٹر سے پوچھ گچھ نہیں ہو گی کہ ہم کیا باتیں کرتے رہے۔ کسی کو شک نہیں ہو گا۔۔" جبران نے کہا۔

"گڈ۔۔ بڑے ہو رہے ہو۔۔" کبیر نے مسکرا کر کہا۔

اتنے میں ویٹر کافی لے کر آ گیا- جبران نے کبیر کو چونکتے ہوئے دیکھا۔ کبیر نے ساتھ والی میز کی طرف آنکھوں سے اشارہ کیا۔ وہاں سوٹ میں ملبوس دو مرد بیٹھے تھے۔ ایک کے بازو کے گرد پٹی تھی جو گلے کو گھیرے

میں لئے ہوئے تھی جیسے اس کا بازو فریکچر ہو۔ دونوں کاروباری لگتے تھے۔ اور وہ دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ جبران تک ان کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی لیکن کبیر کے انداز سے لگتا تھا کے اُسے باتوں کی سمجھ آ رہی ہے۔ تھوڑی دیر تک اُن دونوں نے ویٹر کو بلایا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جانے لگے ہوں۔ کبیر نے بھی ویٹر کو بِل لانے کا اشارہ کیا۔ جلدی جلدی بِل ادا کر کے کبیر اور جبران اُن دونوں سے پہلے پارکنگ کی طرف چل دیئے۔

"کیا ہوا۔۔؟" جبران نے کبیر سے پوچھا۔

"وہ جلدی ہی نکلنے والے ہوں گے بعد میں تفصیل بتاؤں گا۔ ابھی تم ٹیکسی پہ جونز کی رہائش گاہ پہ جا کر اُس سے پوچھ گچھ کرو۔ میں اس پٹی والے آدمی کا پیچھا کرنے والا ہوں۔ یہ بھی ایک کلیو لگتا ہے۔" کبیر نے تیزی سے کہا۔

جبران جلدی سے ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔ ٹیکسی تیزی سے امپیریل روڈ کی طرف چل پڑی۔ ڈی بلاک کے سامنے جبران نے اُتر کر ٹیکسی کا کرایہ

دیا اور ڈی بلاک سے آگے کی طرف پیدل چل پڑا۔ ٹیکسی کے نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد وہ تیزی سے واپس مڑا اور ڈی بلاک کی طرف تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا چل پڑا۔ فلیٹ نمبر سترہ تیسری منزل پہ تھا۔ دروازے پہ جونز کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ دروازہ لاکڈ تھا۔ اندر سے اونچی آواز میں بجنے والے میوزک کی آواز آرہی تھی۔ جبران نے بیل کا بٹن پریس کیا۔ جواب نہ ملنے پر اس نے دوبارہ بٹن پریس کیا اور تب تک نہیں ہٹایا جب تک میوزک کی آواز بند نہ ہوئی۔

"کون ہے۔۔" اندر سے بیزار سی آواز سنائی دی۔

"سر آپ کا پارسل ہے۔ بلیو سٹار ہوٹل سے۔" جبران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پارسل۔ ہوٹل سے۔ میرے لئے کدھر سے آگیا۔" اسے بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر۔ جلدی آئیں مجھے اگلے بلاک میں بھی پارسل پہنچانا ہے۔۔" جبران

نے منت بھرے لہجے میں کہا۔۔

"اوہ۔۔اچھا۔ آرہا ہوں۔۔" آواز آئی۔ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز آئی۔ دروازہ کھلنے پہ ایک بڑا سا منہ نظر آیا۔

"کدھر ہے پارسل۔" بڑے منہ سے آواز نکلی۔

"یہ لیں سر۔" جبران نے کوٹ کی جیب سے ہاتھ نکالتے ہوئے کہا۔ اس کا ہک تیزی سے اس شخص کی کنپٹی کی طرف بڑھا۔ اگلے ہی لمحے بڑا منہ دروازے سے غائب ہو گیا اور دھڑام کی آواز سنائی دی۔ جبران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے کھڑکیوں کے پردے گرائے۔ اس شخص کو گھسیٹ کر کرسی پہ ڈالا اور بیڈ شیٹ سے اس کے ہاتھ پاؤں کرسی کے ساتھ باندھے۔ اس نے میوزک دوبارہ آن کر دیا۔ جبران نے اس شخص کو ہوش میں لانے کے لئے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر میں اس کے کراہنے کی آواز آئی تو جبران پیچھے ہٹ گیا۔

"تمہارا نام جونز ہے؟؟" جبران نے پوچھا۔

"کک۔ کک۔ کیا ہے یہ۔۔ تم نے مجھے باندھا ہوا کیوں ہے۔۔ کون ہو تم۔۔" وہ ہوش میں آتے ہی شروع ہو گیا۔

"تمہارا نام جونز ہے؟؟" جبران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو؟" جونز نے حیرانی اور پریشانی ملے جذبات میں پوچھا۔

"تم میری چھوڑو۔ جو پوچھوں اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا۔ ورنہ اس میوزک میں تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہو گا۔" جبران نے سخت انداز میں کہا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں تمہیں جانتا بھی نہیں پھر تم کیوں کر رہے ہو۔ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔" جونز نے پریشانی سے کہا۔

"مارک کو جانتے ہو؟؟" جبران نے پوچھا۔

"کون مارک؟؟۔ میرے جاننے والے تو بہت سے لوگوں کا نام مارک

ہے۔" جونز نے حیرانی سے کہا۔

"ہوٹل بلیو سٹار میں ٹیبل نمبر دس پہ بیٹھنے والا مارک۔ جس کے ساتھ ہار کو کلب کا مالک ہار کو لنچ کرنے آتا ہے۔" جبران نے کہا۔

"وہ تو پروفیسر مارک ہیں۔ ہمارے ہوٹل میں اکثر آتے ہیں۔ ان کی سیٹ پہلے سے ریزرو ہوتی ہے۔ میں انھیں اٹنڈ کرتا ہوں۔۔" جونز نے کہا۔

"پروفیسر مارک کہاں ملے گا؟؟" جبران نے پوچھا۔

"مجھے تو نہیں پتہ ۔۔" جونز نے کہا۔ اس کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔

"لیکن مجھے اس تک پہنچنا ہے۔ تم یا تو کوئی ایسی بات بتاؤ جس سے میں اس کا پتہ لگا سکوں یا پھر میں تمہیں مار کر خود ہی ڈھونڈ لوں گا۔" جبران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم نہیں تو کیسے بتاؤں؟؟" جونز نے پریشان ہو کر کہا۔

"تم مرو پھر تم میرے کسی کام کے نہیں۔۔" جبران نے پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں پلیز۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے مجھے کچھ نہیں معلوم۔" جونز نے گبھراتے ہوئے کہا۔

"تم میرے کسی کام کے نہیں ہو اور مجھے دیکھ بھی چکے ہو تو تمہارا زندہ رہنا نقصان دہ ہے۔ ہاں اگر تم کوئی کلیو دے دو پروفیسر کے بارے میں تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔" جبران نے کہا۔

"تم مجھے تھوڑی دیر سوچنے دو پلیز۔ شاید کچھ ذہن میں آ جائے۔" جونز نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ دو منٹ ہیں تمہارے پاس۔ کلیو یا موت۔" جبران نے کہا۔

"دو منٹ میں کیسے۔۔"

"تمہارا وقت شروع ہو چکا ہے۔" جبران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

جونز نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا چہرہ پسینے اور خوف سے بھرا ہوا تھا۔ دو منٹ پورے ہونے کو تھے۔ جبران پسٹل لے کر اس کے سر پہ پہنچ گیا۔ "آخری بیس سیکنڈز ہیں تمہارے پاس۔۔ بیس۔۔انیس۔۔" اس نے کاؤنٹ بَیک سٹارٹ کیا۔

"پلیز مت مارو مجھے۔۔کچھ سمجھ نہیں آ رہا مجھے۔۔" جونز نے چیختے ہوئے کہا۔

"دس۔۔نو۔۔آٹھ۔۔" جبران نے گنتی جاری رکھی۔

"رکو۔۔رکو۔۔۔ایک شخص ہے جو تمہیں مارک کے بارے میں بتا سکتا ہے۔" جونز نے ہذیانی انداز میں کیا۔

"کون؟؟" جبران نے گنتی روک دی۔

"نارمن۔ وہ اس شہر کی اہم کاروباری شخصیت ہے۔ میں دو تین بار پروفیسر مارک اور نارمن کو اکٹھے دیکھا ہے۔ پروفیسر کو میں نے صرف نارمن سے ہنس کے بات کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ

دونوں دوست ہیں۔ "جونز نے ہانپتے ہوئے کہا جیسے وہ دوڑ دوڑ کر آیا ہو۔

"نارمن کا آفس کہاں ہے؟" جبران نے پیچھے ہٹتے ہوئے پوچھا۔

"فشر امپورٹ ایکسپورٹ اس کا آفس ہے۔ انڈسٹریل ایریا کے ساتھ ہی ہے کہیں۔" جونز نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تمہاری بات جھوٹ نکلی یا میرے بارے میں تم نے کسی کو بتایا تو میں دوبارہ آ جاؤں گا۔ پھر تم نہیں بچو گے۔" جبران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔۔ مم۔ میں نے سچ بتایا ہے اور کسی بھی نہیں بتاؤں گا۔ تم۔۔" جونز کی آواز چیخ میں دب گئی۔ جبران نے پسٹل کا دستہ مار کر اُسے بے ہوش کر دیا تھا۔ اُس کا ایک ہاتھ ڈھیلا کر کے، بندھا ہی چھوڑ کر وہ تیزی سے نکل گیا۔ اب وہ نارمن تک پہنچنا چاہتا تھا۔ ڈی بلاک کراس کر کے جیسے ہی وہ موڑ مڑا اُسے ٹیکسی مل گئی۔

"فشر امپورٹ ایکسپورٹ۔ انڈسٹریل ایریا۔" جبران نے بیٹھتے ہوئے

کہا۔

ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ٹیکسی فشر امپورٹ ایکسپورٹ کے سامنے جا کر رکی۔ پورا پلازہ ہی شاید فشر کمپنی کا تھا۔ جبران نے کرایہ دیا اور پلازہ کی طرف بڑھ گیا۔

"ہیلو۔۔ مسٹر نارمن سے ملاقات ہو سکتی ہے؟؟ جبران نے ریسپشن گرل سے پوچھا۔

"سوری سر۔ مسٹر نارمن تو ملک سے باہر ہیں پچھلے ہفتے سے۔ آپ نے کس سلسلے میں ان سے ملنا تھا؟" لڑکی نے اخلاق بھرے انداز میں پوچھا۔

"بزنس کے سلسلے میں بات کرنی تھی۔۔ کب تک واپس آ جائیں گے؟" جبران نے پوچھا۔

" سر یہ تو نہیں پتہ۔۔ آنے سی ایک دو دن پہلے ہی سر ا انفارم کرتے ہیں۔ "لڑکی نے جواب دیا۔

جبران سمجھ گیا کہ یہاں اسے کچھ نہیں ملنا اور اگر اس نے نارمن کی

رہائش گاہ کا پوچھا تو مشکوک بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ "او۔کے۔ تھینک یو۔۔ میں دوبارہ آجاؤں گا۔ "جبران نے کہا اور باہر کی طرف چل دیا۔

انڈسٹریل ایریا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تھوڑی دور ٹیکسی سٹینڈ تھا۔ وہ سیدھا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھا۔ وہاں پہنچ کر وہ رکا۔ معائنہ کرنے والے انداز میں اس نے ٹیکسی سٹینڈ کا جائزہ لیا۔ وہ ایسا شخص ڈھونڈ رہا تھا جو سب سے پرانا ڈرائیور لگتا ہو۔ دیکھتے دیکھتے وہ ایک ٹیکسی کی طرف بڑھا۔ ٹیکسی کا ڈرائیور کافی عمر کا شخص تھا۔ جبران کے بیٹھتے ہی اس نے ٹیکسی چلا دی۔

"کدھر جانا ہے سر۔۔ "ڈرائیور نے پوچھا۔

"جانا تو ہے ایک دوست کو سرپرائز دینے۔ لیکن اس کا پتہ نہیں ملا۔" جبران نے مایوسی بھرے لہجے میں کہا۔

"کون ہے آپ کا دوست۔ اگر کوئی مشہور شخصیت ہو پھر تو پتہ چل سکتا ہے ورنہ مشکل ہے۔ "ڈرائیو نے کہا۔

"ہے تو مشہور آدمی۔ لیکن آپ کو نہیں معلوم ہو گا۔ رہنے دیں۔ مجھے ہوٹل بلیو سٹار لے چلیں۔" جبران نے کہا۔

"آپ بتائیں تو سر۔ میری ساری عمر اِن سڑکوں پہ نکل گئی ہے۔ مجھے ضرور پتہ ہو گا۔" ڈرائیور نے کہا۔

"نارمن ۔۔ فشر امپورٹ ایکسپورٹ کا مالک۔" جبران نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

"البرٹ کالونی۔ کوٹھی نمبر گیارہ۔" ڈرائیور نے مسکرا کر بیک مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا میرا کمال۔

"واہ۔ آپ تو کمال نکلے, میں پریشان تھا کہ آج اس کی شادی کی سالگرہ ہے اور آفس میں وہ نہیں ملا تو ڈھونڈوں کیسے لیکن آپ نے تو سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔ وہیں پہنچا دیں مجھے۔" جبران نے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور نے ہنستے ہوئے سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔ منزل پہ پہنچنے پہ اس نے ڈرائیور کا پھر شکریہ ادا کیا۔ اور اُسے بھاری ٹپ دی۔

ٹیکسی آگے نکلنے کے بعد وہ کوٹھی کی طرف بڑھا۔ اسے پتہ تھا کہ اگر نارمن اور مارک میں دوستی ہے تو نارمن سیدھا سادہ بزنس مین نہیں ہو گا۔ بزنس صرف ایک کور ہی ہو گا ۔ اس نے گیٹ پہ لگی گھنٹی بجائی۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹی کھڑکی کھلی اور آنے والے کو جبران نے نارمن سے ملاقات کا کہا۔ اسی وقت گارڈ کے موبائل کی بیل بجی۔ اس نے کال سنی اور سنتے ہی جبران کو اندر بلا لیا۔ جبران اس کے پیچھے چلتے ہوئے جیسے ہی برآمدے میں داخل ہوا اس کے سر پہ دھماکہ ہوا۔ اس نے سر جھٹکنے کو کوشش کی تو ایک اور دھماکہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی وہ گرتا چلا گیا

* * *

ساحر اپنی کار مَیری کلب سے پہلے ایک پارکنگ میں پارک کر کے ٹیکسی میں سوار ہو کر کلب پہنچ چکا تھا۔ کلب کا ماحول بہت ہی گھٹیا تھا ہر طرف غنڈے اور نامناسب لباس میں ویٹرس گھوم رہی تھیں۔ ساحر کاؤنٹر کی طرف گیا کاؤنٹر گرلز کی حالت بھی نازیبا ہی تھی۔ "مجھے کلب کے باس سے ملنا ہے۔" ساحر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ لباس اور اپنے انداز سے بارُعب اور وجیہہ شخصیت لگ رہا

تھا۔

"آپ نے باس سے وقت لیا ہوا ہے؟" لڑکی نے متاثر ہونے والے انداز میں کہا۔

"نہیں لیکن مجھے ہار کو کلب کے ہار کو نے بھیجا ہے۔ ایک ڈیل کے سلسلے میں۔" ساحر نے اسی طرح سنجیدہ انداز میں کہا۔

"باس سائمن سے وقت لئے بغیر ملاقات نہیں ہوتی۔ لیکن میں پتہ کرتی ہوں۔" لڑکی نے کہا۔

ساحر نے صرف سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

"باس۔ کاؤنٹر پہ ایک شخص آیا ہے کسی ڈیل کے سلسلے میں۔ ہار کو کلب کے ہار کو نے بھیجا ہے۔" لڑکی نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"یس باس۔ لگتا تو بزنس مین ہی ہے۔" لڑکی نے ساحر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔" لڑکی نے کہا۔

"روکی۔" اس نے ایک غنڈے کو بلایا۔ "ان کی تلاشی لے کر باس کے آفس چھوڑ آؤ" اس نے غنڈے سے کہا۔ "سوری سر۔ یہ ضروری ہے۔" لڑکی نے نجانے کیوں ساحر سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"نو پرابلم۔ میں سمجھتا ہوں۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی جیب سے نکلنے والا پسٹل لڑکی نے رکھ لیا اور واپسی پہ لینے کی ہدایت کی۔ روکی ساحر کو لے کر کلب کی لفٹ کی طرف بڑھا۔ سائمن کا آفس چوتھے فلور پہ تھا۔ آفس کے سامنے پہنچ کر روکی نے دستک دی۔

"کم اِن۔" اندر سے آواز آئی۔ غنڈے نے ساحر کو اشارہ کیا تو ساحر اندر چلا گیا۔ پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ سائمن کو دیکھ کر ساحر کو حیرت ہوئی۔ کلب کے ماحول سے لگتا تھا کے سائمن کو چھٹا ہوا بدمعاش ہو گا لیکن وہ تو خوش شکل اور سلجھا ہوا شخص نظر آتا تھا۔ "مجھے پتہ ہے کہ ہارکو کو اغوا کر لیا گیا ہے، اور تم اس کی قبیل کے لگتے بھی نہیں ہو۔ جھوٹ بولے بنا بتاؤ کہ کیا کام ہے تمہیں مجھ سے؟" اس نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"ہارکو کو ہم نے ہی اُٹھایا تھا۔" ساحر نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم نے۔ کون ہو تم؟" سائمن نے دراز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق منشیات کے خلاف کام کرنے والے ایک ادارے سے ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔ اور ایک کارڈ نکال کر سائمن کے سامنے میز پہ رکھا۔ سائمن نے کارڈ پہ سرسری نظر ڈالی۔

"تمہارا مجھ سے کیا تعلق؟" سائمن نے پُر سکون ہوتے ہوئے کہا۔ اسے ساحر کی شخصیت اور اس کے بتائے گئے کام میں مطابقت محسوس ہوئی۔

"ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ تمہارے جوئے کے تہ خانوں میں منشیات سٹور کی جاتی ہیں۔" ساحر نے کہا۔

"یہ جھوٹ ہے۔ میں جو لائسنس لیا ہے صرف وہی کام کرتا ہوں۔" سائمن نے جواب دیا۔

"مجھے یہی امید تھی لیکن رپورٹ ملی ہے تو چیکنگ کرنا میرا فرض ہے۔" ساحر نے کہا۔

"سوری۔ تہ خانے میں غیر متعلق شخص نہیں جا سکتا اور تم تو ہو بھی حکومتی ادارے سے وابستہ۔" سائمن نے جواب دیا۔

"سوچ لو۔ ایسا کرنا تمہارے خلاف بھی جا سکتا ہے۔" ساحر نے کہا۔

"مجھے دھمکی دینے کی ضرورت نہیں۔ میرے خلاف ہونا اتنا بھی آسان نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔" سائمن نے سخت لہجے میں کہا۔

"دھمکی نہیں دے رہا۔ منشیات کے بارے میں حکومتی پالیسی کا تمہیں پتہ ہے۔ جو بھی ہو تمہیں بعد میں بھی چیکنگ کرانی پڑے گی یہ تم سمجھتے ہو۔ فرق یہ ہو گا کہ آج میں اکیلا ہوں پھر پوری سرچ پارٹی آئے گی۔" ساحر نے اس ملک کی منشیات کے خلاف سخت پالیسی کو ہتھکنڈہ بناتے ہوئے کہا اور اُٹھ کر دروازے کی طرف چل پڑا۔

"رکو۔" اسے سائمن کی پیچھے سے آواز آئی۔

"اب کیا ہے؟" ساحر نے سخت انداز میں کہا۔

"کر لو چیکنگ لیکن وہاں اپنے آپ کو سرکاری ملازم نہ بتانا۔" سائمن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔ تم ساتھ چلو گے؟" ساحر نے پوچھا۔

"نہیں۔ اتنے چھوٹے کام کے لئے میں نہیں اُٹھتا۔" سائمن نے انٹر کام پہ کسی کو بلاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر میں روکی آگیا۔ سائمن نے روکی کو معاملہ سمجھا کر ساحر کے ساتھ بھیجا۔ ساحر روکی کے

ساتھ چلتا ہوا تہ خانے میں پہنچا۔ تہ خانے میں ہر طرف جوئے کی میزیں سجی ہوئی تھیں۔ دیواروں کے ساتھ غنڈے سکیورٹی پہ مامور تھے۔ ہر طرف سکون تھا۔ کلب کے مین ہال کے بلکل برعکس ماحول تھا۔ روکی نے ساحر کو سارے کمروں کا معائنہ کرایا۔ ایک بڑے ہال میں بے آواز مشینری کام کر رہی تھی۔ اس مشینری کا کلب سے کوئی تعلق نظر نہ آتا تھا۔

"یہ کیا چیز ہے؟؟" ساحر نے اشتیاق سے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔ باس کو پتہ ہو گا۔" روکی نے روکھا جواب دیا۔

" مطلب تمہیں ساری باتیں نہیں پتہ۔ میرا خیال تھا کہ تم کلب کی ہر بات جانتے ہو۔۔" ساحر نے ایسے کہا جیسے اسے روکی کی کم علمی پہ دھچکہ

لگا ہو۔

"روکی کو سب پتہ ہے۔ روکی پہ باس آنکھیں بند کر اعتماد کرتا ہے۔" روکی نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر روکی ڈرپوک ہے۔" ساحر نے کہا اور اگلے لمحے اُچھل کر سائیڈ پہ ہو گیا۔ وہ ٹھیک وقت پہ سائیڈ پہ ہوا تھا ورنہ روکی کا زوردار تھپڑ اس کے گال پہ لگتا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی روکی کو ڈرپوک کہنے کی۔۔" اس نے غصے سے کہا۔

"سوری۔ میں نے تو بس مشین کے بارے میں پوچھا اگر تمہیں پتہ ہے اور تم نہیں بتا رہے تو ڈرپوک ہی ہو سکتے ہو۔ یا پھر ڈینگیں مار رہے ہو کہ تمہیں سب پتہ ہے۔" ساحر نے اسی طرح جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سُنو۔ یہ مشین باس کو کسی بین الاقوامی تنظیم سے ملی ہے۔ اس کے کام کا مجھے نہیں پتہ۔ باس ہی اس کو آپریٹ کر سکتا ہے۔" روکی نے طنزیہ لہجے

میں کہا۔

"مجھے بیوقوف مت بناؤ۔ تنظیم کو کیا ضرورت سائمن کی۔ وہ اپنا آفس خود بھی بناسکتے تھے اس مشین کے لئے۔" ساحر نے کہا۔

"اس بات کا مجھے نہیں پتہ۔ لیکن باس کے مطابق وہ تنظیم یہاں کی نہیں ہے۔ کہیں دور اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ وہ لوگ باس کے کام سے خوش ہیں۔ میں نے ایک بار باس کو کسی کو رپورٹ دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ باس بہت خوش تھا۔ کیونکہ ہر ماہ ایک بڑی رقم آتی ہے باس کو۔۔ اور باس کے بھی دن بدل گئے ہیں۔" روکی نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا۔

ساحر نے روکی سے چوری اس مشین کی تصویریں بنالیں۔ "اوکے۔ مجھے کیا, لیکن ایک بات ہے تم واقعی کام کے بندے ہو۔ سوری تمہیں ڈرپوک کہنے کے لئے۔" ساحر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" روکی نے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"باس کو بتادینا کہ سب اوکے ہے۔ میں چلتاہوں۔" ساحر باہر سے ہی

واپس چل دیا۔ کاؤنٹر سے پسٹل لے کر وہ ٹیکسی میں سوار ہوا۔ پارکنگ ایریا سے تھوڑا پہلے اتر کر وہ پیدل پارکنگ ایریا پہنچا۔ اپنے گاڑی نکالی اور رہائش گاہ کی طرف چل دیا۔ رہائش گاہ پہ پہنچ کر جیسے ہی وہ مین ہال میں پہنچا اس کے سر پہ پیچھے سے زوردار ضرب پڑی۔ ساحر نیچے گر کہ اُٹھا نہیں، وہ بے ہوش ہو گیا.

"بڑا ہی بُودا نکلا یہ تو۔ پہلی ضرب میں ہی گر گیا۔" پسٹل کا دستہ مارنے والے نے کہا۔

"ویسے بھی مارٹی کی ضرب کھا کر کون اُٹھ سکتا ہے؟؟" اس کے ساتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو راجر۔ اُٹھاؤ اسے اور گاڑی میں ڈالو میں باس سے پوچھوں کہ کہاں لے کر آنا ہے۔" مارٹی نے کہا۔ راجر نے آگے بڑھ کر ساحر کو کندھے پہ لادا اور باہر کی طرف چل دیا۔

"باس۔ یہ تو بڑا آسان شکار ثابت ہوا فوری ہی بات مان گیا ہے۔ کہاں

لے کر آؤں اسے ؟؟" مارٹی نے کال ملا کر کہا۔ کال چونکہ سیل فون پہ تھی تو اس نے الفاظ چننے میں احتیاط برتی۔

"اوکے۔ باس۔ ہم بیس منٹ تک پہنچ جائیں گے۔" مارٹی نے دوسری طرف سے جواب سن کر کہا۔ کال ڈسکنکٹ ہونے پہ اس نے سیل فون جیب میں ڈالا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

*

ساحر کو کندھے پہ لادے ایک لحیم شہیم شخص تہ خانے کی سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔ تہ خانے کی سیڑھیوں کے آخر میں ایک بند دروازہ تھا۔ اس شخص نے ایک ہاتھ بڑھا کر ہینڈل لاک کھولا اور اندر داخل ہوا۔ اسی لمحے اس پہ ایک سایہ جھپٹا جو ان دونوں کو لیے رگیدتا چلا گیا۔ وہ سایہ اور وہ شخص دونوں ایک ساتھ اُٹھے جبکہ ساحر بے حس و حرکت ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا۔

"تم ۔۔ تم آزاد کیسے ہوئے؟" اس لحیم شہیم شخص نے حملہ آور سے پوچھا۔

"رسیاں کھولنا تو بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اور تم نے شاید صحیح طرح باندھا بھی نہیں تھا۔" اس شخص نے جو کہ کبیر تھا، جواب دیا۔

ہاں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ تم خود بخود ہوش میں آجاؤ گے۔ اسی لئے تم لوگوں کو ابھی کرسیوں پہ نہیں باندھا تھا۔ تمہیں یہاں سب سے پہلے لایا گیا ہے شاید اس وجہ سے تم جلدی ہوش میں آ گئے۔۔ لیکن تم نے مارٹی پہ حملہ کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔" مارٹی نے غصیلے انداز میں کہا۔

اگلے ہی لمحے اس کے جبڑوں پہ کبیر کی فلائنگ کک لگی اور وہ پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے منہ سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اگلے ہی لمحے کبیر کے منہ پہ ایک زوردار مکہ پڑا۔ اس سے پہلے کہ کبیر سنبھلتا اس کے پیٹ میں مارٹی کا گھٹنہ زور سے لگا ساتھ ہی مارٹی کا گھٹنہ دوبارہ تیزی سے کبیر کی ناک کی طرف بڑھا جو پیٹ میں ضرب کھا کر جھک گیا تھا۔ کبیر اچھل کر پیچھے ہٹا۔ کبیر کو مارٹی کی جسامت دیکھ کر اس سے اتنی تیزی سے کی توقع نہ تھی لہٰذا وہ مار کھا گیا۔

وہ تعریفی نظروں سے مارٹی کو دیکھا رہا تھا لیکن اگلے لمحے اس کی آنکھوں میں خونی چمک لہرائی۔ وہ زگ زیگ کے انداز میں آگے بڑھا۔ مارٹی کے

قریب پہنچ کر اس کا مکہ مارٹی کے چہرے کی طرف بڑھا۔ مارٹی اس سے بچنے کو کوشش میں نیچے ہوا۔ یہی اس کی بھیانک غلطی بن گئی۔ جیسے ہی اس نے سر جھکایا کبیر نے جمپ لیا اور اس کا گھٹنہ سیدھا مارٹی کی ناک پہ لگا۔ ضرب لگتے ہی مارٹی کی اوسان خطا ہوئے۔ کبیر رکا نہیں۔ زمین پہ پاؤں لگے ہی وہ ایڑی کے بل گھوما اور اسکی کک مارٹی کے گھٹنوں پہ پڑی۔ ضرب پڑتے ہی مارٹی لڑکھڑایا۔ کبیر نے دوبار جمپ مارا اور دونوں پاؤں جوڑ کر مارٹی کے سینے پہ داغ دیئے۔ مارٹی دھڑام سے نیچے آگرا۔ کبیر کی لات سر سے بلند ہوئی اور تیزی سے مارٹی کے پسلیوں کی طرف بڑھی۔ پسلیوں پہ ایڑی کی زور دار ضرب سے مارٹی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ کبیر کی اگلی کک اس کی کنپٹی پہ پڑی اور مارٹی ساکت ہوتا گیا۔ کبیر سرخ چہرے کے ساتھ کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"چھوڑ دو اب بچے کی جان لو گے کیا؟" ساحر کی آواز پہ کبیر اچھل پڑا۔

"تم کیسے ہوش میں آ گئے؟" کبیر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہوش میں تو وہ آئے جو بے ہوش ہو۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"توتم اتنی دیر سے بے ہوشی کاڈرامہ کررہے تھے۔" کبیر نے کہا۔

"میں نے سوچاکہ ٹارگٹ کوڈھونڈتے رہنے کی بجائے اُسی کے مہمان بن جاتے ہیں۔ کام ہی آسان ہو جائے گا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ تم دونوں پہلے ہی مہمان بن کے براجمان ہو۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"بے خبری میں مارگیاتھامیں۔" کبیر نے کہا۔

"اس فیلڈ میں بے خبری ہی موت ہے۔ ہوش میں رہنا ضروری ہے۔" ساحر نے کہا۔ کبیر خاموش ہی رہا۔ "گڈ فائٹ کبیر لیکن تمہیں ایک بات تو سمجھ آگئی ہو گی کہ دشمن کو کبھی بھی کمزور نہیں سمجھنا چاہئے۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"شکریہ ساحر۔ میں خیال رکھوں گا آئندہ۔" کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

"جبران کو ہوش میں لاؤ جلدی سے۔ اس کا تو پیچھے ہی لگ گیاہے بے ہوشی کا۔" ساحر نے کبیر سے کہا تو وہ ہنستا ہوا جبران کی طرف بڑھا۔ ساحر نے مارٹی کو ایسے اٹھالیا جیسے اس کا وزن ہی نہ ہو اور کرسی پہ ڈالا اور باندھنے

لگ گیا۔ جبران ہوش میں آنے لگ گیا تھا۔

"کہاں ہوں میں؟" اس نے آنکھیں کھولتے ہی پوچھا۔

"جہاں ہم ہیں۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"تم یہاں کیسے پہنچے؟" ساحر نے کبیر سے پوچھا۔

"میں اور جبران ہوٹل بلیو سٹار میں کافی پی رہے تھے۔ پاس والے ٹیبل سے میں نے ایک شخص کے منہ سے کسی لڑکی کے حوالے سے ہونے والے جھگڑے کا سُنا۔ اس میں بین الاقوامی تنظیم اور چیف لفظ مجھے کھٹکے تو جبران کو اس ویٹر کے فلیٹ کی طرف روانہ کر کے میں اس شخص کے تعاقب میں لگ گیا۔ اس کا پیچھا کرتے کرتے میں ایک فلیٹ تک پہنچا۔ فلیٹ کا دروازہ کھلا پا کر میں اندر جھانکا ہی تھا کے سر پہ چوٹوں کی بارش ہو گئی۔ آنکھ کھلی تو یہاں فرش پہ پڑا تھا۔ ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ جبران بھی اسی طرح ساتھ بے ہوش تھا۔ تھوڑی سی محنت سے میں نے ہاتھوں پہ بندھی رسی کی ناٹ کھول لی۔ پاؤں کی رسی کھولتے

ہوئے مجھے سیڑھیوں پہ قدموں کی آواز سنائی دی۔ باقی تمہیں پتہ ہے۔۔"کبیر نے تفصیل بتائی۔

ساحر مارٹی کو ہوش میں لانے میں لگ گیا۔ جبران نے بھی ہوٹل کے ویٹر سے لے کر نارمن کی رہائش گاہ تک پہنچنے کے حالات بتادیئے۔ مارٹی ہوش میں آنے لگ گیا تھا۔

"ہوٹل میں شاید تم لوگوں کے لئے ٹریپ بچھایا گیا۔ جس میں کبیر پھنس گیا یا پھر انہیں تعاقب کا پتہ چل گیا ہوگا۔ نارمن کی رہائش گاہ میں جبران پہ حملے کا مطلب ہے کے نارمن اس معاملے میں ملوث ہے۔ لیکن ہوٹل میں تم تک اور رہائش گاہ میں مجھ تک یہ لوگ کیسے پہنچ گئے؟" ساحر نے سوچنے والے انداز میں کہا۔ اتنے میں مارٹی ہوش میں آچکا تھا۔

"یہ کونسی جگہ ہے؟" ساحر نے اس سے پوچھا۔

"یہ باس کا خفیہ آفس ہے۔ تم لوگ بچ نہیں سکتے۔ باس آنے ہی والا ہے۔ اسے یہاں پہنچتے ہی گڑبڑ کا پتہ چل جائے گا۔ اور وہ باہر سے ہی تم

لوگوں کو ختم کر دے گا۔" مارٹی نے مطمئن انداز میں کہا۔

"تمہارا باس کون ہے اور کس کے لئے کام کرتا ہے؟" ساحر نے اس کی بات کا اثر لئے بغیر پوچھا۔

"باس کسی کے لئے کام نہیں کرتا نہ باس کو کسی کی غلامی کی ضرورت ہے۔" مارٹی نے کہا۔

"کبیر تم جاؤ گیٹ پہ۔ گیٹ کی اوٹ میں رہ کر گیٹ کھولنا تاکہ اس کا باس مشکوک ہو کے بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔ تمہارا قد مارٹی جیسا تو نہیں لیکن گزارا کیا جا سکتا ہے۔ جبران تم پورچ میں چھپ جاؤ۔ باس صاحب کو بے ہوش کرنا ہے۔ پسٹل لے لو ساتھ، ایک سے زیادہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔" ساحر نے دونوں سے کہا۔

"باس اس طرح تمہارے ہاتھ نہیں آنے والا۔۔ وہ بہت ذہین ہے۔۔" مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔ تھینک یو۔۔ ہم اپنا پلان مزید بہتر کر لیتے ہیں۔" ساحر مسکرایا۔

"جیسے ہی گاڑی سے نکل کر وہ تمہاری طرف مڑے تو تم فوری گر جانا جس سے وہ کچھ دیر کے لئے الجھ جائے گا اور جبران کو وار کرنے کا موقع مل جائے گا۔" ساحر نے پہلے مارٹی اور پھر کبیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

کبیر اور جبران باہر نکل آئے۔ جبران پورچ کے ساتھ ستون کے پیچھے چھپ گیا جبکہ کبیر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ پہ مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی۔ کبیر نے گیٹ کو اوٹ بنا کر گیٹ کھولا۔ ایک جدید ماڈل کی کار پورچ کی طرف بڑھی۔ پورچ میں پہنچ کر گاڑی رک گئی۔ اس میں سے ایک خوش شکل نوجوان نکلا۔ اس نے حیرانگی سے گیٹ کی طرف دیکھا۔ کبیر اس کو متوجہ پا کر پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر جھکا اور دھڑام سے نیچے گر گیا۔ نوجوان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اتنی دیر میں جبران دبے پاؤں گاڑی کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔ اس نوجوان نے آگے قدم اُٹھایا ہی تھا کہ جبران نے پسٹل کا دستہ اس کے سر پہ دے مارا۔ نوجوان تیزی سے مڑنے لگا تو جبران نے پھر ضرب لگائی۔ نوجوان کو قدموں پہ قائم دیکھ کر جبران کو آگے بڑھ کر تیسری ضرب بھی لگانی

پڑی۔ کبیر بھی تیزی سے ادھر ہی بڑھ رہا تھا۔ اس نے نوجوان کو اُٹھایا اور جبران کو وہیں رہنے کا کہہ کر تہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ تہ خانے میں پہنچ کر اس نے نوجوان کو کرسی پہ بٹھا کر باندھنا شروع کیا۔

"کوئی مسئلہ تو نہیں بنا؟" ساحر نے کبیر سے پوچھا۔

"نہیں۔ بس مجھے گرنا پڑا ہے۔ یہ نوجوان سخت جان ہے۔ جبران کو تین ضربیں لگانی پڑی ہیں تب بے ہوش ہوا ہے۔" کبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب کہ میں نے ان کی عزت رکھتے ہوئے پہلی ضرب پہ ہی قبول ہے کہہ دیا تھا۔" ساحر نے کہا۔

"جبران کو نگرانی پہ چھوڑ آیا ہوں۔ تم نے مارٹی کو بے ہوش کر دیا۔" کبیر نے ہوش میں لانے کے لئے اس نوجوان کا منہ اور ناک بند کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کا ہوش میں رہنا ضروری نہیں تھا۔ یہ نوجوان ذہین بھی لگتا

ہے۔ سخت جان بھی ہے تو آسانی سے زبان کھولنے والا نہیں۔ تم مرچوں کا ڈبہ اور چھری دیکھ لاؤ۔" ساحر نے کہا۔

"یہ تو عام سا طریقہ ہے۔۔اس کا کیا فائدہ ہونا ہے۔" کبیر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"عام طریقے کو ہی آپ گریٹ کرنا ہے۔۔ جاؤ تم۔" ساحر نے کہا اور کبیر چیزیں لینے چلا گیا۔ نوجوان ہوش میں آچکا تھا اور حیرت بھری نظروں سے ماحول اور ساحر کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا نام نارمن ہے اور تمہارا تعلق سَلیٹ کے سیکشن فور سے ہے؟" ساحر نے پوچھا۔

"تت۔۔تت۔ تمہیں کیسے پتہ چلا؟" اس نوجوان نے جو نارمن ہی تھا، ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو یہ بھی پتہ ہے کہ مَیری کلب کے سائمن کے بھائی ہو۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دونوں کی شکل اور آواز میں مماثلت پہ ساحر

نے اندازہ لگایا تھا جو ٹھیک نکلا۔

"کیا مطلب۔۔ تمہیں یہ سب کیسے پتہ۔؟" نارمن نے پوچھا۔

"تم ہوٹل میں میرے ساتھیوں تک کیسے پہنچے۔؟" ساحر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو بہت ہی آسان تھا۔ ہارکو کو تم لوگ جہاں سے اغوا کر کے لے گئے تھے میں نے اس کمرے کا معائنہ کیا۔ ایک کرسی کے کونے پہ خون کا نشان تھا جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ تم میں سے کسی کا

سر وہاں پہ لگا ہے۔ اس پوائنٹ کو فالو کرتے ہوئے ہم تمہارے زخمی سر والے ساتھی تک پہنچ گئے۔ اس کے سر پہ ہوئی چھوٹی سی بینڈج سے ہمیں سراغ ملا۔ جب اس نے میرے آدمی کا پیچھا کیا تو ہم کنفرم ہو گئے کہ ہمارا شک درست ہے۔ دوسرا ویسا ہی میری رہائش گاہ پہ پہنچ گیا تھا۔ اسے میں نے کیمرہ پہ چیک کر لیا تھا۔ اس کا حلیہ مجھے اس ہوٹل میں گئے میرے آدمیوں سے مجھے پتہ چل چکا تھا جہاں سے تمہارا ایک ساتھی

میری زخمی ساتھی کے پیچھے نکلا تھا۔ "نارمن نے جواب دیا۔

"اور مجھ تک کیسے پہنچے جب کہ تمہیں ہماری رہائش گاہ کا پتہ نہیں تھا؟" ساحر نے پوچھا۔ کبیر مرچوں کا ڈبہ اور چھری لے کر آ گیا تھا۔

"تمہارے پہلے ساتھی کی گاڑی کے رجسٹریشن نمبر سے ہم نے اس کے مالک کے نام پہ رجسٹرڈ دوسری گاڑی اور پراپرٹی ڈیلرز سے اسی شخص کے نام پہ جو کوٹھی تھی اس کا ایڈریس معلوم کیا اور وہاں میں نے اپنے لوگ بھیج دیئے۔ اور تم بھی قابو آ گئے۔ "نارمن نے کہا۔

"ویری گڈ۔ مجھے تمہارا انداز پسند آیا۔ "ساحر نے تحسین بھرے انداز میں کہا۔

"لیکن پھر بھی ہاتھ میں ہی لگ گیا تمہارے۔ "نارمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی حوصلہ مند تھا۔

"اس فیلڈ میں یہ تو چلتا ہی رہتا ہے۔ کام کی بات کرتے ہیں۔ تمہارا چیف کون ہے؟ "ساحر نے پوچھا۔

"وہ سامنے نہیں آتا۔" نارمن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نارمن تم ذہین ہو۔ میں تمہاری ذہانت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا لیکن تم لوگوں نے میرے ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے تو میں لحاظ نہیں کروں گا۔ بہتر ہے کہ تم سچ بتادو ورنہ پوچھنے کے اور بھی طریقے ہیں میرے پاس۔" ساحر نے کہا۔

"تشدد بچوں کا کھیل ہے۔ مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔" نارمن نے ڈبے اور چھری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ۔ٹرائی کرتے ہیں ۔" ساحر نے کہا۔ اس نے ڈبہ اور چھری پکڑی نارمن کے پاس پہنچ کر اس کی رسیاں چیک کیں اور ڈبہ کھول کر نیچے رکھا۔ "لاسٹ چانس ہے۔ بتادو تو بہتر ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"سوری۔۔" نارمن نے کہا۔ چھری سیدھی نارمن کی ران میں گھس گئی۔ نارمن نے ہونٹ دانتوں میں کس لئے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا لیکن

منہ سے آواز تک نہ نکلی۔

"مجھے واقعی افسوس ہے تمہارے لئے۔ لیکن تم لوگوں نے بھیانک غلطی کی ہے۔ اب بھگتو۔۔" ساحر نے غراتے ہوئے کہا۔

ساحر نے اس کی ٹانگ پہ اس انداز میں کٹ لگائے کہ زیادہ خون نہ بہے اور مرچیں ڈال دیں۔ نارمن جو ضبط کر رہا تھا وہ چیخنا شروع ہو گیا جیسے ہی اس نے چیخنے کے لئے منہ کھولا ساحر نے مرچوں سے بھری مٹھی اس کے منہ میں ڈال دی۔ نارمن کی آنکھیں تکلیف سے اُبل آئیں۔ ساحر نے مرچوں کی چٹکی بھری اور اس کی ایک آنکھ میں ڈال دی۔ نارمن تو جیسے پاگل ہو گیا۔ اس کی منہ سے رالیں بہنی شروع ہو گئیں جبکہ آنکھوں سے پانی پہلے ہی جاری تھا اور منہ میں مرچیں ہونے کی وجہ سے وہ ٹھیک طرح سے چیخ بھی نہ سکتا تھا۔ وہ گھٹی گھٹی آواز میں چیخ رہا تھا۔

"بتاؤ۔۔ کون ہے چیف تمہارا؟" ساحر نے مرچیں اس کی دوسری آنکھ کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"رو۔۔روڈز۔۔روڈز ہے چیف۔۔"نارمن نے چیختے ہوئے کہا۔ سہہ طرفہ عذاب اسے توڑ رہا تھا۔

"گڈ۔ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتاؤ۔" ساحر نے کہا۔

"پپ۔۔پہلے یہ تکلیف کم کرو۔۔پلیز۔۔" نارمن نے رو دینے والے انداز میں کہا۔

"کبیر پانی لاؤ۔۔"ساحر نے تیزی سے کہا اور کبیر تیزی سے باہر کی جانب دوڑا۔ ساحر سنجیدہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ اب وہ اصل ٹارگٹ تک پہنچنے والے تھے جس کے لئے وہ محنت کر رہے تھے۔ کبیر نے پانی

لا کر نارمن کے زخم دھوئے۔ اس کا منہ اور آنکھیں دھوئیں۔ باقی پانی اسے پلا دیا۔

"تم بہت ظالم ہو۔۔"نارمن نے ساحر سے کہا۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔ تم اس تنظیم سے تعلق رکھتے ہو جو دنیا کے ایک بہت بڑے مذہب کے ماننے والوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہو۔"

ساحر نے بولا۔

"ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتاؤ۔" ساحر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر میں باس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں داخل ہو سکتا۔ وہاں ان گنت حفاظتی اقدامات ہیں جن کی مجھے خبر بھی نہیں۔ میں بھی جب ہیڈ کوارٹر جاتا ہوں چیف سے بات کر کے داخل ہونا ہوتا ہے۔" نارمن نے کہا۔

"کیا بات ہوتی ہے داخل ہوتے ہوئے؟" ساحر نے پوچھا۔

"کوڈز ہوتے ہیں۔ لیکن تم کوڈز کے ذریعے بھی داخل نہ ہو سکو گے۔ آواز کی چیکنگ بھی ہوتی ہے اور میک اپ کی بھی۔" نارمن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تم کوڈز بتاؤ۔" ساحر نے کہا۔

نارمن نے کوڈز بتا دیئے کیونکہ اس کے مطابق کوڈز بتانے میں کوئی حرج نہ تھا۔

"وہاں کوئی بڑا کمپیوٹر ہے؟" ساحر نے پوچھا۔

"اگر تمہارا مطلب سوپر کمپیوٹر سے ہے تو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔" نارمن نے کہا۔

"پچھلے دو دن میں تمہاری روڈز سے کیا کیا بات ہوئی؟" ساحر نے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ اس سے تمہارا کیا فائدہ؟" نارمن نے حیرانی سے پوچھا۔

"لگتا ہے مرچوں کا اثر ختم ہو گیا ہے۔" ساحر نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں پکڑنے کے متعلق ہی بات ہوئی ہے۔ اس سے پہلے میں چھٹیوں پہ تھا۔" نارمن نے روڈز سے ہونی والی ملاقات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پکڑے جانے کی خبر دی چیف کو تم نے؟" ساحر نے پوچھا۔

"نہیں ۔ میرا پلان تھا کہ تم سے پوچھ گچھ کر کے فائنل رپورٹ دوں۔" نارمن نے کہا۔

"تو اس کو کال کر کے یہاں بلاؤ۔" ساحر نے کہا۔

"چیف نہیں آئے گا۔ وہ بہت محتاط طبیعت کا ہے۔" نارمن نے کہا۔

"چیف کو مت بلاؤ۔ تم اپنے دوست مارک کو بلا دو۔" ساحر نے کہا۔

"کک۔۔ کک۔۔ کیا مطلب تمہیں کیسے پتہ اس بات کا؟" نارمن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"پہلے نہیں تھا۔ ابھی پتہ چلا ہے۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تم بہت عجیب شخص ہو۔" نارمن نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے محض شک تھا کیونکہ ہارکو سے مارک کے بارے میں جب علم ہوا تو مارک میری نظر میں مشکوک شخصیت بن گیا، ابھی ویسے ہی نام ذہن میں آیا تو اندھیرے میں تیر چھوڑا، تمہارے ردعمل سے صاف ہو گیا کہ مارک ہی روڈز ہے اور میرا تیر نشانے پہ بیٹھا۔" ساحر مسکرایا۔

"تم اندھیرے میں تیر کہہ سکتے ہو، تمہارے چہرے سے عیاں ہے کہ تم مارک کو لے کر مشکوک نہیں تھے، تمہیں پہلے ہی یقین تھا کہ مارک ہی

اصل میں روڈز ہے۔" نارمن نے ٹھوس لہجے میں کہا، اس کی نظریں ساحر کے چہرے پہ جمی ہوئی تھیں۔

"میرے چہرے سے اصل بات کا ادراک تو آج تک میرے والد محترم کو نہیں ہوا، لوگ میرے چہرے میں وہی دیکھ پاتے ہیں جو میں دکھانا چاہتا ہوں۔ اس بات کو رہنے دو۔ تم بس مارک کو بلاؤ۔" ساحر نے کہا۔

"سوری۔۔ تم چاہے جو مرضی کرو۔ میں باس کو جان بوجھ کر تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔" نارمن نے قطعی انداز میں کہا۔

"او۔کے۔ فون نمبر بتا دو۔" ساحر نے کہا۔

"تم اسے جھانسا نہیں دے سکتے۔" نارمن نے کہا۔

"پھر تمہیں نمبر دینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تم نمبر نہیں دو گے تو ہم تمہیں مار کر نکل جائیں گے۔ روڈز کو پتہ بھی نہیں ہو گا کہ ہم اس کے مارک والے سیٹ اپ کو جانتے ہیں۔ وہ مقررہ دن اور وقت پہ لاعلمی میں ہوٹل میں لنچ کرنے پہنچے گا تو ہم کاروائی کر لیں گے۔ لہٰذا تم

بس اپنی فکر کرو اور نمبر بتاؤ۔ "ساحر نے کہا۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اس نے نمبر بتا دیا۔ اس نے سوچا کے موقع ملتے ہی روڈز کو اس بارے میں بتا دے گا۔

"تم لوگ کس انداز میں آپس میں بات کرتے ہوئے جب وہ مارک کے روپ میں ہوتا ہے؟ "ساحر نے پوچھا۔

"او۔ کے۔ کبیر اسے ذرا سُلا دو۔ "ساحر نے نارمن کے جواب دینے پہ اُٹھتے ہوئے کہا۔ باہر نکل کر اس نے جبران کو آواز دی۔

"یہ جگہ نارمن ہیڈ کوارٹر کے طور پہ استعمال کرتا ہے۔ یہاں پہ میک اپ باکس ضرور ہو گا۔ وہ تلاش کر کے لے آؤ تمہیں نارمن بناؤں۔ "ساحر نے کہا۔

تم فرسٹ ایڈ باکس دیکھ کر نارمن کی بینڈج کر دو ہو سکتا ہے اس کی ضرورت پڑ جائے۔ "ساحر نے پیچھے آنے والے کبیر سے کہا۔

خود وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے نارمن کے لہجے میں بولنے کی

کوشش شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تقریباً نارمن جیسی آواز میں بات کرنے لگا۔ اس نے مارک نمبر پریس کیا۔

"مارک مینشن" ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پروفیسر مارک سے بات کرائیں۔ میں ان کا دوست نارمن بات کر رہا ہوں۔"

"یس نارمن کیا بات ہے؟" مارک کی آواز سنائی دی۔

"باس ان تینوں کو پکڑ لیا ہے میں نے۔" ساحر نے نارمن کے لہجے میں کہا۔

"تمہاری آواز کو کیا ہوا؟" مارک نے ساحر کی محنت کے باوجود آواز میں تبدیلی محسوس کر لی۔

"باس ان کو پکڑتے ہوئے فائٹ میں پنچ لگ گیا تھا گلے پہ، تب سے درد ہے گلے میں اور شاید اس وجہ سے آپ کو بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔" ساحر نے کہا۔

"کوئی اور نقصان تو نہیں ہوا؟" مارک نے مطمن لہجے میں پوچھا۔

"گولی بھی لگی ہے میری ٹانگ میں باس۔ آپ اگر پوائنٹ تھری پہ آ سکیں تو بہتر ہے۔ ان سے تفتیش بھی ہو جائیگی آپ نے کہا تھا کہ چند باتیں پوچھ کر مارنا ہے انھیں۔" ساحر نے جان بوجھ کے اس بات کو حوالہ دیتے ہوئے کہا تا کہ مارک زیادہ مشکوک نہ ہو۔

"اوکے لیکن میں تھوڑی دیر کے لئے آوٴں گا تم تیاری رکھو پوچھ گچھ کرنے کی۔" مارک نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔ وہ شاید نارمن پہ اندھا اعتماد کرتا تھا اور اسے لوکیشن اور نارمن کا دیا ہوا حوالہ بھی مل گیا تھا جس سے وہ مشکوک نہ ہوا۔

"اوکے باس۔ میں انتظام کرتا ہوں۔" ساحر نے کہا اور دوسری طرف سے کال کٹ گئی۔ ساحر کی پیشانی اس کے گہری سوچ میں ڈوبے ہونے کی غمازی کر رہی تھی۔

"مل گیا میک اپ باکس۔" جبران نے ہانک لگائی۔

ساحر نے اس پہ نارمن کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تب تک کبیر بھی نارمن کو بے ہوش کر کے ان دونوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"تم اتنے سنجیدہ کیوں ہو؟" جبران بولا۔

"سمجھ نہیں آرہی کہ آگے کیا کرنا ہے۔ مارک کے روپ میں سیکشن فور کا چیف آرہا ہے۔ ایک لحاظ سے مشن مکمل ہونے والا ہے لیکن عجیب سی بے چینی ہے جیسے کوئی کمی ہے۔ جیسے کچھ ہے جو ہمیں نظر نہیں آرہا۔" ساحر نے کہا۔

"یہ وہم یا کام کے دباؤ کا اثر بھی تو ہو سکتا ہے۔" کبیر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے لیکن مجھے پتہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔" ساحر نے کہا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس۔" ساحر نے ریسیور اُٹھا کر نارمن کے لہجے میں کہا۔

"چیف سپیکنگ۔" دوسری طرف سے لارڈ کی آواز سنائی دی۔ تینوں کے منہ حیرت سے کھل گئے کہ چیف کو کیسے پتہ کہ وہ اس عمارت میں ہیں

۔اس کا مطلب تھا کہ وہ مسلسل چیف کی نگرانی میں ہیں۔

"یس باس۔ فاذر سپیکنگ" ساحر نے جواب دیا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"سیکشن فور کے ہیڈ کوارٹر یا اس کے چیف کو ختم کرنے سے کچھ خاص حاصل نہیں ہو گا۔ اسی ہیڈ کوارٹر کے نیچے میڈیسن کی جدید ترین لیبارٹری ہے۔ جس میں وہ میڈیسن تیار کی گئی تھی جو ہمارے ملک میں بھیجی گئی۔ لیبارٹری کا ہر رستہ ہی سکیورٹی کے پیچیدہ نظام کا حامل ہے۔ سب سے آسان رستہ ہے مارک کی رہائش گاہ سے لیبارٹری تک والا۔ روڈز نے اس زعم میں کہ کوئی بھی اس کے مارک والے رروپ کے بارے نہیں جان سکے گا، اس وجہ سے ایک تو اپنی رہائش گاہ سے لیبارٹری تک زمین دوز رستہ بنوایا، دوسرا اس رستے پہ حفاظتی انتظامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس میڈیسن کا موجد اور فارمولا دونوں کا مارک کو علم ہے۔ اور وہ آسانی سے ہر بات بتانے والا نہیں۔ تم خود دیکھ لو کہ آگے کیا کرنا ہے۔" چیف نے تفصیل بتائی اور کال بند ہو گئی۔

"یہ کیا۔ ہم سے زیادہ تو چیف جانتا ہے اس معاملے میں۔۔" جبران نے کہا۔ جیسے جیسے چیف تفصیل بتاتا جا رہا تھا تینوں کے چہرے حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

"ویری گڈ۔ چیف کو ایسا ہی ہونا چاہئے مجھے خوشی ہو رہی ہے ایسے بندے کی ٹیم میں کام کر کے۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور تمہیں راستہ بھی مل گیا جس کے لئے تم پریشان تھے کہ آگے کیا کرنا ہے" کبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔ چیف نے سارا کام ہی آسان کر دیا۔" ساحر نے کہا۔

"چیف کے ساتھ کام کرنے کا مزہ آئے گا۔ کام کا بندہ ہے جس سے ہمیں واقعی ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے۔" ساحر نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ فیلڈ صرف جسمانی فائٹ اور چھوٹی موٹی تفتیش سے بہت ایڈوانس ہے۔" کبیر نے کہا۔

"ابھی تک ہماری تنظیم کی باضابطہ کنفرمیشن نہیں ہوئی۔" جبران نے یاد

دلاتے ہوئے کہا۔

مجھے پوری امید ہے کہ اس کیس کے بعد ہو جائیگی۔" کبیر نے کہا۔

"نہ بھی کنفرم ہوں تب بھی یہ تو ہے کہ ہم نے ملک کے خلاف ہونے والی ایک بھیانک سازش ناکام کر دی۔ میں ایک بار کوٹھی کا چکر لگا کر آتا ہوں" ساحر نے کہا اور دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ساحر مطمن نہیں ہے فی الوقت کی سچویشن سے۔" اس کے جانے کے بعد کبیر نے کہا۔

"کیا مطلب؟۔ پر سکون ہی نظر آرہا تھا وہ تو۔" جبران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تمھیں وہ ویسا ہی نظر آئے گا جیسا وہ نظر آنا چاہتا ہے، تھوڑی دیر پہلے جو اس نے بات کی کہ سب ٹھیک ٹھاک نظر آرہا ہے مگر اُسے پھر بھی بے چینی ہے۔ یہ احساس ابھی تک اس کے دماغ میں ہو گا۔ اس کی چھٹی حس ناقابلِ یقین کی حد تک تیز ہے، وہ خطرے کو محسوس کر سکتا ہے۔" کبیر

نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو ہم اتنی بار مشکل میں گِھرے ہیں، وہ ہر بار پہلے ہی ہمیں بچا لیتا۔" جبران نے جیسے اس کی بات کو چیلنج کیا۔

"مجھے خود اس کی پوری طرح سمجھ نہیں آتی کہ وہ ایسا کیوں ہے، وہ خطرہ مول لینے کا عادی ہے شاید اس وجہ سے ہر بار یہ بات ظاہر نہیں کرتا کہ وہ خطرہ محسوس کر رہا ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنا

خدشہ ظاہر کرے، کیونکہ ٹیم لیڈر اگر خدشات ظاہر کرنے لگ جائے تو ٹیم کا تو اللہ ہی حافظ۔" کبیر نے جواب دیا۔

"یہ بات تو ٹھیک ہے، اس طرح ٹیم کا مورال گِر سکتا ہے۔ ویسے میں نے بھی یہ چیز نوٹ کی ہے کہ وہ خطرے کو خطرہ نہیں سمجھتا، میرے نزدیک یہ بات بہت خطرناک ہے۔" جبران نے اس بار اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"ساحر کو مختلف مشنز اور ذاتی زندگی میں دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے

وہ ایک وجود میں متعدد شخصیات (multi personalities) کا حامل ہے جس وجہ سے اس کے متعلق کوئی بات بھی وثوق سے کہنا میرے لئے بہت مشکل ہے۔" کبیر مسکرایا۔

"میں نے تو سنا ہے کہ ملٹی پر سنیلٹی ایک بیماری ہے۔" جبران نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں نے اپنا خیال ظاہر کیا، یہ نہیں کہا وہ واقعی ایسا ہے۔" کبیر مسکرایا۔

"میں ایک بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔" جبران بھی مسکرایا۔

"اور وہ کیا ہے؟۔"

"ہماری دوستی۔ وہ چاہے مَلٹی پر سنیلٹڈ پر سن ہو، چاہے مزاج جیسا بھی ہو، دوستی نہیں بھولتا۔" جبران نے کہا۔

"اور نہ ہی ہم بھولتے ہیں۔" کبیر ہنسا۔ راہداری میں قدموں کی آواز سن کر انہوں نے موضوع بدل دیا، اب انہیں مارک کا انتظار کرنا تھا۔

* * *

وہ تینوں کافی دیر سے مارک یعنی روڈز کا انتظار کر رہے تھے لیکن وہ ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ جبران، نارمن کے روپ میں اس کا استقبال کرنے کے لئے موجود تھا۔ ساحر نے اسے نارمن کے لہجے کی مشق کروا دی تھی۔ آواز میں خامی ضرور تھی لیکن ساحر پہلے ہی مارک کو قائل کر چکا تھا کہ چوٹ کی وجہ سے اس کی آواز خراب ہو گئی ہے۔ جبران جان بوجھ کے لنگڑا لنگڑا کر چل رہا تھا کیونکہ ساحر نے مارک سے بات کرتے ہوئے نارمن کے حوالے سے کہا تھا کہ اسے ٹانگ پہ گولی لگی ہے۔

"کبیر تم چھت پہ جاؤ۔ پتہ نہیں کیوں مجھے گڑبڑ لگ رہی ہے۔ اب تک مارک کو آجانا چاہیئے تھا۔" ساحر نے کہا۔

"اوکے۔" کبیر دروازے کی طرف چل دیا۔

"جبران تم اسلحہ نکالو۔ ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔" ساحر نے جبران سے کہا۔

"اسلحہ ؟۔ اسلحہ تو ہم لائے ہی نہیں۔" جبران نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کوٹھی صرف سونے کے لئے نہیں ہے، نارمن کا اڈہ ہے۔ تمہارا پتہ نہیں دھیان کدھر ہوتا ہے۔ انسان کو سب سے پہلے آس پاس کا جائزہ لینا چاہیئے کہ کوئی مسئلہ بننے کی صورت میں بچاؤ کیسے کرنا ہے۔" ساحر نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں خیال رکھوں گا آئندہ۔" جبران نے بِنا بُرا منائے کہا۔

"ویسے بھی پلاننگ تو تمہاری ہوتی ہے، تمہیں کیا ضرورت کچھ بتانے کی۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو مجھے یاد ہی نہیں تھا پلان میرا ہے تم ایسے ہی رُعب جما رہے تھے۔" جبران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور ساتھ وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

"رہنے دو تم۔ میں جاتا ہوں سٹور میں۔" ساحر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں مخصوص قسم کا اسلحہ دیکھ کر جبران کے چہرے پہ حیرت اُمڈ آئی۔

"یہ کیا؟۔" جبران نے سامنے رکھی گئی گنز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"نلکے لگانے والی مشینیں۔۔" ساحر نے جواب دیا۔

"کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔۔" جبران نے تیوری چڑھا کر کہا۔

"سنجیدہ ہونے کا بھی وقت ہوتا ہے، ہر وقت سنجیدہ ہونے سے بندہ رنجیدہ بھی ہو سکتا ہے۔" ساحر نے استاد کی طرح سمجھاتے ہوئے کہا جیسے یہ بات بتا کر جبران کی سات پشتوں پہ احسان کیا ہو۔

"بہت شکریہ پروفیسر صاحب۔۔ میری بات کا جواب دیں اب۔۔" جبران نے منہ بنایا۔

"مشین گنز کسی بھی حالت میں مجھے بہتر نہیں محسوس ہوئیں، ان کی وجہ

سے شور شرابہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور پولیس بھی جلدی پہنچ جاتی ہے۔ اس وجہ سے سائلنسر لگی دومار گنز۔ آج کبیر اور میں نشانے بازی کریں گے، دیکھتے ہیں کون اچھا سنائپر ہے۔" ساحر نے پیار سے پاس رکھی گن پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"کبیر نے ایسا کیا گناہ کیا ہے کہ تم سے مقابلہ کرے؟۔" جبران مسکرایا۔

"دوستی۔۔" ساحر بھی مسکرایا۔

"تو یہاں پہ مکمل توپ خانہ ہے۔" جبران نے سر ہلایا۔

"دُعا کرو اس توپ خانے کو چلانے کی ضرورت نہ پڑے۔" ساحر نے کہا۔ اُسی وقت دوڑتے قدموں کی آواز آئی۔

"کوٹھی کو مسلح افراد گھیرے میں لے رہے ہیں۔ وہ سب بڑی احتیاط سے دیوار کے ساتھ پھیل رہے ہیں، لیکن ان کے انداز سے لگتا ہے کہ کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔" کبیر نے تیزی سے بولتے ہوئے کہا۔

"وہ مارک کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسکے بعد وہ ہمیں موقع نہیں دیں گے۔

جبران تہ خانے میں جاؤ، نارمن کو گولی مار دو اور مارٹی کو نکال کر اوپر کسی کمرے میں لاؤ۔ اسے بے ہوش ہی یہاں چھوڑ دینا۔ ہم ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے آج۔ جلدی کرو۔" ساحر نے غراتے ہوئے کہا۔

جبران بنا کچھ کہے باہر کی بڑھنے لگا۔

"اگر مارک گیٹ کی طرف سے آئے تو اسے نارمل انداز میں ریسیو کرنا۔ موقع ملتے ہی اسے بے ہوش کر دینا میں اور کبیر چھت پہ رہیں گے۔ حملہ آوروں کی پیش قدمی تیز ہوئی تو تم مارٹی کو ہوش میں لے آنا لیکن اس سے بات مت کرنا۔ اشاروں سے کام لینا۔ وہ تمہیں نارمن سمجھ کر تمہارا ساتھ دے گا لیکن یہ میرا اندازہ ہے۔ مارٹی کا خیال بھی رکھنا اگر اُس نے گن کا منہ تمہاری طرف کر دیا تو تم جبرانی سے مچھر دانی بن جاؤ گے۔۔" ساحر نے پہلے سنجیدگی سے اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں خیال رکھوں گا۔" جبران نے ہنستے ہوئے کہا۔

ساحر تیزی سے گن تھامے چھت پہ پہنچ گیا، کبیر اس کے ساتھ تھا اس نے جھکے جھکے کبیر کی کمنٹری کے ساتھ محاصرہ کرنے والوں کا جائزہ لیا۔ "مارک آج اپنا سیکشن ختم کرا کر دم لے گا۔" ساحر نے غرا

کر کہا۔ ساحر کے لہجے سے کبیر کے جسم میں سرد لہر دوڑی۔ اُسے پتہ تھا کہ اب کسی کی بھی خیر نہیں۔ ساحر اور کبیر دونوں نے ایسے پوزیشنز سنبھالیں کہ وہ ایک سائیڈ اور عقب کو کور کر سکیں۔ اس کے لئے انھیں بار بار حرکت میں آنا پڑنا تھا لیکن اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ ساحر فرنٹ سائیڈ کی طرف بڑھ گیا تا کہ مارک اور جبران کی مڈ بھیڑ کو بھی دیکھ سکے۔

اتنے میں بیل ہوئی۔ جبران نے نارمن کے رُوپ میں جا کر مارک کا استقبال کیا۔ ساحر مارک کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کیونکہ ہارکو نے اسے مارک کا حلیہ اور قدو قامت بتا دیا تھا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے گیٹ سے کوٹھی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جبران آہستہ آہستہ مارک سے کچھ قدم پیچھے ہو گیا۔ برآمدے کی سیڑھیاں چڑھنا شروع کرتے ہی جبران نے مارک پہ حملہ کر دیا تھا۔ جبران عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اسے

ایسی جگہ لے آیا تھا جہاں سے وہ اُسے فوری اندر منتقل کر سکتا تھا۔ ساتھ ہی سیڑھیوں پہ ہونے کی وجہ سے مارک کے لیے جوابی حملہ بھی قدرے مشکل تھا اس کے باوجود ساحر کی توقع کے عین مطابق مارک جبران کے حملے سے بچ گیا۔ وہ شاید پہلے ہی الرٹ تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساحر اور کبیر نے دیکھا کہ محاصرہ کرنے والے پیش قدمی کرنے لگ گئے تھے۔ مارک نے شاید انھیں کاشن دے دیا تھا۔ کبیر اور ساحر دم سادھے سارے حملہ آوروں جو کہ تعداد میں دس سے زیادہ ہی تھے، کے کوٹھی کے اندر داخل ہو جانے کا انتظار کر رہے تھے۔ ادھر جبران اور مارک کا ٹکراؤ جاری تھا۔ مارک کی عمر شاید زیادہ تھی جس وجہ سے اس کے انداز میں تیزی نہ تھی لیکن جبران مسلسل حملے کیا جا رہا تھا۔ خوش قسمتی سے جبران کی کک لگنے سے مارک سیڑھیوں سے پھسلا اور اس کا سر سیڑھی کے کنارے سے ٹکرایا۔ اس چوٹ سے وہ اور کمزور پڑ گیا۔

جبران نے اس ٹھوکروں پہ رکھ لیا۔ مارک کے بے ہوش ہونے پہ جبران اسے اُٹھا کر اندر لے گیا۔ جبران نے اسے جلدی سے باندھا اور کمرے

میں لاک کر دیا۔ پھر اس نے مڑ کر مارٹی کو تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ جب وہ ہوش میں آنے لگا تب چھت سے مشین گن کی سٹک سٹک کی آوازیں شروع ہو گئی۔ پھر تو جیسے آتش بازی کا مقابلہ شروع ہو گیا، چھت سے خاموش فائر جبکہ دوسری طرف سے مشین گنیں آسمان کی طرف منہ اٹھائے گلہ پھاڑ کر قہقہے لگا رہی تھیں۔ کوٹھی کے صحن سے چھت کی طرف اور چھت سے صحن کی طرف گولیوں کا "بارٹر سسٹم" شروع ہو گیا۔ جبران نے بھاگ کر رہائش گاہ کا دروازہ اندر سے بند کیا۔ مارٹی ہوش میں آکر حیرانی سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ نارمن (جبران) کو دیکھ کر وہ چونک گیا۔ جبران نے اس کیطرف گن پھینکی اور کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ مارٹی فوری بات سمجھ گیا۔ وہ دوڑ کر کھڑکی کے پاس پہنچا اور فائرنگ شروع کر دی۔ جبران مسکراتا ہوا کمرے سے باہر کو دوڑا۔۔ اس کا رخ اس کمرے کی طرف تھا جسکی کھڑکی عقبی طرف کھلتی تھی۔ وہاں پہنچتے ہی اس کی گن نے شعلے اگلنے شروع کر دیے۔ حملہ آور جو کہ ساری توجہ چھت پہ لگائے ہوئے تھے۔۔ اس حملے سے بوکھلا گئے۔

ان پہ آسمان سے بھی موت چھپٹ رہی تھی اور بالکل سامنے سے بھی۔ اب وہ سب بھاگنے کی کوشش میں تھے۔ لیکن ساحر اور اس کے ساتھی جنونی انداز میں تابڑ توڑ حملے کر ہے تھے۔ چار سے پانچ منٹ کے بعد فائرنگ تھم چکی تھی اور حملہ آور سکون کی نیند سو چکے تھے۔ کبیر کو چھت پہ ہی چھوڑ کر ساحر نیچے کو دوڑا۔ اس نے جبران کو نارمن کہہ کر آواز دی، جبران کمرے سے نکلا۔

"مارٹی کہاں ہے؟۔۔" ساحر نے پوچھا۔

جبران نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ ساحر اسے ساتھ لیکر کمرے کے دروازے کے پاس پہنچا۔

"مارٹی باہر آ جاؤ۔۔" ساحر نے نارمن کی آواز میں کہا۔

"باس۔ باس۔ یہ تو اپنے لوگ ہی تھے۔۔" مارٹی کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔ وہ دروازے کے پاس پہنچ چکا تھا۔ "بالکل تمہارے اپنے سسرال کے ہی لوگ تھے۔" ساحر نے مسکراتے ہوئے اصل آواز میں کہا اور

مارٹی کی کنپٹی پہ ہک جڑ دیا۔ اس کے گرتے ہی جبران نے آگے بڑھ کر کنپٹی پہ ایک کک مار دی۔

"اس کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔" جبران نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا۔ الٹا اس نے ہماری جان بچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، پڑا رہنے دو۔ مارک کو اُٹھاؤ اور عقبی طرف نکلو۔ پولیس پہنچنے والی ہو گی۔" ساحر نے کہا اور باہر کو دوڑا مگر یکدم رک گیا۔ وہ واپس مڑا، اس کا چہرے پتھر کی طرح سخت نظر آرہا تھا۔

"کون ہو تم؟۔" اس نے غرا کر جبران سے پوچھا تو جبران لمحہ بھر کے لئے مسکرایا۔

"تمہاری موت۔۔۔" جبران بھی جواباً غرایا، اس کی آنکھوں کو دیکھ کر ساحر کے چہرے کا رنگ متغیر ہوتا چلا گیا۔

اس کے ذہن نے جگنو جیسی چمک ابھرنے کے ساتھ ہی انگڑائی لی اور اس نے آنکھیں کھولیں، پہلے تو وہ خالی خالی نظروں سے سامنے دیکھتا رہا اور پھر جیسے اس کی آنکھوں کا جنزیٹر آن ہوا اور آنکھوں میں شعور کی چمک ابھری۔ اس نے سر گھما کر اطراف میں دیکھا۔ "گڈ۔۔۔ اجتماعی قبر میں ہی پہنچے۔" وہ بڑبڑایا۔ اس کے چہرے پہ پتھریلی سنجیدگی تھی کیونکہ اس کی نظر میں یہ اس کی غلطی تھی جس وجہ سے وہ تینوں اِس حالت میں پہنچ گئے تھے۔ اگر چھت سے اترنے کے فوری بعد وہ جبران پہ دھیان دیتا تو جان جاتا کہ آگے کیا ہونے والا ہے مگر وہ تو جیسے ہوا کے

گھوڑے پہ سوار تھا اور جلد سے جلد وہاں سے نکلنے کے چکر میں مار کھا گیا، جو بھی تھا اس بار اسے ٹکر کا دشمن ملا تھا جو ہاتھ میں آ کر بھی چکنی مچھلی کی طرح پھسل گیا تھا۔ چھت سے اتر کر جس جبران سے اس کا سامنا ہوا وہ نقلی تھا مگر اس نے چند لمحوں میں اصلی جبران کا کردار جس خوبی سے نبھایا وہ اس نقلی جبران کی مہارت تھی، ایسی مہارت کہ جس کا ادراک ساحر کو بھی چند لمحے دیر سے ہوا اور نتیجتاً وہ نقلی جبران کی قید میں تھے۔ ساحر کو پچھلے واقعات اچھی طرح یاد تھے۔

"کون ہو تم؟۔۔" اس نے غرا کر نقلی جبران سے پوچھا تو وہ مسکرایا۔

"تمہاری موت۔۔۔" وہ جواباً غرایا۔ اسی وقت ساحر کی قدموں تلے سے زمین غائب ہوئی اور وہ چوڑے سے پائپ جیسے سراخ میں سے گرتا چلا گیا، جلد ہی وہ انتہائی نرم سطح پہ دھپ سے گرا اور گرتے ہی اس کے منہ سے سسکاری نکلی، اسے ایسا محسوس ہوا جیسے بہت ساری سوئیاں اس کے جسم میں ایک ہی وقت میں چبھی ہوں اور وہ ہر پریشانی سے آزاد ہوتا گیا۔۔۔ اس کے بعد اب اس کی آنکھ کھلی اور اس نے کمرے کا بغور

جائزہ لیا۔

کمرہ چھوٹا سا ہی تھا جس میں اس کے پاؤں پنڈلیاں جوڑ کر آپس میں باندھے گئے تھے اور ہاتھ پیچھے کر کے ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھی اور دیوار سے پشت لگا کر اسے بٹھایا گیا تھا، یہی حال باقی دو کا تھا بس جبران ٹیڑھے میڑھے انداز میں لیٹا ہوا تھا۔ ساحر کی نظریں اس پہ جمی ہوئی تھیں، کیونکہ نقلی جبران نے پہلے اسے ہی بے ہوش کیا تھا تب وہ جبران کا روپ دھار سکا، ممکن تھا کہ اصلی جبران کو کوئی نقصان پہنچا دیا گیا ہوتا مگر جبران کے جسم کو دیکھ کر اسے محسوس ہوا کہ وہ بھی نارمل انداز میں سانس لے رہا تھا جس سے ساحر نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ چھوٹے سے دروازے والا وہ کمرہ ایسے ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے زیرزمین ٹَنل بنائی گئی ہو اور اس میں ایک طرف کسی وجہ سے کمرہ نما چار دیواری کھڑی کی گئی جسے شاید کسی خاص مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، فی الوقت تو وہ خاص مقصد ساحر اور اس کے ساتھیوں سے باز پرس ہی نظر آ رہا تھا۔ ساحر سر جھکائے خاموشی سے وہاں سے بچنے اور ممکنہ پیش آنے

والے حالات کا جائزہ لے رہا تھا کہ کبیر کے جسم میں حرکت ہوئی۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے؟۔" بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

"اس بات کو چھوڑو، تم تو چھت پہ تھے، تم کیسے پکڑے گئے؟۔" ساحر نے پوچھا۔

"دوبارہ کچھ لوگ گھیر اڈال رہے تھے، وہ بتانے کے لئے میں نیچے آیا ہی تھا کہ سیڑھیوں سے اترتے ہی سر پہ ضرب لگی۔" کبیر نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"عجیب گورکھ دھندہ بن گیا ہے، سمجھ نہیں آرہی کہ آگے کرنا کیا ہے، جیسے ذہن مفلوج ہو گیا ہو، اب تک تو روڈز بھی ہاتھ سے نکل گیا ہو گا اور مارک کے روپ میں وہ دوبارہ ہمارے ہاتھ لگنا پسند نہیں کرے گا اور اب تک مارک والا سیٹ اپ مکمل طور پہ ختم کر چکا ہو گا، ہمیں دوبارہ صفر سے سب کچھ شروع کرنا پڑے گا۔۔۔ اب اسے روڈز کے روپ میں ڈھونڈنا پڑے گا۔" ساحر سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"تم کیسے ہاتھ لگے؟۔" کبیر نے پوچھا۔

"نارمن۔۔ وہ جبران کے میک اپ میں تھے، جیسے ہم نے پلان بنایا کہ جبران، نارمن بن کر مارک کو پھانسے گا، ایسے ہی نارمن نے جبران بن کر ہمیں پھانسنے کا منصوبہ بنایا اور وہ کامیاب رہا۔" ساحر نے کہا۔

"تم اسے پہچان نہیں سکے؟۔" کبیر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔ یہی میری غلطی ہے، میں نے اس پہ دھیان نہیں دیا، اور نارمن نے واقعی بہت اچھا روپ بدلا تھا، تشدد کی وجہ سے ٹانگ زخمی ہونے کے باوجود وہ نارمل انداز میں چل اور دوڑ رہا تھا۔ بہت ذہین اور تیز ہے یہ نارمن۔" ساحر نے برملا اس کی ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اب پھر؟۔" کبیر نے پوچھا۔

"اب یہاں سے نکل کر نیا رستہ تلاش کرنا ہے۔" ساحر نے کہا۔

"نیا رستہ۔۔" کبیر نے بات شروع کی۔

"ہاں نیا رستہ۔ پرانے تو فضول ہیں، بتایا تو ہے کہ روڈز اب تک انڈر

گراؤنڈ ہو چکا ہو گا۔" ساحر نے تیزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا، جیسے وہ نہ چاہتا ہو کہ کبیر اس موضوع پہ بات کرے۔ اس سے پہلے کہ کبیر کچھ کہتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور مارک اندر داخل ہوا۔ اس نے ساحر اور کبیر پہ گہری نظر ڈالی۔

"تم لوگ سلیٹ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟۔" مارک نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"یہ چھوٹی سے ہوتی ہے، اس کا زیادہ حصہ سیاہ ہوتا ہے اور گیلے اسپنج سے اسے صاف کیا جاتا ہے، اگر پانی ملا جائے تو بہتر ورنہ بچے بہت کاریگر ہوتے ہیں وہ تھوک سے بھی کام چلا لیتے ہیں، اسی طرح سلیٹ سے کام لیا جا سکتا ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تمہاری زبان کافی چلتی ہے۔" مارک غرایا۔

"میں تم سے متفق ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ زبانی جمع خرچ سے کام کرنے کے عادی ہیں، جسم کا ایک یہی عضو ہے جو ہمارے اختیار

سے باہر ہے ہر وقت خارش ہوتی ہے اس میں۔" ساحر نے اثبات میں سر ہلایا، اس کا انداز ایسا تھا جیسے طالبعلم استاد کی بات سے متفق ہو رہا ہو۔

"تمہیں کچھ پتہ چلا؟۔" مارک نے چہرے کا رخ موڑ کر کہا تو منظر دیکھ کر کبیر کی آنکھیں حیرت سے کھلتی چلی گئیں۔

جبران انگڑائی لے کر اٹھ رہا تھا۔

"نہیں باس۔ یا تو یہ لوگ بہت ذہین ہیں، انہوں نے کوئی بات بھی ظاہر نہیں کی یا واقعی یہ مارک والے روپ کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔" جبران کے منہ سے نارمن کی آواز نکلی۔

"خان۔۔نارمن۔" ساحر چیخا اور خود وہ مینڈک کی طرح اچھلا اور سامنے موجود مارک کو لیتے ہوئے ٹھک سے دروازے سے جا ٹکرایا۔

* * *

نارمن آیا تو تھا کہ ایشیائی ایجنٹ پکڑے گئے ہیں اور ان سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد انہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اور ایشیائی ایجنٹس کے پکڑے جانے کی خوشی میں جھومتا جھومتا وہ اپنے اڈے پہ پہنچا اور خود ان ایجنٹس کے ہاتھ لگ گیا۔ نارمن کو ہمیشہ یہ زعم رہا تھا کہ وہ بہت ذہین ہے اور اس کی پلاننگ بے داغ ہوتی ہے مگر جس طرح سے ایشیائی ایجنٹس اس پہ حاوی ہوئے وہ اسے جھنجھوڑنے کے لئے کافی ثابت ہوا، خاص طور پہ اسے وہ نوجوان بہت ہی خطرناک محسوس ہوا جو اس سے پوچھ گچھ کرتا رہا تھا، اس نوجوان کی شخصیت نارمن کے حواس پہ چھا گئی مگر نارمن نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔۔۔ پھر جب اس پہ تشدد کی

شروعات ہوئی تو معاملہ اس کی برداشت سے باہر ہونے لگا، ایسے تکلیف بھرے حالات میں بھی اس نے فوری اپنے ذہن کو سنبھالا اور تہیہ کیا کہ وہ ان ایجنٹس کو مات دے کر ہی رہے گا۔ اس نے تشدد کے سامنے ہار مانتے ہوئے اس نوجوان کو سچی معلومات دیں کیونکہ وہ نوجوان پہلے سے ہی بہت کچھ جانتا تھا اور پھر اس کی تیز آنکھوں اور ذہانت کو جھوٹ بول کر دھوکہ دینا نارمن کو مشکل نظر آیا لہٰذا اس نے اور ہی قسم کا دھوکہ دینے کا منصوبہ بنایا۔

جب اس نے ساری معلومات دے دیں تو وہ دونوں ایجنٹ اسے بے ہوش کر کے نکل گئے اور اس کے چند لمحوں کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں۔ تکلیف کے مارے اس کا لوں لوں تڑپ رہا تھا اور منہ سے سسکاریاں نکل رہی تھیں مگر وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے حوصلہ ہار دیا تو نہ صرف اس کی جان جائے گی بلکہ اس کا باس روڈز بھی مارا جائے گا اور یہ اسے گوارا نہ تھا۔ اس نے دونوں ہونٹ دانتوں کی گرفت میں لئے اور سر کو زوردار جھٹکا دیا۔ درد کے مارے اس کی آنکھیں ابل پڑیں مگر اس کا

ذہن بھی یکبارگی مکمل طور پہ جاگ گیا جس چھری سے اس پہ تشدد کیا گیا تھا وہ ابھی بھی اس کی ران میں پیوست تھی۔ اس نے اپنی کانپتی انگلیوں کا اکڑا کر آگے بڑھایا مگر کرسی کے پائے کے ساتھ بندھے ہونے کی وجہ سے انگلیاں چھری کے دستے تک پہنچ نہ پائیں، اس نے اپنے اوپری حصے کو جھٹکے دینے شروع کئے اور تھوڑی ہی دیر میں سینے کے گرد بندھی رسی ڈھیلی ہو کر قدرے نیچے کی طرف کھسک گئی، یہ دیکھ کر اس نے اور تیزی سے جھٹکے دینے شروع کئے اور جیسے ہی رسی مزید نیچے ہوئے وہ آگے کی جانب جھکا، اس کا منہ چھری کے دستے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا، اس نے اگلے دانتوں میں چھری کا دستہ دبایا اور ایک لمحہ کے لئے رکا اور آنکھیں بند کر کے زور سے منہ پیچھے کی جانب کھینچا، چھری اپنے ساتھ خون کے لہر لیتی ہوئی ران سے باہر نکلی اور جھٹکے کی وجہ سے وہ کرسی سمیت پشت کے بل گرا۔

مگر آفرین ہو اس کی ہمت پہ۔ اس کہ منہ سے ابھی تک چیخ نہ نکلی تھی البتہ سسکاریاں اور آنکھوں میں تکلیف ظاہر تھی، ظاہری بات ہے وہ

جسم کے تکلیف کو سہلانے کے موڈ میں نہیں تھا، اس نے ہاتھ موڑا، منہ جھکا کر چھری ہاتھ میں پکڑی اور ہاتھ کی رسی کاٹنا شروع کر دی۔ یہ کام آسان نہ تھا مگر اس وقت اس کی زندگی داؤ پہ لگی تھی اور ذہن پہ ایک ہی جنون، وہ اس ایشیائی نوجوان کو ہرانا چاہتا تھا جس کی وجہ سے اس کا پلان ناکام ہوا۔ کافی دیر کی کوشش کے بعد وہ ایک ہاتھ کی رسی کاٹ چکا تھا اور پھر دوسرے ہاتھ کی رسی کھولی، پاؤں کھولنے میں اسے کم ہی وقت لگا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ ابھی تک تہ خانے کی طرف کوئی نہ آیا تھا مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں تھا کہ کسی کے آنے کی امید بھی نہ تھا، کسی بھی وقت ان میں سے کوئی آسکتا تھا۔ اس نے اپنی شرٹ اتار کر پھاڑی، اور اپنی ران پہ کس کر پٹی باندھی اور لنگڑاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا، اسی وقت اسے باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی جو اسی طرف بڑھے آرہے تھے، قدموں کی آواز سے ظاہر تھا کہ آنے والا ایک ہی ہے جس وجہ سے اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ ابھری۔ جب اسے ساحر نے اسے باضابطہ طور پہ مرچیں کھلائی تھیں، پہلی بار تھا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔ اچانک

دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور سامنے الٹی ہوئی کرسی کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکا ہی تھا کہ نارمن نے گھما کر ڈانڈا اس کے سر پہ دے مارا، پہلا وار ہی اتنی طاقت سے کیا گیا تھا کہ آنے والا ڈھیر ہوتا گیا، نارمن نے اسے سیدھا کیا تو چونک گیا۔ نوجوان کی شکل نارمن جیسی ہی تھی، نارمل سوچ میں ڈوبتا گیا۔ اگلے ہی لمحہ وہ اس نوجوان سے لباس بدل رہا تھا۔ لباس بدل کر اس نے نوجوان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور منہ میں اسی کی شرٹ ٹھونس دی۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ تیزی سے باہر نکلا اور سب سے پہلے فون والے کمرے میں داخل ہوا، اس نے تیزی سے نمبر ملائے۔

"یس۔۔" دوسری طرف سے مارک (روڈز) کی آواز سنائی دی۔

"باس میں نارمن بول رہا ہوں۔" اس نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"میں بس تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔ رستے میں ہوں۔" روڈز نے اس کی بات کاٹی۔

"باس صورتحال بدل چکی ہے، آپ کو بلانے والا میں نہیں تھا، وہ ایشیائی جاسوس تھا۔" نارمن نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟۔۔" روڈز جیسے ہڑبڑا گیا تھا۔

"یس باس۔ میں ان کے چنگل میں تھا، لیکن اب میرے پاس پلان ہے جس سے نہ صرف ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں بلکہ بڑے آرام سے انہیں ہیڈکوارٹر کو سونپ کر کریڈٹ بھی لے سکتے ہیں۔" نارمن نے مارک کو ڈھب پہ لانے کے لئے کریڈٹ کا رستہ کھولا۔

"کریڈٹ کو گولی مارو۔ جلدی کرو بتاؤ، کیا کرنا ہے؟۔" روڈز نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"اب نارمل انداز میں یہاں آئیں، آپ کو گیٹ پہ ریسیو کرنے والا میں ہوں گا، میں انہی ایشیائی ایجنٹس کے ایک ساتھی کے میک اپ میں ہوں، میں آپ کو بے ہوش کرنے کے لئے حملہ کروں گا، جس پہ آپ بھی تھوڑا سا ردعمل دکھایئے گا اور چند لمحے مقابلے کے بعد آپ بے

ہوش ہونے کی اداکاری شروع کر دیجئے گا، باقی مجھ پہ چھوڑ دیں۔"

نارمن نے کہا۔

"میری سکیورٹی کے لئے وہاں ایک گروپ وہاں تعینات ہوا ہے، تقریباً دس افراد کا، ان کا کیا کرنا ہے؟۔ واپس بھیج دوں؟ تم سے پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ پلان تمہارا ہے، تم بہتر سمجھتے ہو کہ کیسے execute کرنا ہے۔"

روڈز نے پوچھا۔

"انہیں الرٹ رکھیں، ان سے بھی حملہ کروانا ہے، پھر ہی جال مکمل ہو گا۔" نارمن نے پراسرار انداز میں کہا۔

"اوکے۔" روڈز نے کہا اور کال بند ہو گئی۔ روڈز کو بے ہوش کرنے والے ڈرامے سے وہ ساحر اور کبیر کو مطمئن کرنا چاہتا تھا، دوسری طرف سے حملہ کروا کر وہ انہیں اوپر ہی الجھائے رکھنا چاہتا تھا کہ

اگر وہ دونوں نارمل حالات میں نیچے آئے تو اسے پہچان جائیں گے، جب تک حملے کا خدشہ رہے گا وہ ذہنی طور پہ الجھے رہیں گے اور نارمن پہ

دھیان کم دیں گے، یہی وہ چاہتا تھا۔ کچھ دیر بعد روڈز پہنچ گیا، انھوں نے بے ہوشی اور لڑائی کا بہترین ڈرامہ پیش کیا، اور ان کے گروپ نے کوٹھی پہ حملہ بھی کیا، جسے ساحر، کبیر اور جبران (نارمن) نے ناکام کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ نارمن صرف فائرنگ ہی کرتا رہا، اس نے اپنے کسی آدمی کا شکار نہ کیا تھا مگر ساحر اور کبیر کے علاوہ مارٹی نے بھی شکار کھیلا تھا۔ بیرونی حملہ آوروں کے ختم ہونے کے بعد اس کی امید کے مطابق ساحر نیچے آیا اور نارمن پہ دھیان دینے کی بجائے اس نے مارک (روڈز) پہ دھیان دیا مگر اچانک وہ پلٹ گیا۔ وہ جبران کے نقلی ہونے کا راز جان چکا تھا، نارمن جو کہ اپنے ہی ہیڈکوارٹر میں موجود تھا اور وہاں کے سارے راز جانتا تھا، وہ پہلے ہی انتظام کر کے آیا تھا، اس نے جیب میں رکھے ریموٹ کا ایک بٹن دبانا پڑا اور ساحر کو زمین نگل گئی۔ دوسری طرف جب کبیر نیچے اترا تو نارمن نے اسے بھی چھاپ لیا۔

اس سے اگلے قدم پہ بھی نارمن نے ذہانت بھرا منصوبہ بنایا، وہ ساحر سے پہلی ٹکر میں ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ تشدد سے نہیں توڑے جا سکیں

گے، لہٰذا اس نے جبران کو الگ قید کر دیا اور خود جبران کے روپ میں ہی ساحر کے ساتھ قید خانے میں اوندھے منہ اس طرح سے لیٹا کہ اس کی ہلکی سے جھلک ساحر دیکھ سکے۔ اس کا خیال تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد ساحر اور کبیر ایک دوسرے سے مشن کے بارے میں کچھ نہ کچھ بات ضرور کریں گے اور ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ ابھی تک ان کے ساتھ نقلی جبران ہی ہے، مگر اسے کامیابی نہ ملی، شاید ساحر پہلے ہی کھٹک گیا تھا جس وجہ سے نہ تو اس نے خود کوئی بات کی نہ کبیر کو اس موضوع کی طرف جانے دیا۔ روڈز کے آنے سے وہ دو ہو گئے تھے مگر ساحر اور کبیر نے ہاتھ پاؤں بندھے ہونے کے باوجود ان پہ حملہ کر دیا۔ نارمن کو چونکہ امید نہ تھا کہ ساحر یا کبیر اتنی تیزی سے حالات کو سمجھ کر الٹا ان پہ حملہ آور ہو جائیں گے اس وجہ سے وہ ذرا ریلیکس ہی تھا، وہ ٹھیک سے سیدھا بھی نہ ہو پایا تھا کہ ساحر کا ساتھی جسے اس نے خان کہہ کر پکارا تھا وہ توپ سے نکلے گولے کی طرح اڑتا ہوا اس پہ گرا اور نارمن کے ردِ عمل سے پہلے ہی اس کا سر زوردار آواز کے ساتھ نارمن کی

ناک سے ٹکرایا اور نارمن کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی، اسے یوں لگا جیسے کسی نے اس کے چہرے کا بھرتہ بنا دیا ہوا، ناک پہ لگنی والی اگلی ضرب کی تکلیف نے اسے دنیا و مافیہا سے بیگانہ کر دیا۔

* * *

ساحر یکلخت اچھلا اور اس کا جسم برق رفتاری سے مارک کی طرف بڑھا۔ پاؤں بندھے ہونے کی وجہ سے پہلے ہی جڑے ہوئے تھے، وہ روڈز کے سینے پہ پڑے اور روڈز اچھل کر کمرے سے باہر جا گرا، ساحر نے جمپ مارا اور اس کے ہاتھ جو پیچھے کی طرف موڑ کر ہتھکڑی لگائی گئی تھی وہ بندھے ہوئے پاؤں کے نیچے سے نکل کر سامنے آ گئے۔ وہ جمناسٹک کے سے انداز میں قلابازیاں کھاتا کمرے سے نکلا اور اس سے پہلے کہ روڈز اٹھتا، وہ اس کے سر پہ پہنچ گیا، وہ تیزی سے جھکا اور دونوں ہاتھ روڈز کی گردن پہ ڈال دیئے، اور روڈز کے ردعمل کو روکنے کے لئے اپنے آپ کو اس پہ گرا دیا۔ تھوڑی سے محنت کے بعد روڈز کا جسم ڈھیلا پڑتا گیا۔ ساحر

نے اس کی گردن سے ہاتھ ہٹائے اور ہتھکڑی کھولنے کی کوشش شروع کی جس میں وہ تھوڑی دیر میں کامیاب ہو گیا، ہتھکڑی کھلتے ہی پاؤں کی رسی کی طرف متوجہ ہوا۔

"خان صاحب۔۔شکار کر لیا یا خود دھر لئے گئے ؟۔۔" اس نے ہانک لگائی۔

"شکار کر لیا ہے۔" کبیر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گڈ۔ خان ہو تو ایسا، نام ہی کافی نہیں، کام بھی کافی ہے۔" ساحر مسکرایا۔ جلدی ہی اس نے پاؤں کھولے لئے اور ایک نیا الٹا کام کرنے میں جُٹ گیا، اس نے روڈز کے ہاتھ رسی سے باندھے اور ہتھکڑی اس کی ٹانگوں کو لگا دی، ٹخنوں کے اوپر پنڈلی چونکہ قدرے پتلی ہوتی ہے تو ہتھکڑی بڑے آرام سے فٹ آگئی۔ اس نے روڈز کو کندھے پہ لادا اور دوبارہ کمرے میں لے گیا جہاں کبیر بھی خود کو آزاد کر کے نارمن کو باندھ چکا تھا، نارمن کی ناک کبیر کی ٹکروں سے اونچی کی بجائے چوڑی ہو چکی تھی۔

"یہ ہتھکڑی کا نیا استعمال ہے۔" کبیر کا قہقہہ بلند ہوا۔

"جدت پسند لوگ ہیں ہم۔۔" ساحر نے اسے آنکھ ماری۔ "جا کر چیک کرو کہ جبران صاحب کہاں استراحت فرمارہے ہیں، اور دونوں باہر ہی رہنا۔" اس نے کبیر سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے نکل گیا۔ ساحر روڈز کو ہوش میں لانے لگ گیا۔ اس نے آس پاس نظر دوڑائی اور ایک فالتو رسی پکڑ کر روڈز اور نارمن کے پاؤں آپس میں باندھ دیئے جیسے کھونٹے سے جانور باندھتے ہیں، اب روڈز یا نارمن حرکت بھی کرتے تو ایک خاص حد سے آگے نہ جا پاتے اور ایک دوسرے سے ہی الجھے رہتے۔ تھوڑی دیر میں روڈز کو ہوش آنے لگا۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور ساحر کی طرف دیکھنے لگا، چند لمحوں میں اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھری تو وہ چونک کر سیدھا ہوا۔

"اوہ۔۔ یہ کیا ہوا گیا؟۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا جناب خالی۔۔" ساحر نے سر دھنتے ہوئے کہا۔

"جناب خالی۔۔" اس نے مشکوک نظروں سے ساحر کی طرف دیکھا۔

"ویسے جناب عالی ہوتا ہے، تمہارے سر کو دیکھ کر الفاظ میں جدت لائی گئی ہے۔" ساحر نے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو، ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔" روڈز نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چھوڑ دیں گے، پہلے اپنا کام تو کر لیں۔ تھوڑی دیر تک تمہار ہیڈ کوارٹر تباہ ہونے والا ہے، پھر چلے جانا تم بھی ماتم کرنے۔" ساحر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"شکل دیکھی ہے اپنی۔ ہیڈ کوارٹر تباہ کرو گے اور وہ بھی سیکشن فور کا۔" روڈز نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اگر شکل کی وجہ سے ایسا ممکن ہوتا تو اب تک تمہاری وجہ سے ویسے ہی تباہ ہو چکا ہوتا۔" ساحر مسکرایا۔

"ہیڈ کوارٹر میں کوئی نہیں گھس سکتا۔" روڈز کا طنز برقرار تھا۔

"میرے دونوں ساتھی جا چکے ہیں، ہم جانتے ہیں تم جہاں مارک کے نام سے رہتے ہو اس رہائش گاہ کے نیچے سے رستہ جاتا ہے ہیڈ کواٹر اور لیبارٹری کو۔ وہ رستہ کیونکہ صرف تم ہی جانتے ہو اور تمہارے ذاتی استعمال میں ہے اس وجہ سے اس پہ سکیورٹی بھی کوئی نہیں۔" ساحر نے تفصیل بتائی۔

اس کی بات سن کر روڈز کو جھٹکا لگا۔ "تت۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہاں سے رستہ جاتا ہے؟۔۔" روڈز نے کہا۔

"مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ وہاں سے رستہ صرف جاتا ہی نہیں، آتا بھی ہے۔" ساحر نے جیسے اسے بہت ہی کام کی بات بتائی ہو، روڈز جو اس کی بات سننے کے لئے متوجہ ہوا تھا جھلا کر پیچھے ہٹا۔

"لعنت ہے۔۔۔ تم جیسے الو کے پٹھے ایجنٹ کیسے بن جاتے ہیں، عقل نام کی چیز سے تو تعلق ہی نہیں تمہارا۔" روڈز نے درشت لہجے میں کہا تو ساحر بے ساختہ ہنس پڑا۔ اس کی ہنسی کو اچانک بریک لگی اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا، روڈز کو سیل فون کی گھنٹی کی آواز تو نہ آ رہی تھی مگر ساحر

کے تاثرات دیکھ کر اس نے اندازہ لگایا کہ اسے کوئی اسے کال کر رہا ہے۔

"یس۔۔؟" ساحر نے کال اٹنڈ کرتے ہوئے سیل فون کان سے لگایا۔ اس کے بعد ساحر بولا تو نہیں مگر لحہ بہ لمحہ اس کے چہرے کا سکون اضطراب اور پریشانی سے بھرتا گیا، اس کی آنکھوں میں پانی تیرتا صاف نظر آرہا تھا اور اس کے جبڑوں کی ہڈیاں ابھر آئی تھیں۔ اس نے اوکے کہہ کر سیل فون کان سے ہٹایا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا جیسے گہرے صدمے میں ہو۔

"مسٹر۔۔ کہاں گیا تمہارا چہکنا۔۔" روڈز نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"میرے دونوں ساتھی مارے گئے، وہ تمہارے ہیڈ کوارٹر داخل ہی نہیں ہو سکے۔" اس نے ڈبڈباتی آنکھوں اور سرد لہجے سے روڈز سے کہا

"تم نے ہیڈ کوارٹر کو بچوں کا کھیل سمجھ رکھا تھا، وہاں کے سارے افراد ایک طرح سے کمپیوٹر میں رجسرڈ ہیں، بغیر کمپیوٹر میں ڈیٹا فیڈ کئے کوئی بھی شخص اندر داخل نہیں ہو سکتا، اور تو اور اگر کوئی انسان خوفزدہ یا بہت

زیادہ خوش ہو تب بھی اسے مارک کر لیا جاتا ہے کیونکہ غیر معمولی بلڈ پریشیر بھی کمپیوٹر رپورٹ کرتا ہے۔ وہاں آواز، انگلیوں کے نشان، چہرے کی ساخت اور آنکھوں کی سکیننگ سے لے کر انسان کی ہر ایک چیز ریکارڈ رکھی جاتی ہے، جیسے ہی غیر رجسٹرڈ آدمی اندر گھستا ہے وہ مارا جاتا ہے۔ "روڈز نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کمپیوٹر میں ڈیٹا ریکارڈ بھی تو اسی عمارت میں ہوتا ہے، یہ کوئی خاص انتظام تو نہ ہوا، ویسے ہی ان سے کوئی غلطی ہوئی ہو گی۔" ساحر نے درد بھرے انداز میں کہا۔

"غلطی تو ان سے ہوئی ہے، تم لوگوں کی اوقات نہیں ہم سے بھڑنے کی، رہی بات ڈیٹا کی تو وہ مین ہیڈ کوارٹر سے ہی اپ لوڈ ہوتا ہے، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔" روڈز نے کہا۔

"تو تمہاری ساری بکواس کا مطلب یہ ہے کہ باہر کا کوئی شخص بھی اندر نہیں گھس سکتا اور اگر گھس جائے تو مارا جائے گا۔" ساحر نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا جیسے اس بحث سے اکتا گیا ہو۔

"ایک ہی طریقہ ہے، تم حقیقت میں روڈز بن جاؤ تو میری جگہ اندر جا سکتے ہو ورنہ نہیں۔" روڈز نے اس کی جھلاہٹ سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ کبیر خان۔۔ جبران ملا؟۔" ساحر نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے ہانک لگائی۔

"ہاں۔ مل گیا ہے۔" باہر سے کبیر کی آواز آئی اور ساتھ ہی دروازہ کھلا اور کبیر کے ساتھ جبران بھی اندر داخل ہوا۔ روڈز کا منہ حیرت کے مارے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"تت۔ ت۔ تت۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ دونوں ہیڈ کوارٹر گئے تھے اور وہیں مارے گئے۔" روڈز نے ہکلاتے ہوئے کہا، اس کے منہ سے الفاظ خود بخود پھسل رہے تھے۔

"دراصل ہم لوگوں کی اوقات ہی نہیں کہ تم لوگوں سے بھڑ سکیں اس لئے میں نے سب ڈرامہ کیا، نہ تو یہ ہیڈ کوارٹر گئے نہ ہی مجھے کوئی کال

آئی، تم سے بغیر کسی محنت کے معلومات نکالنے کے لئے بس ایک چھوٹا سا کھیل کھیلا۔ "ساحر مسکرایا۔

"تت۔ تم۔ تم کبھی کامیاب نہیں ہو گے۔ " روڈز نے کہا اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ حیرت اور شاک کی شدت کی وجہ سے شاید بے ہوش ہو گیا تھا۔

"کیا کرنا ہے آگے؟۔ "کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

"معلومات کے مطابق ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے، بند گلی میں پہنچ گئے ہیں دوبارہ۔ ہیڈ کوارٹر میں غیر رجسٹرڈ شخص نہیں داخل ہو سکتا اور ہیڈ کوارٹر میں کسی ایک کا داخل ہونا ضروری ہے۔ " ساحر نے کہا تو کبیر اور جبران کے چہروں پہ پریشانی امڈ آئی۔

"پھر چیف سے بات کر لو۔ ہو سکتا ہے کوئی رستہ نکل آئے۔ " جبران نے مشورہ دیا۔

"ہم اپاہج ہو گئے ہیں کیا کہ ہر قدم پہ چیف سے مدد لیں، اتنا انحصار اچھا نہیں ہوتا کسی پہ چاہے وہ چیف ہی کیوں نہ ہو، خود بھی کچھ کر لینا چاہئے۔" ساحر نے جیسے اسے ڈانٹا۔

"تو پھر کرو کچھ۔" جبران نے جواباً دھیرے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے کھل کر بات کرنے سے جھجک رہا ہو۔

"کرتا ہوں کچھ۔۔" ساحر دروازے کی طرف بڑھا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"۔۔ کبیر نے آواز لگائی مگر ساحر جواب دیئے بغیر نکل گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کندھے اچکائے۔

* * *

گاڑی مارک مینشن کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پہ مارک براجمان تھا۔ اس کے چہرے پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔ گیٹ پہ رک کر اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ گیٹ میکانکی انداز میں کھل گیا۔ وہ گاڑی پورچ میں لے گیا۔ گاڑی سے اُتر کر وہ تہ خانے میں موجود اپنے آفس میں پہنچا۔ اس نے آفس کو لاک کیا اور سپیشل ٹرانسمیٹر نکالا اور ہیڈ کوارٹر کال کرنا شروع کر دیا۔ کوڈز بتانے کے بعد اس کا رابطہ چیف سے ہوا۔ "چیف۔۔۔ ایشیائی ایجنٹس، جنھوں نے ہمارے خلاف کام کیا تھا وہ مارے گئے ہیں۔" روڈز نے کہا۔

"مکمل رپورٹ دو۔" چیف نے سکوت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ مجھے میرے نمبر ٹو نارمن کی آواز میں ایک دشمن نے کال کر کے نارمن کے ہی ایک خفیہ پوائنٹ پہ بلایا کہ اس نے اُن ایجنٹس کو پکڑ لیا ہے۔ مجھے اس کی بدلی ہوئی آواز سے شک پڑ گیا جس پہ اس نے مجھے صفائی دی کہ کس وجہ سے اس کی آواز بدلی ہے۔ اس کا عذر قابل قبول تھا تو میں بھی مان گیا مگر اس سے میرے ذہن میں خیال آیا کہ حفاظتی گروپ کو ساتھ لے جاتا ہوں، میں نے ساتھ نارمن کے انڈر کام کرنے والے گروپ کو لیا اور کوٹھی پہ چلا گیا......" روڈز نے ساحر اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنے کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔

"جب میں اور نارمن ٹنل روم میں ان سے پوچھ گچھ کر رہے تھے تو اچانک ان دونوں نے ہم پہ حملہ کر دیا، نارمن تو ان کے ہتھے چڑھ گیا مگر میں کیوں کہ دروازے کے پاس تھا تو مجھے بچنے کا موقع مل گیا، میں بروقت کمرے سے نکلا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ٹنل رومز کس انداز میں بنائے گئے ہیں، باہر نکلنے کے بعد میں نے برقی بھٹی آن کر دی اور وہ ایجنٹس جل کر راکھ ہو گئے۔" روڈز نے بات

مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کیسے کنفرم ہو گا کہ وہ واقعی وہی ایشیائی تھے جو ہمارے خلاف کام کر رہے تھے اور وہ سب ختم ہو گئے؟۔" چیف نے پوچھا۔

"وہ تعداد میں تین تھے، ایک ابھی بھی زندہ ہے جسے نارمن کے کہنے پہ الگ قید کیا گیا تھا، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم نے درست لوگوں پہ ہاتھ ڈالا ہے۔" روڈز نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ اس وقت کہاں ہے؟۔" چیف نے بھی اس بار اطمینان بھرے لہجے میں ہی پوچھا۔

"وہ ٹنل 21 میں ہے چیف۔" روڈز نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں چیک کرواتا ہوں لیکن اگر سارے زندہ پکڑے جاتے تو ہم ان سے بہت کچھ معلوم کر سکتے تھے۔" چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ لیکن سچوئیشن ہی ایسی بن گئی کے دو مارے گئے۔ ان کی حکومت تک ہمارا پیغام اُن کی لاشوں کی صورت میں جائیگا کہ ہم کمزور

نہیں ہیں۔" روڈز نے کہا۔

"ہاں۔ یہ اچھا پوائنٹ ہے۔ اب تم جلدی سے دوائی کی اگلی کھیپ تیار کرو۔ ہم کسی دوسرے اسلامی ملک کو نئ کمپنی سے وہ دوا سپلائی کریں گے۔ اور جب اِس ملک میں دوبارہ حالات ساز گار ہوئے تو پھر حملہ کریں گے۔" چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ کام تیزی سے جاری ہے۔" روڈز نے کہا۔

"گڈ۔ ایک کام اور بھی کرو، اس دوا کا فارمولا کاپی کر کے مجھے ہیڈ کوارٹر ای میل کر دو۔ پہلے تو کوئی خطرہ نہیں تھا مگر اب لگتا ہے کہ کوئی حادثہ بھی ہو سکتا ہے، ایسا نہ ہو کہ فارمولا ہی ضائع ہو جائے۔ اوور اینڈ آل۔" چیف نے کہا اور کال بند ہو گئی۔

روڈز نے ٹرانسمیٹر پکڑا اور دیوار میں لگے سیف کی طرف بڑھا۔ کوڈ لگانے کے بعد سیف کھولا ایک ریک میں سے کچھ ڈاکومنٹس نکالے اور سیف کے جوڑ پہ ایک جگہ انگوٹھا رکھ کر دبایا۔ اس سے سیف کی پچھلی

دیوار پہ ایک پاسورڈ پینل نمودار ہوا۔ اس نے نیا پاس ورڈ ٹائپ کیا تو سیف کی دیوار پیچھے ہٹنے لگ گئی۔ اب سیف کے پیچھے رستہ نظر آرہا تھا۔ ٹرانسمیٹر اور ڈاکومنٹس ایک بریف کیس میں رکھ کر ساتھ لئے وہ اس رستے سے اندر داخل ہوا۔ سرنگ میں چلتے چلتے وہ انڈر گراؤنڈ پارکنگ جیسی ایک کھلی جگہ پہ پہنچا۔ وہاں ایک جدید ماڈل کی ایک چھوٹی کار کھڑی تھی۔ روڈز اس میں بیٹھا اور کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا۔ تین سے چار کلومیٹر کے بعد وہ دوبارہ پہلے جیسی پارکنگ ایریا میں پہنچا۔ کار اسے اتر کر وہ پیدل آگے کو چل پڑا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد ایک جگہ رک کی اس نے دیوار پہ دستک دی۔ کافی دیر رکنے کے بعد اُس نے اِس بار الگ انداز میں دستک دی۔ اگلے لمحے گھرر گھرر کی آواز سے دیوار ایک سائیڈ پہ ہو گئی۔ وہ اندر داخل ہو گیا اس کے پیچھے دیوار برابر ہو گئی۔ چلتے چلتے وہ ایک آفس نما کمرے میں داخل ہوا۔ یہ لیبارٹری میں اس کا آفس تھا۔ سیٹ پہ بیٹھتے ہی اس نے ریسیور اُٹھایا اور نمبر ڈائل کیا۔

"یس باس۔" دوسرے طرف سے آواز آئی۔

"ڈاکٹر ہڈسن سے بات کراؤ۔" روڈز نے جیسے غصیلے لہجے میں کہا ہوا۔

"باس وہ تو لیب میں ہیں۔ نئ میڈیسن کی فائنل چیکنگ میں مصروف ہیں۔" جواب آیا۔

"اوکے۔" روڈز نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ آفس سے نکل کر اس کا رُخ لیب کی طرف تھا۔ لیب میں کچھ ڈاکٹرز ایک میڈیسن کی چیکنگ میں مصروف تھے۔ روڈز کو دیکھ کر ایک گنجا ڈاکٹر باہر کی طرف بڑھا۔

"کیا پراگرس ہے ڈاکٹر ہڈسن؟" روڈز نے پوچھا۔

"سر ہم نے فائنل چیکنگ کر لی۔ دوا پرفیکٹ ہے اور اس بار ہماری دوائی چیکنگ میں بھی اصلی دوائی ہی لگے گی۔" ڈاکٹر ہڈسن نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ ہم مسلمانوں سے پچھلی ہار کا بھی بدلہ لیں گے۔" روڈز نے غرور سے کہا۔

"بالکل سر۔ ہم دنیا پاک کر کے ہی چھوڑیں گے۔" ڈاکٹر نے پرجوش

انداز میں کہا۔

"اوکے ڈاکٹر آپ کام کریں میں ویسے ہی راؤنڈ پہ نکل آیا تھا۔" روڈز نے کہا اور ڈاکٹر اندر کی طرف بڑھ گیا جبکہ روڈز بھی آگے بڑھ گیا۔ لیبارٹری بہت بڑی تھی۔ سہولیات اور انتظامات سے ایسے لگتا تھا جیسے کوئی میزائل وغیرہ کی لیبارٹری ہو۔ روڈز نے چند اہم کمروں میں راؤنڈ لگایا اور واپس آفس جا پہنچا۔ اس نے دوبارہ پہلے والا نمبر ڈائل کیا۔

"یس باس۔" وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کمپیوٹر سیکشن بات کراؤ۔" روڈز نے کہا۔

"کمپیوٹر سیکشن۔" نئی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکشن فور۔ جیمز سے بات کراؤ۔" روڈز نے کہا۔

"یس باس۔" آواز آئی۔

"یس باس جیمز سپیکنگ۔" جیمز کی آواز آئی۔

"جیمز۔ کچھ کیمرے بند پڑے ہیں لیب میں۔ کیوں؟" روڈز نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس سارے کیمرے ٹھیک چل رہے ہیں۔" جیمز نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔" روڈز نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس بار غصہ اصلی تھا۔

"سس۔ سس۔ سوری سر میرا یہ مطلب نہ تھا۔" جیمز نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"اب پہلے ریکارڈنگ چیک کرو۔ پھر بات ہو گی۔" روڈز نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون پہ کال آنا شروع ہو گئی۔

"یس۔" روڈز نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس واقعی کیمرے پندرہ سیکنڈز کے لئے بند ہو گئے تھے۔" جیمز نے

پریشانی سے کہا۔

"اس کوتاہی پہ تمہیں گولی بھی ماری جا سکتی ہے۔ کیمرہ بند ہونے کا مطلب ہے کہ کوئی کچھ بھی کر سکتا ہے۔" اُس نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ رئیلی سوری باس۔ میں صبح ایک بار چیک کئے تھے سارے کیمرے تب ٹھیک کام کر رہے تھے۔" جیمز نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کیمرے خود آن، آف ہو رہے ہیں۔ سکیورٹی سسٹم کو میرے لیپ ٹاپ سے لُوپ(loop) کرو اور سسٹم کو ری بوٹ(reboot) کرو اور کیمروں کی چیکنگ کے لئے کسی کو بھیجو۔ اس کے علاوہ کسی کمپیوٹر ایکسپرٹ کو میرے پاس بھیجو۔ میں اپنے سامنے سسٹم کی چیکنگ کروانا چاہتا ہوں۔" روڈز نے کہا۔

"یس باس۔ ابھی کرتا ہوں سب۔" جیمز نے کہا اور روڈز نے ریسیور رکھ دیا۔

اس نے لیپ ٹاپ آن کیا اسے تھوڑی دیر بعد سکیورٹی نیٹ ورک میں

جوائن ہونے کا نوٹیفیکشن مل گیا۔ اس نے اپنی آئی ڈی لگائی اور اُٹھ کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایکسپرٹ کے ساتھ آفس میں داخل ہوا۔ اُس نے اپنے سامنے ساری چیکنگ کروائی اور ایکسپرٹ کو واپس بھیج دیا۔ اپنی آئی ڈی کو کھولا تو اس پہ ایک میسج آیا ہوا تھا۔ اس نے وہ میسج پڑھا۔ میسج پڑھتے ہی اس کے تاثرات بدل گئے۔ اس نے موبائل نکالا، اس کے ساتھ ہینڈ فری سیٹ کر کے ایک کان میں ہینڈ فری ایڈجسٹ کیئے۔ ٹرانسمیٹر اُٹھایا اور ہیڈ کوارٹر کال کر کے چیف سے بات کروانے کا کہا۔

"مسٹر چیف تم لوگوں نے ہمارے ملک پہ اٹیک کر کے بہت بھیانک غلطی کی ہے۔ اس غلطی کی سزا تمہیں تھوڑی دیر تک ملنے والی ہے۔ آئندہ تم نے اگر ہمارے ملک کی طرف منہ کیا تو ہم تمہیں تو کیا تمہارے ہیڈ کوارٹر تک کو برباد کر دیں گے۔" روڈز نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ کیا فضول بات کر رہے ہو روڈز۔" چیف نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

روڈز تھوڑی دیر کے لئے چپ کر گیا۔ "روڈز تو گیا ہے مکمل گنجا ہونے تا کہ صحیح معنوں میں وہ روڈز کہلا سکے۔ میری بات یاد رکھنا۔ اگلے تین منٹ میں تمہارے سیکشن فور کا ہیڈ کوارٹر اور میڈیسن لیبارٹری دونوں مٹی میں ملنے والے ہیں۔" روڈز نے اسی لہجے میں کہا اور کال بند کر دی۔ آنکھیں بند کر کے اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

* * *

سلیٹ نے ان کے ملک کو تباہ کرنے کے لئے انوکھا ہی منصوبہ بنایا تھا اور اس کام کے لئے دوا کو اپنا ہتھیار بنایا۔ شروعاتی تحقیق میں کبیر نے جن ماہرین کو ساتھ لے کر سٹورز میں موجود ادویات کا معائنہ کیا تھا وہ گرین گارڈز کے چیف، لارڈ کے بھیجے ہوئے تھے۔ اس کی ہدایات پہ انھوں نے وہاں پہ سب اوکے کی رپورٹ دی، وہاں کی گئی چیکنگ میں ویسے بھی وہ ادویات ٹھیک ہی تھیں۔ ہدایت کے مطابق وہ لوگ ایک پیک بطور سیمپل نظریں بچا کر لے آئے۔ اس کی تفصیلی چیکنگ کی گئی تو ان میں گڑبڑ تھی۔ اس کے علاوہ ساحر اور کبیر نے ایسے لوگوں کا گروپ بھی چیکنگ کے لئے بھجوایا تھا جو نئی لانچ ہونے والے میڈیسن استعمال کر

رہے تھے۔ تجزیاتی رپورٹس میں جس گڑ بڑ کا پتہ چلا، اُن لوگوں کی میڈیکل رپورٹس نے اس کی تصدیق کر دی کہ وہ دوا واقعی ہتھیار ہے۔

چیف لارڈ بہت خوش ہوا تھا کہ ساحر اُن سٹورز سے متعلق اوکے کی رپورٹ کے باوجود مطمئن نہیں ہوا اور چاہے اور اینگل سے ہی سہی ساحر بھی وہی کام کر رہا تھا جو لارڈ کر رہا تھا۔ میڈیسن سے متعلق تجزیاتی رپورٹ میں بتائے گئے مسئلے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے لارڈ نے کبیر سے کہہ کر وسیم کو اُٹھوایا جسے سیٹھ رفیق استعمال کر رہا تھا۔ اُس سے تفتیش کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ وہ تو شو پیس تھا جو شہرت کے لالچ میں اس کام میں سامنے ہوا ہے اصل میں تو یہ کام سیٹھ رفیق کر رہا ہے جو معاشرے میں بہت عزت دار ہے۔ اس نے اسی ڈر سے وسیم کو کَور بنایا تھا کہ اس کی اصلیت کسی کو پتہ نہ چلے۔ اسی وقت میں ساحر دلاور اور رستم پہ کام کر رہا تھا۔ جس رات ساحر اور جبران نے رستم کو اُٹھانے کا پلان بنایا اسی رات لارڈ نے سیٹھ رفیق کو اُٹھانے کا پلان بنایا۔ اس کا مقصد عام لوگوں کو الجھانا اور رستم اور سیٹھ رفیق کے باس کو حفاظتی اقدامات

سے روکنا تھا۔ اگر وہ ایک شکار کو پہلے اُٹھا لیتے تو دوسرے کو پکڑنا مشکل ہو جاتا۔

چیف نے اس حوالے سے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ "اس ملک سے بہت سے لوگوں کو مسئلہ ہے کیونکہ یہ ملک اپنے تمام تر مسائل کے باوجود اپنے قدموں پہ قائم ہے۔ اندرونی اور بیرونی ہر قسم کے حملوں سے یہ نکلتا آیا ہے۔ یہاں پہ غربت، کرپشن، ظلم، نا انصافی، دہشت گردی اور ان جیسے ہزراوں مسائل نے حملہ کیا اور ابھی بھی کرتے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی اس ملک کو مٹا نہیں سکا۔ ان حملوں کو روکنے کے لیے بے شمار لوگوں نے جانوں کے نظرانے پیش کیے ہیں اور مخالفین ناکامیوں کے باوجود ہر بار نئے طریقے سے حملہ کرتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لئے صحت مند، ہنر مند اور تیز دماغ والے لوگ بہت ضروری ہوتے ہیں اگر ایسے لوگوں کی معاشرے میں کمی ہو جائے تو معاشرہ اپاہج ہو جاتا ہے۔ نیچر میڈیکو نے جو نئی دوا سستے داموں بھجوائی، اصل میں وہ ایک سازش تھی، جس کے لئے ایک بیماری کو سمجھنا ضروری

ہے۔

طاعون (پلیگ) ایک ایسی وبائی بیماری ہے جو کہ وائرس سے پھیلتی ہے۔ جب کوئی خون چوسنے والا جاندار جیسے پِسو کسی ایسے جاندار کا خون چوسے جس میں طاعون کے اثرات ہوں تو وہ طاعونی وائرس خون چوسنے والے جانور کے جسم میں چلا جاتا ہے۔ اور پھر جس انسان یا جانور کو یہ پِسو کاٹے وائرس اس انسان یا جانور کے جسم میں چلا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہوا یا طاعون زدہ چوہے کاٹنے سے بھی یہ بیماری منتقل ہوتی ہے۔ طاعون میں مبتلا شخص پہلی سطح یعنی بخار سے لیکر آخری سطح پھیپھڑوں کی انتہائی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ماضی میں طاعون سے ہونے والی تباہیوں سے ہونے بہت بڑے درجے پہ جانی، مالی و اقتصادی نقصانات ریکارڈ میں ہیں۔ اگر یہی بیماری پورے شہر اور پھر پورے ملک میں ایک ساتھ پھیل جائے تو اس کے ملکی سطح پہ کیا اثرات ہوں گے، یہ سورج کی طرح روشن ہے، اس سے پورا ملک چشمِ زدن میں تباہی کا شکار ہو جاتا۔

"جو دوا اب مریضوں کو دی جا رہی ہے وہ طاعونی وائرس سے انفیکٹڈ ہے۔" چیف نے بتایا تھا کیونکہ مریضوں کے خون میں طاعون کے جرثومے ملے اور یہ پتہ چلتے ہی دوائی کے سٹورز سیل کروا دیئے گئے تھے۔ ٹی وی اور دیگر ذرائع سے دوائی کے مہلک ہونے کا اعلان کروایا گیا تھا۔ جو لوگ یہ دوا کھا چکے تھے ان کو فوری چیک اپ کی ہدایت کی گئی، اس دوائی کے ہر پیک میں یہ وائرس شامل کیا گیا تھا۔

دوا میں یہ وائرس ڈالنے کی یہ سازش کِسی ایک ملک کی نہیں تھی۔ اینٹی مسلم ملکوں نے مل کر ایک تنظیم بنائی ہوئی تھی جس کا نام سَلیٹ Slate ( ) رکھا گیا۔ یہ کام اس تنظیم کے سیکشن فور کی پلاننگ اور ورکنگ تھا۔ یہ تنظیم غیر سرکاری تھی اور ویسے بھی سارے ممالک شامل ہونے کی وجہ سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا تھا اور کسی ملک میں جوابی کاروائی بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ سیٹھ رفیق کو اُٹھانے کے ساتھ ساتھ لارڈ اور کبیر کچھ کاغذات اور ایک سپیشل ٹرانسمیٹر بھی اُٹھا لائے تھے۔ اُس ٹرانسمیٹر پہ سیکشن فور کے چیف کی کال سیٹھ رفیق کو آئی تھی اور تب سیٹھ، لارڈ کے

قبضے میں تھا، سیکشن فور کے چیف نے سیٹھ کو رستم کے اغوا کی خبر دی اور انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دیا تھا۔ لارڈ کے دباؤ اور خوف کی وجہ سے سیٹھ رفیق نہ بتا سکا کہ وہ بھی اس وقت کسی کے قبضے میں ہے۔ اس کال کی وجہ سے لارڈ جان پایا کہ سلیٹ کا سیکشن فور، فارلینڈ کے شہر ناڈاک میں ہے۔ اس نے ساحر کو وہاں کے ایک کلب، مَیری کلب کی لوکیشن بھی دی اور انہیں یہ ٹارگٹ دیا کہ سیکشن کا ہیڈکوارٹر اور میڈیکل لیبارٹری تباہ کرنی ہے، جس کے لئے وہ سمندر کے راستے فارلینڈ بھیجے گئے تھے۔

★

کرنل وجاہت احمد خان اس وقت روشن پیلس میں موجود تھے۔ وہ گرین گارڈز کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ کبیر نے ائیر پورٹ پہ اترتے ہی انھیں کال کر کے روشن پیلس پہنچنے کا کہا تھا۔ وہ روشن پیلس پہنچے تو انھیں ایک ملازم نے ریسیو کیا۔ پھر ان کو کافی کا کپ تھما کر غائب ہو گیا۔ تب سے وہ اکیلے بیٹھے تھے۔ کرنل صاحب سب سے ملنے کے لئے بے تاب تھے۔ وہ کرسی پہ بار بار پہلو بدل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ پہ ہارن کی آواز سنائی دی۔ پھر راہداری میں باتوں کی آواز ابھری۔

"مے آئی کم اِن سر۔؟" ساحر نے دروازہ سے جھانک کر طالبعلموں کی طرح پوچھا۔

"آجاؤ۔" کرنل صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لائن بنا کر آنا، ماسٹر جی بہت سخت ہیں۔" ساحر نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ پیچھے سے کبیر اور جبران کی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"حیرت ہے۔ ماسٹر جی کا مذاق۔ اچھا ہے اب استاد مذاق کے لیے ہی رہ گیا ہے۔ کسی کو ادب آداب یا سیکھنے سے کیا سروکار۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسے ہو لڑکو؟" کرنل صاحب نے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہیں بس کبیر نے کھوپڑی میں تھوڑا سا نیا دماغ ڈلوایا ہے سوراخ کرا کے۔" ساحر نے چٹخارہ کے کہا جیسے کسی کھانے والی چیز کا بتا رہا ہو۔

"اِٹس اوکے۔ ایسے کاموں میں یہ معمولی بات ہے۔" کرنل صاحب نے بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ سوراخ بند کرا دو یہ نہ ہو کہ پہلے والی

عقل بھی نکل جائے۔" ساحر نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا، دروازے پہ ستک ہوئی۔ سب سنبھل کر بیٹھ گئے۔ چیف اندر داخل ہوا تو تینوں احتراماً کھڑے ہو گئے۔ چیف نے اپنی سیٹ پہ بیٹھتے ہی انہیں بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"مشن کی تفصیلات کا تو سب کو علم ہے۔ اس لئے اُس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں چاہوں گا کہ آپ لوگ یہ بتائیں کہ لیبارٹری اور ہیڈ کوارٹر کیسے تباہ ہو گیا۔ جبکہ آپ لوگ وہاں گئے ہی نہیں تھے۔" چیف نے کہا۔

"باس آپ نے مارک کے حوالے سے بتایا تھا اس کے مدِ نظر میں نے مارک پہ تشدد نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اسی کو استعمال کرنے کا پلان کیا۔ ہار کو کلب کے ہار کو کو زندہ چھوڑ دیا تھا۔ اسی کے ذریعے میں نے شہر کے جانے مانے ہپناٹزم کے ماہر کو ہائر کر لیا۔ اس نے روڈز کے دماغ کو کنٹرول کر کے ساری معلومات نکلوا دیں۔ اس ماہر کے ذریعے ہی روڈز کو میں ٹرانس میں رکھا اور اس کے دماغ میں اپنا منصوبہ ڈالا۔ اس نے جاتے ہی

چیف باس کو کال کر کے ہمارے مرنے کی رپورٹ دی۔ پھر ٹرانسمیٹر اور فارمولے کے کاغذات لے کر لیبارٹری گیا۔ اس کی جیب میں مَیں نے ایسی ڈیوائس رکھی تھی جو تھوڑی دیر کے لئے سیکیورٹی سسٹم کو جام کر دیتی ہے۔ ایسا صرف چند سیکنڈز کے لئے ہوا ہو گا۔ اس بات کو لے کر اس نے کمپیوٹر سیکشن کے لوگوں کو جھاڑ پلائی کہ سسٹم خراب ہے۔ اس جھاڑ کی وجہ سے کسی کے دماغ نے آؤٹ آف دی وے (out of the way) جا کر نہیں سوچا اور میرے پلان کے مطابق چلتے رہے۔"

"وہاں سوپر کمپیوٹر استعمال کیا جا رہا تھا اور اسے پاور دینے کے لئے اٹامک بیٹریز استعمال ہو رہی تھیں۔ روڈز نے سکیورٹی سسٹم اپنے لیپ ٹاپ سے کنکٹ کروایا اور اپنے لیپ ٹاپ آئی ڈی لگائی جس سے لیبارٹری کا سکیورٹی سسٹم ہمارے لئے اوپن کر ہو گیا کیونکہ اس کی آئی ڈی ہمارے پاس بھی تھی۔ ہم نے لیبارٹری کے سسٹم کو ہیک کر کے سیلف ڈسٹرکشن موڈ پہ ڈال دیا۔ اس سے اٹامک بیٹریز نے وہاں پہ تباہی پھیلا دی۔ احتیاطاً ہم نے روڈز کے ذریعے زیرو بم بھی رکھوا دیا تھا۔ اس نے جب سسٹم ری بوٹ

کروایا تو بنا کسی مسئلے کے اس نے باہر جا کر مین روم میں بم لگا دیا تھا۔ روڈز نے میری ہدایات کے مطابق اپنے چیف کو ہمارا میسج دے دیا تھا۔ سیلف ڈسٹرکشن کے اگلے لمحے ہم نے زیرو روم بھی اُڑا دیا۔ جس سے لیبارٹری اور اس کے اوپر موجود ہیڈ کوارٹر تنکوں کی طرح بکھر گئے۔ اس کے بعد ہم نے مارک کی رہائش گاہ پہ حملہ کیا اور وہاں سے سیکشن فور کے بارے میں جو کاغذات ہاتھ لگے ان کی کاپیاں کروائیں۔ کاپیاں ہم نے پاس رکھ لیں اور اصل فارلینڈ کی حکومت کو دے دیئے۔ حکومتی کاروائی کے نتیجے میں کافی ایجنٹس مارے اور پکڑے گئے۔ اور ہم واپسی کے سفر پہ روانہ ہو گئے۔" ساحر نے کہا، ساتھ اس نے بتایا کہ کیسے اس نے روڈز کو جھانسا دے کر معلومات نکلوالی تھیں۔

"اگر انھوں نے اس فارمولے کی کاپی کی ہو تو؟" چیف نے پوچھا۔

"سوری۔ یہ بتانے کا خیال نہیں رہا۔ روڈز سے ہم نے یہ پوچھا تھا، انہوں نے ایک ہی کاپی کروائی تھی جو ایک بنک لاکر میں تھی وہ حاصل کر کے ہم ضائع کر چکے ہیں۔" ساحر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے نارمن کو کیوں زندہ چھوڑ دیا؟۔" چیف نے پوچھا۔

"اس کی ذہانت کی وجہ سے میرا دل نہیں چاہا کہ اس طرح سے بے بسی کی موت مار دوں۔ میں نے اسے ایک اور موقع دیا کہ اگر وہ اپنا رستہ بدل لے۔" ساحر نے سادہ لہجے میں جواب دیا۔

"فار لینڈ کی طرف سے ہمارے ملک کو شکریہ کا خط موصول ہوا ہے۔ وہ لوگ امن پسند ہیں، اس لیے انھوں نے اس تنظیم کے خلاف ہماری کامیابی کو سراہا ہے۔" چیف نے کہا۔

"شکریہ چیف۔ یہ آپ کی رہنمائی میں ممکن ہوا ہے۔ ہم لوگ تو ایک جگہ پھنس سے گئے تھے۔ آپ نے مارک کا کلیو دے کر ہمارا کام آسان کیا۔" جبران نے کہا۔

"آپ لوگ نئے ہیں اس لئے میں نے گائیڈ لائن دے دی پھر مقصد بھی ہمارا ایک ہی ہے، اپنے ملک کی حفاظت لیکن آپ لوگوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ آپ کی پلاننگ اور محنت رنگ لائی ہے۔

اس لئے کریڈٹ بھی آپ کا ہی ہے۔" چیف نے صاف گوئی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" چیف۔ میرا خیال ہے کہ یہ تنظیم اسی پراجیکٹ تک رکے گی نہیں یہ کسی نہ کسی طرح دوبارہ ضرور حملہ کریں گے ہمیں ان کے مین ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنا چاہئے۔" ساحر نے کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن میں نے تمہارے اس مشن کی رپورٹ فارورڈ کر دی ہے۔ اس کی بنیاد پہ ابھی تم لوگوں کے بارے میں فیصلہ ہو گا کہ تم مستقل یہ کام کرو گے یا گرین گارڈز کا یہی اختتام ہے اس فیصلے کے بعد دیکھتے ہیں۔" چیف نے کہا اور اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب یہ کیا بات ہوئی۔ میرا تو خیال تھا کہ فیصلہ ہو چکا ہو گا۔" جبران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اللہ بہتر کرے گا تم لوگ پریشان نہ ہو۔" کرنل صاحب نے اُٹھتے

ہوئے کہا اور باہر نکل گئے۔

"عجیب آدمی ہو تم کبیر۔ مجھے لگا تھا کہ ائیر پورٹ پہ تم بینڈ باجے والوں کو کال کر رہے ہو کہ مشن کی کامیابی میں ہم ائیر پورٹ سے روشن پیلس تک بھنگڑے کے ساتھ آئیں گے۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ پر سکون تھا جیسے چیف کی فیصلے والی بات سے اسے کوئی مسئلہ نہ ہو۔

"بھنگڑا کون ڈالتا؟" کبیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اپنا جگری جبران۔ یہ کس دن کام آئے گا اس نے بھنگڑے میں ڈپلومہ کیا ہوا ہے۔" ساحر نے کہا۔

"واہ یار۔ ہمیں بتایا ہی نہیں تم نے؟" کبیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بتائے گا کیوں۔ اس کا رشتہ آیا تھا، لڑکی والوں نے کہا کہ ہمیں ایسا لڑکا چاہئے جو ہماری لڑکی کے اشاروں پہ ناچ سکے۔ اسی دن اس نے ڈانس کلاس جوائن کرلی تھی۔" ساحر نے ایسے کہا جیسے چغلی کر رہا ہو۔

"پھر رشتہ ہو گیا۔؟" کبیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں کوئی۔ انھوں نے کہا کہ ہم سب کے سامنے چیک کریں گے کہ لڑکا ناچ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ لڑکی کے دو اشاروں پہ بھی ٹھیک سے ناچ نہیں سکا اور وہ لوگ جواب ہی دے گئے۔" ساحر نے کہا تو کبیر کا قہقہہ نکل گیا اور جبران نے منہ بنایا۔

"اتنا برا منہ دیکھنے سے سو جانا بہتر ہے۔" ساحر نے آنکھیں موند لیں اور جبران کی آنکھوں میں چمک ابھری، اس نے تیزی سے میز پہ پڑی بوتل اُٹھائی اور سارا پانی ساحر کے سر پہ ڈال دیا۔

"اللہ حافظ۔" کہتا ہوا جبران باہر کو دوڑ پڑا۔

"ہائے گیلا پانی۔ ہائے گیلا پانی۔" کہتا ہوا ساحر اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

"ڈرامے باز۔۔" کبیر مسکرا کر باہر کی طرف چل دیا۔

ختم شد